اللہ کی مہر

تلگو اصل : یوگیشور

ترجمہ : چاندنی

www.khudaislamicspiritualsociety.org

اللہ کی مہر

اصل تلگو

یوگیشور

ترجمہ

شیخ ریحانا بنت امیر اعلی

(خدا اسلامک سپر چیول سوسائٹی میمبر)

نلگونڈا ضلع

(Regd.No.459/2011)

Published By

خدا اسلامِک سپر چیول سوسائٹی

انمتپر ضلع

ترائیت شک-۳۸

اوّل پرنٹ:۲۰۱۶

تعداد:1000

قیمت:105

خدا اسلامک سپر چیول سوسائیٹی روحانی کتابیں

۲) قرآن میں چھپے ہوئے موتیاں (مصنف شیخ ریحانا)

۳) آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی جواہرات (ترجمہ شیخ ریحانا)

۴) آخری اللہ کی گرنتھ میں ارتھ اور اپارتھ (مصنف شمیرا)

۵) زکاۃ (مصنف نظمہ)

۶) جہالت میں دہشت گردی کے بیج (ترجمہ شیخ ریحانا)

۷) پنرجنم کا راز (ترجمہ شیخ ریحانا)

۸) موت کا راز (ترجمہ شیخ ریحانا)

۹) نبیاں کون ہے؟ (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۰) اعمال نامہ (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۱) قبر (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۲) جنت اور دوزخ (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۳) اللہ کا علم قبضہ ہوا (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۴) تین کتب دو مرشد ایک استاد (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۵) کیا جہاد کا مطلب جنگ ہے؟ (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۶) الٰہی کتاب میں سچ و باطل فرق کرنے کی علم (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۷) بھاوم اور بھاشا (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۸) پرتما اور وگرح (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۹) تین الٰہی کتابیں اور تین اول جملے (ترجمہ شیخ ریحانا)

۲۰) موت کے بعد زندگی (ترجمہ شیخ ریحانا)

۲۱) اللہ کا نشان (ترجمہ شیخ ریحانا)

۲۲) فرقان (ترجمہ شیخ ریحانا)

۲۳) آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی ہیرے (ترجمہ شیخ ریحانا)

۲۴) ماں-باپ (ترجمہ شیخ ریحانا)

خدا اسلامک سپر چیول سوسائیٹی

(Regd.No.459/2011)

……………… خاص مقاصد ………………

۱) قرآن پاک کی دین (دھرموں) کی حفاضت کرنا اور تبلیغ کرنا

۲) قرآن پاک کی علم الٰہی کو شکست نہ ہوتے ہوئے ہندو اور عیسائیت سے سمنوے کرنا

۳) قرآن پاک کے حضرت محمدؐ کے عزت میں کمی نہ ہوتے ہوئے دیکھنا

۴) قرآن پاک کی آیتوں کی معنی یا مفہوم کو اللہ کے طریعے میں تفصیل کے ساتھ بیان کرنا

۵) قرآن پاک کی مقدس پن کو اسلام میں کوئی اور کتابوں کے برابر موازنہ کئے بغیر دیکھنا۔

۶) قرآن پاک میں نبی کو ہو یا اللہ کو ہو روک تھام کرنے والے اور سمجھ میں نہ آنے والے آیات کا اس طرح جواب دینا کہ کوئی بھی اس کا سامنا نہ کر سکے۔

۷) قرآن پاک کی الٰہی آیتوں کے بعد ہی حدیثوں کی جملوں کی اہمیت ہے کہہ کر مسلمانوں کو بتانا

۸) قرآن پاک کی دین اللہ کا ہے اور علم نبی کا ہے اور عمل انسانوں کا ہے۔ لہذا، یہ بتانا کہ اسلام تمام انسانوں کے لئے قابل عمل ہے۔

۹) قرآن پاک کی دین ہرایک انسان کے لئے ہےاورحدیث کے جملےصرف مسلمانوں کے لئے ہی ہے کہہ کر بتانا

۱۰) مسلمان پہلے قرآن پاک میں اللہ کے دین یا دھرموں کو جاننا چاہئے ،بعد میں حدیث کے روایتوں کو جاننا چاہئے کہہ کر بتانا۔

۱۱) قرآن پاک میں اللہ کے فرشتہ کی کلام کو حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے،اور نبی کے وفات کے بعد ۱۲۱، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۶۸سالوں کے بعد آئے ہوئے حدیثاں مسلم علماؤں نے فرمایا ،اس لئے اسلام میں پہلا مقام قرآن پاک کا ہے کہہ کر بتانا۔

۱۲) قرآن پاک میں اللہ کی دین کو یا اللہ کے دھرموں کو جاننے سے آخرت پائیں گے جو دائمی ہے اور حدیثوں کی روایتوں کو جاننے سے جنت پائیں گے کہہ کر بتانا۔

کتب ملنے کے پتے

شیخ شفیع

چنّے، تمل ناڈو (Cell:09445554354)

شیخ ابراہیم

کرنول ٹون، آندھراپرادیش (Cell : 7095008369)

یم علّی پیر

مڑک شرا، انمتپر ضلع (Cell : 8978058081)

سید شالم باشا (طارا)

پکم، چتور ضلع (Cell : 8978058081)

شیخ امیر علی

نلگونڑا ضلع، تیلانگانا (Cell : 8187051078)

﴿ فہرستِ الفاظ ﴾

اس کتاب میں اللہ کے آیتوں کا اصلی معنی اللہ کے طریقے میں یا روحانی طریقے سے یعنی جس مقصد سے اللہ نے وہ آیات بتایا اسی مقصد کو بیان کیا گیا۔آج انسان اپنی زندگی میں اتنا مصروف ہو گیا کہ اسے اپنے بارے میں ،اپنی پیدائش کے بارے میں اور اپنی موت کے بارے میں خیال کرنے کا فرست تک نہیں ہے۔بعض لوگ جو اللہ کا ڈرر کھتے ہیں جیسے بڑوں نے سکھا یا ویسے نماز،دعا تو طلب کرتے ہے مگر وہ نماز اور دعا کی اصلی معنی سمجھ کر عمل نہیں کرتے۔اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے بارے میں اور وہ اللہ جس نے ہمیں پیدا کیا اس کے بارے میں جاننے کی کوشش دل سے کرتے ہیں اور ان کو بہت سے اس طرح کے خیال بھی آئے ہوئے ہوں گے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟اور مجھے کہاں جانا ہے؟ میری پیدائش کا کیا مقصد ہے؟انسان کیون یہ سکھ دکھ پا رہا ہے ؟اللہ کون ہے؟ اللہ کہاں ہے؟ وہ کیسے اس پورے کائنات کو operate کرر ہا ہے؟اس کے بارے میں کیسے معلوم کریں؟ سب کہتے ہیں کہ اللہ آسمان پر ہے تو پھر آسمان کے طرف دیکھیں تو وہ کیوں نہیں دکھ رہا ہے؟ لیکن اللہ اپنے بارے میں قرآن میں کیا فرمایا یہ بات بہت سے لوگوں کو نہیں معلوم۔ان اللہ کے بندوں کو جو سچ میں اللہ کے بارے میں جان کر اللہ کی قربت حاصل کرنا چاہتے ہے ان کو اللہ کی حقیقت اللہ کہاں ہے؟ اور کیسا ہے؟ کس طرح اس کا نظام ہے اس چھوٹی گرنتھ سے حاصل ہوگی۔اس کتاب کو پڑھنے والے ہر ایک اللہ کے بندہ سے گزارش ہے کہ اس کتاب کی ہر لفظ کو اپنے جسم کے اندر ہی غور کرتے ہوئے پڑھیں۔اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ ہم سب کو صحیح طریقے سے علم سمجھ میں آنے کی طاقت عطا فرمائے (آمین)۔

زبان ایک ایسی ٹول (tool) ہے جس سے انسان اپنے خیال یا ارادے ظاہر کرتا ہے۔

آج تو دنیا میں کئی زبان پیدا ہو گئے ۔ اگر ہم ابتداء کائنات میں جا کر دیکھیں تو تب یہ سب نہیں تھے انسانزبان نہ بننے سے پہلے اشاروں سے اپنے خیال ظاہر کرتا تھا۔ پھراس نے آسانی سے اپنے خیال ظاہر کرنے کے لئے زبان بنالی۔لیکن آج یہ زبان ہی انسانوں کوایک دوسرے سے الگ کررہی ہے۔ وہ کیسے؟۔وہ اس طرح ہے کہ آج اگر انسان کے سامنے ایک لفظ آیا تو وہ صرف اس لفظ کا زبان دیکھ رہا ہے مگر لفظ کے پیچھے اس کی اصلی معنی کونہیں دیکھ رہا ہے۔ وہ لفظ کیوں بنایا گیا؟ اس لفظ کی اصلی معنی کیا ہے؟ جس مقصد سے وہ لفظ بنائی گئی کیا اسی مقصد سے وہ ہم سمجھ کر لئے یانہیں؟ اتنی گہرائی سے انسان نہیں سوچ رہا ہے۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ میں نے نبیوں کوان کے قوموں کے زبان میں ہی بھیجا تا کہ وہ آسانی سے اللہ کی پیغام کا مقصد سمجھ سکے۔اس طرح کئی نبیوں نے مختلف زبانوں میں اللہ کے باتیں بتایں۔لیکن آج مسلمان صرف عربی زبان یا اردوزبان ہی دیکھ رہے ہیں۔ایسا ہی ہندوتلگو یا ہندی یاسنسکرت زبان ہی دیکھ رہے ہیں ۔عیسائی بھی ذیادہ تر انگلش زبان ہی دیکھ رہے ہیں مگر دوسرے زبانوں میں اللہ کے باتوں کے طرف مُڑ کرنہیں دیکھ رہے ہیں۔ پانی کوانگلیش زبان میں واٹر(water)،تلگوزبان میں نیرو(neeru)،تمل زبان میں تنّی (tanni) کہتے ہیں اس طرح کتنے بھی مختلف زبانوں میں کہیں لفظ بدل رہے ہیں مگر پانی کے دھرم یعنی پانی کے صفات یا خاصیت نہیں بدل رہا ہے۔یعنی اس پانی کوایک ہندو سے مسلمان لیکر پئے یا ایک مسلمان سے ہندولیکر پئے یا ایک عیسائی سے ہندولیکر پئے پانی یکساں ہوتا ہے مگر ایک ہی قسم کا پانی کسی کو میٹھا یا کسی کوکڑوا نہیں رہتا اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ (ہندو یا عسائی) پانی کو نیرو یا واٹر کہہ رہا ہے تو میں اس سے وہ پانی نہیں لوں گا۔اس طرح پیش آنے سے خود کا ہی نقصان ہوگا نا! اورنقصان ہونے والا کام انسان اپنی زندگی میں کبھی بھی نہیں کرنا چاہئے ۔اسی طرح اللہ نے بھی اپنی دین کوسمجھانے کے لئے الگ الگ

زبانوں میں بعض الفاظ استمال کیا (جیسے قرآن میں فرمایا کہ میں ہر نبی کو اپنے زبان میں بولنے والے کر کے بھیجا تا کہ لوگوں کو دین اچھے طریقے سے سمجھ میں آئے)۔زبان الگ ہونے پر بھی (اس الفاظ کے پیچھے اللہ کا) کہنے کا مقصد

ایک ہی ہے۔مثلاً **جنت و دوزخ** کو ہندو **سورگ و نرک** کہتے ہیں تو عیسائی heaven and hell کہتے ہیں۔اسی طرح **قبر** کو ہندو **سمادھی** کہتے ہیں تو عیسائی grave کہتے ہیں۔کتنے بھی زبانوں میں کہیں قبر ہو یا سمادھی ہو یا grave کا **کام** ایک ہی ہے وہ ہے ڈھانکنا یعنی (لاش کو) ڈھانکنے کی ایک جگہ کو پکڑ کر تینوں تین قسم سے کہہ رہے ہیں۔کام کو پکڑ کے نام دیا جاتا ہے۔اس لئے اس کتاب میں زبان کو دیکھے بغیر اور کونسے زبان میں الفاظ ا اور کونسے زبان میں الفاظ استمال کئے گئے دیکھے بغیر ،الفاظوں میں چھپی ہوئی راز کو اور وہ الفظ کہنے کے پیچھے اللہ کا مقصد کیا ہے تفصیل کے ساتھ دیکھتے ہیں۔

روحانی الفاظ جو اس کتاب میں استمال کئے گئے:

قرآن میں (50-21) میں اللہ فرماتا ہے کہ ہر نفس ایک چلانے والے کے ساتھ،ایک گواہی دینے والے کی ساتھ آتی ہے (یعنی پیدا ہوتی ہے)۔اس آیت کا پورا خلاصہ ہی یہ کتاب میں سمجھایا گیا ہے ۔کیسے اللہ جسم کے اندر اور جسم کے باہر پھیلا ہوا ہے۔ہم نفس ہے جو جسم کے اندر ہے اور ہمارا باپ روح ہے تو روح کا باپ اللہ ہے یعنی اللہ نفس کا دادا ہے۔

باپ اللہ - جسم میں رہنے والے اللہ کو باپ اللہ کہہ رہے ہیں۔**آتما اللہ** یا **باپ روح** یہ لفظ بھی **باپ اللہ** کے لئے استمال کئے گئے ہیں۔

دادا اللہ یا پرماتما اللہ - روح کے باپ اور نفس کے دادا کو دادا اللہ کہہ رہے ہیں

تخلیق سے پہلے کا اللہ - یہ پوری دنیا پیدا ہونے سے پہلے اللہ نے اس دنیا کو بنایا تھا اس اللہ کو ہی

تخلیق سے پہلے کا اللہ کہہ کر بلایا جا رہا ہے

تخلیق کے بعد کا اللہ - پورا کائنات تیار کرنے کے بعد اللہ نے کام نہیں کرنا چاہا اور اس نے روح کو اپنے میں سے نکال کر انسانوں کیلیئے اللہ کی طرح مقرر کیا۔ اس روح کو ہی یعنی انسانوں کے اللہ کو ہی تخلیق کے بعد کا اللہ کہہ رہے ہیں۔

گرنتھ (granth) - کتاب

اوّل اللہ کی گرنتھ - پہلی اللہ کی کتاب یا پہلی کتابِ الٰہی (توراۃ یا بھگوت گیتا)

درمیانی اللہ کی گرنتھ - دوسری اللہ کی کتاب (انجیل یا بائبل)

آخری اللہ کی گرنتھ - آخری اللہ کی کتاب (قرآن)

نماز - اللہ میں شامل ہونے کے لئے جو علم چاہیئے اس اللہ کی علم کو سیکھنا

زکاۃ - جو لوگ علم میں غریب ہے ان لوگوں کو ہم نے نماز میں جو اللہ کی علم سیکھا اس علم کو ان کو بھی بتا کر اللہ کے طرف لے آنا یعنی علم میں جو غریب ہے ان کو بھی علم میں مال دار بنانا۔

روزہ - وہ اللہ جو ہمارے اندر روح کے صورت میں ہے ان سے ہمیشہ دوستی کرنا یا مل کر رہنا

ساکار اللہ - زمین پر انسان کی شکل میں آنے والے کو ساکار اللہ کہتے ہیں۔ اسی کو خدا یا بھگوان کہتے ہیں۔ جس کا نام ہے شکل ہے اور کام بھی ہے۔

نراکار اللہ - وہ اللہ جو پوری کائنات میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے جسم کے اندر بھی ہے اور جسم کے باہر بھی۔ جس کا نہ نام ہے نہ شکل ہے نہ کام۔

ندرشن - نشان یا غیبی یعنی دکھنے والی چیز ہی معلوم ہوئے بغیر چھپ کر رہنے کو ندرشن یا نشان کہتے ہیں۔

درشن - دکھنے والی

شردھا - اللہ کے بارے میں اور اللہ کے علم کے بارے میں جاننے کی شوق یا چاہت۔

وار(ہفتہ): وار، مہینہ، سال

روحانی معنی: اگر کسی انسان سے ہم یہ پوچھیں کہ آپ کب پیدا ہوئے تو وہ فلاناdate میں، فلانا مہینہ میں ،فلانا سال (مثلاً 1950-04-05) کہتے ہیں۔اس سے پہلے ہمیں یہ جاننا ضروری ہے کہ انسان کو **انسان** ہی کیوں کہتے ہیں۔من ہونے کے وجہ سے انسان کہا جا رہا ہے۔من تو جانوروں میں بھی رہتا ہے مگر من کا اثر (یادرکھنے کی طاقت) انسان میں ذیادہ رہنے کی وجہ سے اسے انسان کہا جا رہا ہے۔ہم انسان کی ذندگی غور کریں تو وہ وقت میں اپنی ذندگی گزار رہا ہے۔اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ میں زمانہ ہوں۔ایسا ہی بھگوت گیتا میں کہہ رہا ہے کہ میں وقت ہوں۔اس لئے انسان وقت میں (یعنی اللہ میں ہی) ذندگی گزار رہا ہے۔انسان کی ذندگیوں سے اتنی گہرائی سے جڑی ہوئی وقت یعنی اللہ جسم کے اندر اور باہر کیسا ہے؟ اگر ہم وقت کی حساب کرنا چاہے تو وہ باہر سورج، چاند، ستاروں سے کر رہے ہیں۔اللہ بھی قرآن میں فرماتا ہے کہ سورج، چاند، ستاروں کو اس لئے بنایا تا کہ ہم وقت کی حساب کریں۔یعنی باہر اللہ وقت کی صورت میں سورج، چاند اور ستاروں کے تین قسم سے، سیاروں کے صورت میں ہیں۔وہی انسان کے جسم میں تین روحوں کی صورت میں ہے انہی کو اللہ (پرماتما)، روح (آتما)، نفس (جیواتما) کہہ رہے ہیں۔یہی بات اللہ قرآن کی (50-21) آیت میں فرماتا ہے کہ ہر نفس ایک چلانے والے کے ساتھ اور ایک گواہی دینے والے کے ساتھ آتا (پیدا ہوتا) ہے۔وار سے مراد **'فرق یا الگ'** کے ہے۔مہینہ کو تلگو زبان میں **'ماس' یا 'مہر'** کہتے ہیں۔سال کو وتسر (vatsar) کہتے ہیں۔وتسر کا معنی یہ ہے کہ 'بیٹا' یا 'جو پیدا ہوا' تو انسان اپنی ذندگی یہ تین وقتوں میں ہی گزار رہا ہے۔ہم سب **الگ الگ مہر لگا کر پیدا ہوئے نفس ہیں** یعنی الگ الگ جسمون کے ساتھ پیدا ہوئے نفس ہیں۔ہم دنیا میں غور کریں تو ایک کا ناک ایک کا کان ایک کا

چہرا بالکل الگ ہوتا ضرور کچھ نہ کچھ فرق رہتا ہے۔ایک ہی قسم کا کھانا ایک کو مذے دار لگتا ہے ایک کو اتنا tasty نہیں لگاتا۔اس طرح اللہ نے ہمیں علم خیال کر لینے کے لئے دنیا میں ایسے نشانیاں رکھا ہے ۔سو، وار، مہینہ، سال کا روحانی معنی یہ ہے کہ وار سے مہر لگا کر پیدا ہوا نفس ہی انسان ہے یعنی الگ الگ سے مہر لگا کر پیدا کیا گیا نفس۔

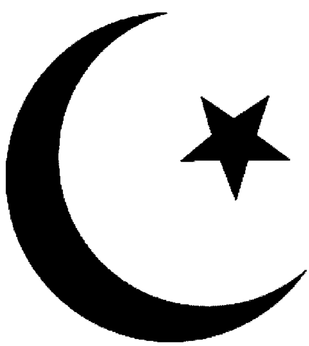

اللہ کی مہر

اللہ کو تلگو زبان میں 'دیوڑو' کہتے ہیں۔'دیوڑو' سے مراد یہ ہے کہ 'نہ معلوم ہونے والا'۔اگر دیوڑو (اللہ) کا تعریف (definition) بتایں تو 'ڈھونڈے جانے والا اللہ' ہے کہہ سکتے ہیں۔اور بھی تفصیل سے بتایں تو ایسا لگتا ہے کہ آخر وہ کون ہے جس کی ہم تلاش کر رہے ہیں یعنی یہ بات بھی صاف طور سے نہیں معلوم کہ کس کی تلاش کر رہے ہیں؟۔اللہ (دیوڑو) کا کوئی نام نہیں ہے، فلانا والا اللہ ہے ایسا کہنے کے لئے نہ اس کا روپ وشکل ہے۔اسی لئے اسے 'دیوڑو' کہہ رہے ہیں۔ایسے اللہ کے طرف میں ہوں یا اگر دوسرے لوگوں کو **میں اللہ کے طرف ہوں** ایسا بتانے کے لئے نہ اس کا کوئی وجود ہے نہ نام نہ روپ۔ایسی صورت میں دوسروں کو یہ کیسے ظاہر کریں کہ میں اللہ کے طرف ہوں؟ یہ سوال کی طرح بچ جا رہا ہے۔آخر **بتائے بھی تو کیسے بتایں؟** اس کا راستہ دکھانے والا بھی اللہ ہی ہے۔وہ اللہ جسے نہیں جانتے اس سے اس طرح طلب کرنے کے لئے کہ ہمیں بتایں کہ ہم دوسروں کو کیسے یہ ظاہر کریں کہ ہم تیرے طرف ہیں اور جو سوال کی طرح بچ گیا ہمیں اس کا جواب دو، (ایسے طلب کرنے کے لئے) نہ وہ اللہ کسی سے بات کرنے والا ہے۔نہ وہ کچھ کام کرتا ہے۔اس کا یہی مطلب ہوا نا کہ کسی سے بھی بات نہ کرنے والا (اللہ) مجھے ہو یا تجھے ہو جواب نہیں دیگا۔

اللہ بات نہیں کرتا، اس بات کی دلیل یا گواہ کے لئے اللہ کے بارے میں آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح ۴۲ آیت ۵۱ میں ایسا ہے، دیکھئے۔**(42-51)'' اللہ کسی انسان سے بھی براہ راست بات نہیں کرتا''**۔یہی جملے میں **''اللہ تین قسم سے اپنا علم بتائے گا''** کہہ کر ہیں۔اللہ براہ راست کسی سے بات نہیں کرتا (یہ سچ ہے لیکن اس نے اسی آیت میں یہ بھی تو کہا نا کہ وہ) الگ طریقوں سے اپنا علم بتائے گا۔اب ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ علم یا گنان سے کیا مراد ہے۔موٹے طریقے سے '' ہر

ایک سوال کا جواب ہی علم یا گنان ہیں''اگر اس کا تعریف بتایں تو 'گنپتی (gnapti)' آواز سے **'گنان'** آواز پیدا ہوا۔گنپتی کا معنی **'یاد یا خیال'** کے ہے۔معلوم ہونے والا سچ ہی یاد یا خیال ہے۔آخر میں جو سچ ہے وہی علم یا گنان ہے کہہ سکتے ہیں۔اب اصل بات پر آکر دیکھیں تو اللہ معلوم نہیں پڑتا یا معلوم ہونے والا نہیں ہے۔اور ہم نے یہ بھی بیان کر لئے کہ اس کا نہ روپ ہے نہ نام نہ کام۔معلوم نہ ہونے والے اللہ کا سچ جو ہے (یعنی اللہ کیا ہے،کون ہے،کہاں ہے،کیسا ہے) اگر یہ سب جان لیا یا معلوم کیا یا پہچان لیا تو وہی اللہ کا علم ہے۔

نہ اللہ براہ راست بات کرتا ہے نہ علم بتاتا ہے مگر وہ غیبانہ اپنا سچ (یعنی اپنے بارے میں) بتاتا ہے۔لیکن جب انسان اس طرح کا شردھا (دل چسپی یا تڑپ) رکھتا ہے کہ اللہ کے بارے میں (مجھے کسی بھی حال میں) جاننا ہی ہے تب اللہ نے غیبی طریقے سے جو بتایا وہ سچ کی طرح معلوم ہو جائے گا۔اگر شردھا نہیں ہے تو اللہ نے جو سچ بتایا وہ جھوٹ جیسا سمجھ میں آئے گا۔اللہ نے غیبانہ جو باتیں بتایا وہ تین گرنتھوں کے صورت میں سب کو معلوم ہوئے جیسا ہی ہے۔**تورات،انجیل،قرآن** یہ تین اللہ کے گرنتھ کہہ کر نام پائے، یہ تین اللہ کے گرنتھوں میں وہ سچ (علم) ہے جو اللہ نے دوسروں کے ذریعے غیبی طریقے سے بتایا ہے۔وہ علم جو جملے کی شکل میں لکھی گئی بلا شردھا والے انسان کو سمجھ میں آئے جیسا ہی رہتا ہے مگر وہ جھوٹ کی طرح سمجھ میں آیا ہوا ہوگا۔شردھا ہو تو ہی جملہ صحیح سمجھ میں آئے گا۔یعنی جملہ میں جو علم کہا گیا ہے وہ علم سمجھ میں آتا ہے۔اگر شردھا نہیں ہے تو علم کہنے پر بھی وہ جہالت کی طرح سمجھ میں آئے گا۔

سوال: آپ نے جو بھی کہا وہ سننے کے لئے تو اچھا ہے مگر ایسا لگ رہا ہے کہ آپ اس چیز کے بارے میں کہہ رہے ہیں جسے عمل کرنا بہت مشکل ہے۔میرا سوال یہ ہے کہ ایک شخص ایسا ہے جس نے بڑی پڑد

پڑھا۔وہ پڑھائی میں عقل مند ہے اور بہت زیادہ یاد داشت رکھتا ہے وہ حال ہی میں کلکیٹر نوکری (Collector) میں شامل ہوا۔کلکیٹر نوکری حاصل کرنے کے لئے اس نے جو پڑد پڑھا اس میں بہت ہی واقف ہونا چاہئے ورنہ I.A.S پاس نہیں ہوسکتا۔اتنا بڑا عقل مند شخص بھگوت گیتا پڑھ کر وہ شلوکوں کے خلاف جو اس نے گن تریا وبھاگ یوگ میں پڑدھا، پرشوتم پراپتی یوگ کے شلوک کے معنی (مطلب) کو سمجھنا ہوا۔ایسا ہی گنان یوگ میں جو شلوک پڑھا ان کو صحیح طریقے سے سمجھ نہیں پایا۔دنیا میں بڑا عقل مند ہوکر بھی اللہ کے معاملے میں غلت یا جھوٹ مطلب کو سمجھ کرلیا۔اس کی بات ایسی ہے تو، وہی گاؤں میں ایک شخص جس نے پانچوی درجہ پڑھا وہ بھی بھگوت گیتا کو آہستہ سے پڑھا۔ایک دن جب دونوں ایک جگہ ملے تھے تب بھگوت گیتا کے بارے میں بات کیا۔عقل مند شخص نے کہا کہ ''اگر اللہ خدا یا بھگوان کی طرح آئے گا تو دوشمنوں کو ختم کرڈالے گا'' تب وہ شخص جس نے پانچوی پڑھی کہا کہ ''اللہ کبھی کسی کو نہیں مارتا۔بغیر مال ڈالے اس کے ارادے کو بدل دیتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس ارادے سے پہلے وہ رہتا تھا اس ارادے کو مارڈالنے سے یا بدل ڈالنے سے (اب وہ شخص کے من میں پہلے والا ارادا نہیں رہا) ۔جب وہی انسان ایک نئے انسان کی طرح تیار ہوتا ہے اور اس کے ارادوں میں بدلاؤ آجاتا ہے اس کا مطلب یہی ہوا نا کہ اب وہ پہلے والا شخص نہیں رہا۔اور ایسا بولنا چاہئے کہ بُرا انسان اچھے انسان کی طرح بن گیا۔وہی بات بتاتے ہوئے کہا کہ بُرے لوگوں کو مٹا کر (یعنی ان کے ارادے بدل کر) اچھے لوگوں کو تیار کروں گا۔اسی کو'' وناشایچ دشکرتام'' اس کا مطلب یہ نہیں کہ بُرے لوگوں کو مار ڈالوں گا۔بُرے لوگوں کو اچھے لوگوں میں بدل کر کہا کہ بُرے لوگوں کو مٹادوں گا۔جس نے بڑی علم پڑھا وہ جاننے کی شردھا کے ساتھ پڑھنے کے باوجود اس کو شلوک کا مطلب صحیح سے سمجھ میں نہیں آیا۔جس نے کم پڑد پڑھی شردھا نہ رکھتے ہوئے کب کی ایک بار پڑھنے

پر بھی اسی کو خوب سمجھ میں آیا ہے۔ یہاں ہر دن پڑھنے والے کو سمجھ میں نہ آنا اور کبھی کبھی پڑھنے والے کو جو پڑھا وہ اچھی طرح سمجھ میں آنا، اس سے یہ ظاہر نہیں ہو رہا ہے کہ شردھا کے مطابق علم ملے گا۔ آپ کیا کہیں گے؟

جواب: یہ جو شردھا ہے وہ باطن ہے۔ یعنی وہ اوپر سے نظر نہیں آتی ہے۔ ایسا سمجھنا غلط بات ہے کہ جس نے زیادہ پڑھائی پڑھا اور ہر دن پڑھنے والے میں زیادہ شردھا ہے۔ اسی طرح ایسا سمجھنا بھی غلط بات ہے کہ جس نے کم پڑھائی پڑھا اور جب جب پڑھنے والے میں کم شردھا ہوتی ہے۔ بڑی پڑھائی پڑھ کر کلیکٹر بنا ہوا شخص کو ہر دن پڑھنے کا وقت رہ سکتا ہے۔ ایسا ہی کم پڑھائی والے شخص کو کام زیادہ رہ کر پڑھنے کا وقت کم ہو سکتا ہے۔ بہت بار پڑھنا یا کم مرتبہ پڑھنا، اس کا شردھا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ شردھا، انسان کے سر میں گنوں کے درمیان میں رہتی ہے۔ شردھا کا معنی محبت یا پسند کے بھی ہے۔ پڑھنے والی پڑھائی پسندیدہ ہو سکتا ہے یا نہ پسندہ بھی۔ میں نے بھگوت گیتا پڑھا ہے ایسا دوسروں کو جتانے کے لئے پڑھتے ہیں تو اس کا مطلب اس میں شردھا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ مجھے بھگوت گیتا کی پیغام معلوم کرنی ہے اس طرح کا پسند کے ساتھ (شردھا کے ساتھ) پڑھیں گے تو وہ سمجھ میں آئے گا۔ جب انسان کو ایک بات پر شردھا رہتا ہے تب اس چیز یا بات کے بارے میں انسان اپنی عقل کو استعمال کر کے وہاں کا پیغام معلوم کر سکتا ہے۔ بدھی یا عقل کو concentrate کئے بغیر اپنے خیال کو کہیں اُور رکھ لے کر پڑھنے والی یا سننے والی کوئی بھی بات ہو صحیح سے سمجھ میں نہیں آئے گی۔ ایک بات کو ہر حال میں مجھے جاننا ہی جاننا ہے اس طرح کا شردھا رکھ کر جب پڑھتے ہیں اور ہر ایک چھوٹی سی چھوٹی بات بھی عقل کے مدد کے ساتھ معلوم ہو کر پڑھنے سے، وہ بات ٹھیک سے سمجھ میں آئے گا۔

جب پڑھنے والی بات پر شردھا نہیں رہتا ہے (اس کا مطلب) وہ صرف دوسرے لوگ دیکھنے کے لئے یا دوسروں کو دکھانے کے لئے ہی پڑھ رہا ہے مگر خود جاننے کے لئے نہیں پڑھ رہا ہے۔ایسے شخص کو پڑھنے والی بات پر شردھا نہیں رہتی ۔جب شردھا نہیں ہے تب عقل بھی اس کے بارے میں معلوم نہیں کرتی ۔اس وقت پڑھنے پر بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔پڑھی ہوئی بات انسان کو سمجھ میں نہیں آئے گی ۔اسی لئے پرماتما کی بات ہو یا دنیا کی بات ہو سمجھنے کے لئے شردھا کی ضرورت ہے۔وہ شخص جسے شردھا نہیں ہے اسے کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ پرپنچ کے باتوں میں اگر شردھا ہے تو صرف پڑھنے والی بات سمجھ میں آسکتی ہے۔اگر پرماتما کی بات ہے تو گرنتھ کا گنان سمجھ میں آنا ہی نہیں بلکہ علم کی طاقت بھی حاصل ہوگی۔طاقت ملنے کے لئے بھی علمی طریقے سے ایک ناپ (Measurement) ہے۔وہ بات کو '' **آخری اللہ گرنتھ میں ہیری جملے** '' اس گرنتھ میں لکھنا ہوا۔وہاں پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ شردھا کی اہمیت کیا ہے اور وہ شردھا کتنا کام آرہی ہے۔

سوال: آپ نے '' اللہ کا نشان '' نام سے ایک گرنتھ لکھ کے اس میں چار چکروں کی تفصیل بیان کئے ۔اب '' اللہ کی مہر '' کہہ کر خاص نام سے کہہ رہے ہیں۔ہم سمجھ رہے ہیں کہ اللہ کا نشان کہے یا اللہ کی مہر دو بھی ایک ہی ہے۔کیا ہماری بات سچ ہے یا نہیں؟

جواب: آپ کی بات سچ ہی ہے! اس سے پہلے 'اللہ کا نشان' نام سے لکھنا بھی سچ ہی ہے۔اللہ کا نشان اور بھی اچھے سے سمجھ میں آنے کے لئے تفصیل کے ساتھ بیان کر کے لکھنا چاہا، اسی لئے خاص کر '' اللہ کی مہر '' نام سے لکھ رہے ہیں۔ہم نے ارادہ کیا کہ اللہ کا نشان اور اللہ کی مہر میں فرق کو تفصیل سے بیان کریں۔اسی لئے 'اللہ کی مہر' نام سے گرنتھ کو لکھنا ہو رہا ہے۔خاص طور پر بتایں تو اللہ کا نشان اور اللہ کی مہر دونوں نام الگ ہے مگر معنی میں دو بھی ایک ہی ہے۔اللہ کے نشان کے بارے میں پہلے لکھی ہوئی

گرنتھ میں سمجھائے تھے۔اب وہی نشان کواللہ کی مہر نام سے سمجھانا چاہے تھے۔اس طرح دومرتبہ کہتے ہوئے دوگرنتھوں کی طرح اس لئے لکھنا پڑا کہ اس کی تھوڑی وجہ ہے۔وہ یہ ہے کہ! ہمارے جسم میں روح ہے۔روح،اللہ کا حصہ ہے۔یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ سے روح اور نفس نکل کرا لگ سے ہیں۔روح اور نفس دونوں اللہ کے انش ہی ہے مگر روح کام کرتی ہے،نفس کام نہیں کرتی ہے۔نفس اور روح میں بہت فرق ہے۔روح اللہ کے مانند پیش آتے ہوئے سب کا مالک یا حکمران ہے۔حکمران کی طرح رہنا ہی نہیں بلکہ فعل کار(کام کرنے والے) کی طرح کام بھی کر رہی ہے۔ایک قسم سے روح جسم کا اور نفس کا حکمران جیسا رہتے ہوئے یشور(eshwar) نام پایا ہے۔اللہ سے حکومت پاکر،روح ہی تمام لوگوں کے لئے اللہ کی طرح ہے۔روح نفس کے کام کرتے ہوئے اللہ کے مقام پر ہے۔یہ بات روحانی علم رکھنے والا ہر ایک انسان کو ماننا ہی پڑے گا۔روح بہت ہی بڑے مقام پر اللہ کے مانند رہے جیسا اللہ سے حکومت پاکر اعلی مقام پر ہے۔اگر میری بات آپ کو سمجھ میں نہیں آئی تو یا یقین نہیں ہے تو یہ بات کو دوسری اللہ کی گرنتھ میں یوحنا خوشخبری میں ۵ باب میں ۲۰ جملہ سے ۲۷ جملے تک جو کہا تھا وہ غور کریں گے تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ میری بات حق ہے۔

(یوحنا 5-20 سے 27 تک)

(5-20)''کیوں کہ باپ بیٹے کو عزیز رکھتا ہے اور اپنے سارے کام اسے دکھاتا ہے۔تمہیں حیرت ہوگی کہ وہ ان سے بھی بڑے بڑے کام دکھائے گا۔''

(5-21)''کیوں کہ جس طرح باپ مردوں کو اٹھاتا ہے اور زندگی بخشتا ہے اسی طرح بیٹا بھی چاہتا ہے اسے زندگی بخشتا ہے''

(5-22)''باپ کسی کی عدالت نہیں کرتا''

(5-23)''تاکہ سب لوگ بیٹے کو بھی وہی عزت دیں جو وہ باپ کو دیتے ہیں۔جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا وہ باپ کی بھی جس نے بیٹے کو بھیجا ہے،عزت نہیں کرتا''

(5-24)''میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی میرا کلام سن کر میرے بھیجنے والے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اسی کی ہے اور اس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے بچ کر زندگی سے جاملتا ہے''

(5-25)''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آرہا ہے بلکہ آچکا ہے جب مردے خدا کے بیٹے کی آواز سنیں گے اور اسے سن کر زندہ رہیں گے''

(5-26)'' کیوں کہ جیسے باپ اپنے آپ میں زندگی رکھتا ہے ویسے ہی اس نے بیٹے کو بھی اپنے میں زندگی رکھنے کا شرف بخشا ہے''

(5-27)''اور اس نے عدالت کرنے کا اختیار بیٹے کو بخش دیا ہے کیوں کہ وہ ابن آدم ہے''

ان جملوں میں اللہ کو باپ اور روح کو بیٹا کہنا ہوا۔اور یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ روح کو اپنے مانند رہنے کے لئے سب قسم سے اختیار دیا ہے۔اتنا ہی نہیں یہ بھی کہا گیا کہ اگر انسان مر گیا تو پھر کرم کو طے کر کے جنموں کو بھیجنے کا اختیار روح کو دی گئی۔اللہ سے برابر روح کی عبادت کرنے والے کو اور جس نے روح کی عزت کی اس کو بغیر جنم کے نجات ملتا ہے۔اور یہ بھی کہا کہ اللہ کے مانند روح بھی اپنے اندر زندگی رکھتی ہے اور لاجنم،لاموت ہے اس طرح اللہ نے ہی اختیار دی ہے۔اور یہ بھی کہنا ہوا کہ انسان روح کو اللہ کے مانند عزت کرنی چاہئے۔یہ سب دیکھنے کے بعد یہ کہہ رہے ہیں کہ روح تمام انسانوں کا اللہ ہے۔کیا کوئی یہ بات یقین کرسکتا ہے کہ وہ روح جو اللہ کے برابر ہے انسان کو فعل کار یعنی کام والے کے مانند کام کر کے رکھ رہی ہے؟۔اس طرح کوئی بھی حیران ہوسکتا ہے کہ ایک طرف اتنے بڑے مقام پر دکھنے والی روح نفس کو کام والے کی طرح کام کر کے رکھ رہی ہے کیا!۔اگر میری

بات پر یقین نہیں ہے تو آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح ۶ آیت ۱۰۲ میں کیا کہا ہے ایک بار دیکھئے۔

(6-102)''یہ ہے اللہ! تمہارا رب۔اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔وہی ہے سب کا پیدا کرنے والا۔اسی لئے تم اسی کی عبادت کرو۔اتنا ہی نہیں وہ ہر چیز کا فعل کار (کارساز)''

یہ 'دِویا قرآن سندیش(divya quran sandesh)' تلگو ترجمہ میں کہا گیا ہے۔بہت سے لوگ جنہوں نے اس جملہ کو پڑھا وہ یہاں جملہ میں جو اللہ کہا گیا اسے اللہ کی طرح ہی سمجھ کر روح کو چھوڑ دینا کا موقع ہے ۔یہاں 'اللہ' لفظ کو روح سمجھنا چاہئے۔تو بعض لوگ ایسا جھگڑا کر سکتے ہیں کہ (نہیں نہیں) ایسا نہیں ہے وہاں اس جملے میں اللہ کی بات ہی کہا ہے (روح کی نہیں)۔مجھے بحث سے کام نہیں، جو سچ ہے اس کو کہنا ہی میرا فرض(duty) ہے۔یہ جان لیں کہ اگر اللہ یعنی اللہ ہی ہے تو وہ صرف گواہی کی طرح ہی رہنے والا ہے۔اللہ انسان کے کام کرنے والے کام والے کی طرح نہیں ہے۔اور یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ کا اہم دھرم اس کا نہ روپ ہے، نہ نام ہے، نہ کام ہے۔اللہ گواہ کی طرح ہے یہ بات آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح ۵۰ آیت ۲۱ میں کہا ہے دیکھئے۔

(50-21)''ہر نفس (جان) ایک چلانے والا یا ہانکنے والے کے ساتھ اور گواہی دینے والے کے ساتھ آتی ہے''

یہ جملہ گرنتھ میں چھوٹا جملہ ہے تو بھی بڑے اہمیت والا جملہ ہے۔الٰہی گرنتھ تین یہ جملہ سے گانٹھی باندھے ہوئے ہے۔خاص طور پر وہ تین کون ہے؟ یہ بات معلوم ہونے کے لئے ہی اللہ کے گرنتھ تین بتائے گئے ہیں۔اول اللہ کے گرنتھ تورات (بھگوت گیتا) گرنتھ میں **کشر، اکشر اور پرشوتم** کہا ہے تو، دوسری اللہ کی گرنتھ (بائبل) میں **باپ، بیٹا، پاک روح** کہا ہے اور آخری اللہ گرنتھ قرآن میں

چلایا جانے والا، ہانکنے والا یا چلانے والا، گواہ کی طرح رہنے والا کہا گیا ہے۔ یہ تین جملے گرنتھوں کی بنیاد ہے کہہ کر جب تک ہم نے نہیں بتایا تب تک کسی کو معلوم نہیں پڑا۔

انسان میں رہنے والے شردھا کے مطابق عقل کو سوچنے کی طاقت یعنی صحیح غلت میں فرق کرنے کی طاقت آتی ہے تو، عقل کی فرق کرنے کی اس طاقت سے اللہ کی گرنتھ کا جملہ سمجھ میں آ سکتا ہے۔ قرآن گرنتھ میں سورہ ۵ آیت ۶۸ میں جب تک تین اللہ کے گرنتھ نہیں پڑھتے تب تک تم کسی بھی دھرم پر نہیں ہو، ایسا کہا ہے دیکھیئے۔

(5-68) ''اے اہل گرنتھ! تم تورات، انجیل اور تمہارے رب کے طرف سے آئی ہوئی قرآن گرنتھ کو تمہارے زندگی میں جب تب قائم نہیں کروگے تب تک تم کسی بھی دین یا دھرم پر نہیں ہو۔''

جیسے یہاں کہا گیا کہ تین اللہ کے گرنتھوں کو جب پڑھتے ہیں تب ہی اللہ کی علم سمجھ میں آ سکتی ہے۔ جب ایسا ہوگا کہ تو (you) ایک دھرم پر ہے۔ ورنہ درمیان میں آئی ہوئی مذہب کو پکڑ لے کر وہ اللہ جو پہلے سے ہے اسے بھول کر میرا گرنتھ، میرا مذہب کہنے کی وجہ سے انسان اللہ کی علم کو حقیقی روپ میں معلوم نہیں کر پا رہا ہے۔ حقیقی علم معلوم کئے تو سمجھ میں آئے گا کہ اللہ کام کرنے والا نہیں ہے۔ اللہ اپنے روح کو لوگوں کے لئے اللہ کی طرح اور کام والے کی طرح مقرر کر کے بازو (side) میں دیکھ رہا ہے۔ روح ہی اللہ کے مانند ہے۔ اس لئے (6-102) جملے میں جیسا کہا ویسا وہ (روح) ہی انسانوں کے لئے اللہ کی طرح روح رہتے ہوئے اور روح ہی انسانوں کے لئے فعل کار کی طرح رہتے ہوئے نفس کو سکھ دکھ پہنچا رہی ہے۔ اس طرح سے روح انسان کے اُور دو قسم سے ہے کہہ سکتے ہیں۔

ہم نے کہا نا کہ! 'روح' اللہ کی طرح ہے۔ اب اللہ کی مہر کے بارے میں بتا رہے ہیں یعنی، اس کا یہ معنی ہے کہ وہ 'روح کی مہر' کے بارے میں ہی بتا رہے ہیں۔ الٰہی گرنتھ کے مطابق وہ کوئی بھی

انسان ہوا گر روح کو اللہ کی طرح قبول نہیں کرتے ہیں تو وہ اللہ کی بات کی نافرمانی کئے جیسا ہوگا۔اللہ کو انسان پر غصہ آ سکتا ہے۔**'جس نے بیٹے کو عزت نہیں دی اس نے باپ کو بھی عزت نہیں دی'** بائبل کی اس جملے کو نہیں بھولنا چاہئے۔اسی لئے ہر انسان **باپ اللہ** کے بارے میں سوچے بغیر، بیٹا اللہ کے بارے میں ہی سوچنا چاہئے۔روح کو ہی اللہ کی طرح طلب کرنا ہے۔روح کو اللہ کی طرح عبادت کرنی ہے یہ سب باتیں خود اللہ نے یوحنا خوشخبری میں کہا ہے انسانوں کے لئے روح اللہ کی طرح بڑے مقام پر ہے پھر بھی، اعلیٰ مقام پر رہتے ہوئے بھی اور ایک قسم سے روح انسان سے کم، انسان کا کام والے کی طرح بھی ہے کہہ سکتے ہیں۔اس طرح روح انسان کے اُور دو قسم سے ہے، اصلی اللہ یعنی روح کا باپ ہمیں (یعنی نفس کو) دادا ہے پھر بھی انسانوں سے بغیر تعلق کے وہ ایک کونے میں گواہی کی طرح ہے۔وہ انسانوں کے دائرے میں نہیں ہے۔اسی لئے دادا اللہ کو جاننے کے لئے باپ اللہ کو اللہ کی طرح سمجھنا چاہئے۔اللہ کی طرح عزت کرنی چاہئے۔اللہ کی طرح عبادت کرنی چاہئے۔

اب (ہم لوگوں کو) یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارا اللہ یعنی روح، انسانوں کے اُور دو قسم سے پیش آ رہا ہے۔اسی لئے اللہ کی علامت کو ایک قسم سے اللہ کا نشان، اور ایک قسم سے اللہ کی مہر بیان کر لے رہے ہیں۔اس سے پہلے اللہ کی علامت کو''اللہ کا نشان'' نام سے گرنتھ کی طرح لکھ کر بتائے۔اس گرنتھ میں اللہ کی نشانی کو ایک قسم کا مطلب یا بھاو (intention) سے مکمل طور پر سمجھایا۔ہم نے کہا کہ وہ نشان کو میں نے بھگوت گیتا کی اکشر پر برحم یوگ باب سے پتا (find out) کیا۔''اللہ کا نشان'' اس گرنتھ میں اللہ کے نشان کے بارے میں مکمل طور پر کہتے ہوئے، اللہ کے نشان کو اللہ کے برابر عزت کرنا چاہئے، اسی لئے اس ادادے سے سب کو اللہ کا نشان پیشانی پر پہننے کے لئے کہیں تھے کہ ''سر پر پیشانی کے حصے میں پہننے سے دوسروں کو دیکھنے کے لئے ایسا لگے گا یا دکھے گا کہ اس کو سر پر رکھ کر ڈھور ہے ہو''۔اس دن

ایک ہندوؤں کو ہی نہیں بلکہ تمام مذاہب کے لوگوں کے لئے وہ اللہ کا نشان ہونے کی وجہ سے یہ کہیں تھے کہ تمام مذاہب کے انسان اس کی عزت کے نظر سے دیکھنا چاہئے اور اللہ کے برابر دیکھنا چاہئے۔

ہمارے کہنے کے بعد وہ سب لوگ جنہیں سمجھ میں آیا نشانِ اللہ کو پشانی پر پہننا ہوا۔ ہندو ہی نہیں بلکہ بعض مسلمان اور عیسائی بھی پہننا ہوا جنہیں میری بات سمجھ میں آئی۔حقیقت میں اللہ کے نشان کو اور ہندوں سے کوئی واستہ (تعلق) نہیں ہے۔وہ تینوں مت والوں کے لئے ہیں۔ ہر انسان جو پیدا ہوا اور ہر وہ انسان جو اپنے دل میں 'اللہ' کو مانتا ہے اسے پہننا ہی پڑے گا (کوئی اور چارا نہیں یعنی کسی بھی حالت میں پہننا ہی پڑے گا)۔تو عیسائیوں کو اور مسلمانوں کو چہرے پر کچھ بھی پہننے کی عادت نہیں ہے کیوں کہ ان کے مت کے اصول کے مطابق چہرے پر ہندوؤں کے مانند کچھ بھی نہیں پہننا چاہئے کہہ کر ہیں۔لیکن سمجھ میں آرہا ہے کہ پہلے پیدا ہوئے ہندوؤں کو دیکھ کر پیچھے پیدا ہوا مت کو اہمیت دینے کے لئے ایسا کہا ہیں،صرف وہ مت کا اصول ہے لیکن اللہ کا علم نہیں ہے۔اللہ کے بارے میں تین اللہ کے گرنتھوں میں ایک ہی طرح ہے مگر وہ انسانوں سمجھ میں نہ آنے سے اللہ کے گرنتھ میں کا علم چھوڑ کر،صرف مت کے اصولوں پر انسان زیادہ اہمیت دے رہا ہے۔

تین اللہ کے گرنتھوں میں اللہ کے نشان کے بارے میں لکھ کر ہیں۔بھگوت گیتا میں مخفی (پوشیدہ) سے اکشر پر برحم یوگ میں اللہ کے نشان کے بارے میں کہا ہے اور بائبل میں اور قرآن گرنتھ میں بھی ظاہر سے دکھنے والے جملوں کو ہی بتایں تھے۔ گیتا میں جو مخفی (راز) سے ہے اسے ہم نے بتایا تو، ہندو پہچان کر فوراً اللہ کی مہر کو پیشانی کے حصے میں پہنا۔عیسائی اور مسلمان ہماری بات کو فوراً سمجھ نہیں سکے۔تھوڑے حد تک سمجھ میں آنے پر بھی مذہب کے ڈر سے وہ پیشانی پر اللہ کی مہر کو نہیں پہنا۔ بعد میں تھوڑا وقت گزرنے کے بعد وہ اللہ کی علم کو سمجھ لئے۔وہ اللہ کے جملوں کو عزت کرنے کے

لئے جوان کے گرنتھوں میں صاف طور پر ہے (انہوں نے) پہلے مسلمان اللہ کی مہر کو پہنے۔ پھر عیسائی اللہ کی مہر کو چہرے پر پہنے۔ نشان اللہ کے بارے میں آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح ۵ آیت ۲ میں بھی اور ایک جگہ سورح ۲۲، آیت ۳۲ میں بھی ظاہر سے کہا تھا۔ اب (22-32) جملہ کو دیکھتے ہیں۔

''جو شخص ان نشانیوں کی عزت کرتا ہے جنہیں اللہ نے مقرر کی۔ بے شک وہ ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہی ہے جو ان کے قلبوں میں موجود ہے'' ایسا لکھا ہوا ہے۔ تو یہاں جو بات کہا گیا وہ بہت سے مسلمونوں کو سمجھ میں نہیں آیا۔ ان کو جو سمجھ میں آیا وہ غلت راہ ہے۔ اللہ مخفی (پوشیدہ) ہے، اللہ کا علم بھی مخفی سے ہی ہوتا ہے۔

اللہ نے اپنے نشان کے بارے میں کہا تو انسان قدرتی تعلقی نشانیوں کو اللہ کے نشانیوں کی طرح بتانا، کیا یہ ان کی بھول نہیں ہے؟۔ اللہ الگ ہے، قدرت الگ ہے۔ قدرت سے تعلق رکھنے والی کوئی بھی چیز ہو اللہ کے علامات نہیں ہو سکتے۔ اللہ کی مخالف (opponent) قدرت ہے۔ آسمان، ہوا، آگ، پانی اور زمین قدرت سے تیار ہوئے ہیں۔ قدرت سے ہی ہمارے جسم کے صفات پیدا ہوئے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ قدرت کے ذریعے ہی ہمارے جسم میں صفات پیدا ہوئے۔ اسی لئے بھگوت گیتا میں کہا کہ صفات ہی **مایا** ہے۔ **مایا** کو ہی **ساتان** یا **شیطان** یا **ابلیس** کہہ رہے ہیں۔ اسی لئے قدرت کو اللہ میں نہیں ملانا چاہئے۔ باہر کے دنیا میں زمین پر پیدا ہوئے صفا، مروہ کو بعض لوگ اللہ کا نشان کہتے ہیں مگر وہ بالکل سچ نہیں ہے۔ اتنا ہی نہیں قدرت سے بنی ہوئی جسم رکھنے والے جانوروں کو بھی اللہ کا نشان کہا۔ وہ بھی سچ نہیں ہے۔ جانور اور پہاڑ قدرت کے حصوں کی طرح ہیں۔ اللہ کے نشانیاں وہ ہے جو اللہ کے علم سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں وہ قدرت سے جڑے ہوئے نہیں رہتے۔ قدرت سے تعلق رکھنے والے کوئی بھی چیز کبھی بھی اللہ کے نشانیاں نہیں ہو سکتے۔ بھگوت گیتا کی

علم کے مطابق اور قرآن گرنتھ میں اللہ نے جو علم کہا اس کے مطابق پہلے ہم نے لکھی ہوئی **''اللہ کا نشان''** گرنتھ میں لکھنا ہوا۔ جب وہ جملہ کو بالکل نہیں بتایا جو بائبل میں تھا۔ انجیل گرنتھ میں اللہ کے نشان کے بارے میں خاص طور پر جملہ موجود ہے پھر بھی اس کا زکر وہاں نہیں کیا۔ جب دو اللہ کے گرنتھوں کے جملوں کو کہا تھا مگر اس میں ظاہری جملہ قرآن گرنتھ میں کا ہی ہے۔ بھگوت گیتا گرنتھ میں اللہ کے نشان کے بارے میں ظاہری جملہ نہیں ہے۔ کہا تھا کہ مخفی سے ہیں مگر براہ راست جملہ کو نہیں دکھایا۔ براہ راست قرآن کے جملہ کو ہی دکھایں ہیں۔ اتنا ہی نہیں **''اللہ کا نشان''** گرنتھ میں اللہ کے نشان کے بارے میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہوں۔ ہم نے کہا کہ اللہ کا نشان چار چکر کے صورت میں ہر جسم میں موجود ہے۔ اور ہم نے یہ بھی کہا کہ ہر جسم میں پیشانی کے حصے کے ہموار جگہ میں سر کے بیچ کے حصے میں اللہ کا نشان موجود ہے۔ اتنا ہی نہیں اللہ کا نشان برحم، کال، کرم، گن چکروں میں ہے کہتے ہوئے، ہر ایک چکر کو علمی طریقے سے بیان کیا۔ اس کے مطابق ہر شخص یعنی ہر انسان کے لئے اور ہر وہ نفس جس نے جسم پہنا اس کے لئے اللہ کا نشان زندگی مقرر کر کے چلانے والی اصل (essence) نشان ہے۔ قرآن گرنتھ میں جو علم کہا اور بھگوت گیتا میں کہی ہوئی علم دونوں اللہ کے نشان میں موجود ہے۔ اللہ کی علم کو جیسے ہم نے کہا اگر ویسا سمجھ سکے تو اول، آخری اللہ کی گرنتھوں کا علم پورا اصل (essence)) اللہ کے نشان میں دیکھ سکتے ہے۔ ہم نے جو گرتھ لکھا اس میں ایسا لکھا کہ اللہ کے نشان میں یہ تمام چیزیں معلوم ہو رہے ہیں کہ وہ کرم کے بارے میں جو انسان نے خود کر لیا اور وہ احساسات کے بارے میں جو اانسان بھگت رہا ہے، وہ علم کے بارے میں جسے انسان کو معلوم کرنا ہے، وہ وقت کے بارے میں جو انسان بھگت رہا ہے، اور وہ مایا کے بارے میں جو انسان کے اندر صفات کے صورتوں میں موجود ہیں۔

ہم نے تقریباً سال کے نیچے لکھی ہوئی اللہ کے نشان گرنتھ میں، نشانِ اللہ کے بارے میں

مکمل علم بتانا ہوا۔تو اب بعض لوگ ایسا سوال کر سکتے ہیں کہ جب مکمل طور سے، بغیر شک وشبہ کے سب کچھ بتادیا اور معلوم کرنے کا جب کچھ نہیں ہے تو، پھر آپ کیوں اب یہ کہتے ہوئے کہ اللہ کے نشان کے بارے میں کہنے کا اور بھی بہت کچھ باقی ہے کہہ کر خاص کر کے ایک گرنتھ ہی لکھ رہے ہیں۔اب کس کے بارے میں لکھ رہے ہیں؟۔اس کے لئے میرے پاس جواب ہے، وہ یہ ہے کہ! اللہ کے بارے میں نشان کی طرح جو ہے اسی کو اللہ کا نشان یا اللہ کی مہر کہہ رہے ہیں۔یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کی مہر ،اللہ کی علم کی نشانی ہے اور اللہ کے برابر کا اصل اپنے اندر رکھتی ہے۔ہم انسان اصلی اللہ کو'اللہ' بول کر نہیں پکارنا چاہئے یعنی دادا اللہ کو یا باپ کے باپ اللہ کو تھوڑی دیر باز و (side) رکھتے ہیں اور روح کو ہی اللہ کی طرح بول لیتے ہیں۔روح کو اللہ کہنا کچھ غلت بات نہیں ہے۔تخلیق کار اللہ نے خود کہا کہ اپنے بیٹے روح کی عزت ،عبادت اور اعلی بیان ویسے ہی کرنی چاہئے جیسا میرا کرتے ہیں۔حلال کر کے دوسری اللہ کی گرنتھ انجیل میں کہی ہوئی بات بھولنا نہیں چاہئے۔جو شخص روح کی عزت نہیں کرتا وہ شخص اللہ کی بھی جس نے بیٹے کو بھیجا ہے،عزت نہیں کرتا اس طرح اللہ نے خود کہی ہوئی بات کو بھولنا نہیں چاہئے۔

جو اللہ کی عزت بجالاتا ہے، اسے اللہ کا بیٹا روح کی بھی عزت کرنی چاہئے۔ہم انسان اللہ کے مقام پر روح کو اللہ ہی کہنا چاہئے۔اب اصل بات پر آتے ہیں۔روح انسانوں کے طرف دو قسم سے پیش آرہی ہے۔ایک ،اللہ بن کر دوسرا کام کرنے والا بن کر یا فعل کار ہونے سے دو قسم کے نشانیوں سے روح کو کہنا چاہئے۔اللہ کی علامت (روح کی علامت) ایک ہی ہے پھر بھی دو قسم کے معنی سے جڑی ہوئی ہے۔روح ایک ہی ہے لیکن دو قسم سے پیش آرہی ہے، اس کی وجہ سے اللہ کی علامت کو دو قسم کے معنی یا مطلب سے کہنا ہوگا۔ایک ہی علامت کو ایک قسم سے اللہ کا نشان، اور دوسرے قسم سے

اللہ کی مہر کہہ رہے ہیں۔ یہ جان لیں کہ نشان کہیں یا مہر کہیں دو بھی اللہ کی علامت ہی ہے۔اس سے پہلے گرنتھ میں **'اللہ کا نشان'** نام سے اللہ کی فعل کاری طریقہ یا کام کرنے کے طریقے کو بتایں تھے۔اب اللہ کی حکومت کرنے کے طریقے کو بیان کر لیتے ہیں۔اللہ کا اصلی سوروپ اللہ کی ییشورتتو ہی ہے،یعنی اللہ کی اہمیت ہی ہے۔اللہ سب کا حکمران ہے،پس اس کے حکومت کی نشان کے طور پر اللہ کی مہر کے بارے میں اب بیان کر لینا چاہیئے۔

سوال: جب سے دنیا پیدا ہوئی تب سے تمام انسان یقین کر رہے ہیں کہ اللہ ایک ہی ہیں۔صرف ایک ہندومت میں بعض لوگ اللہ کا موضوع ہی لئے بغیر دیوتاؤں پر، سب پر یقین کر کے عبادت کر رہے ہیں۔ ہندوؤں میں بھی بعض لوگ اول اللہ کی گرنتھ بھگوت گیتا پڑھ کر، اللہ کی علم جان کر، دیوتاؤں کی بھکتی چھوڑ کر اللہ کی بھکتی پر عمل کر رہے ہیں۔ باقی عیسائیت میں ہو یا مسلموں میں ہو باقی کسی پر یقین نہ کرتے ہوئے اپنا ایمان صرف اللہ پر رکھ کر صرف اللہ ایک کو ہی عبادت کر رہے ہیں۔ وہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ لوگوں کو پالنے والا اور لوگوں کا مالک ایک اللہ ہی ہے، اتنا ہی نہیں وہ دوسروں کو بھی تعلیم دے رہے ہیں۔ اپنے ایمان کے مطابق اللہ ایک ہی ہے سمجھ کر ایک ہی اللہ کی عبادت کر رہے ہیں۔ سب کے من میں ایک ہی اللہ کا خیال یا یاد ہے۔ سب کے بدھی یا عقل میں ایک ہی اللہ کا تصور ہے۔ اور اللہ نے اپنے گرنتھوں میں کہا کہ صرف میری ایک کی ہی عبادت کرو۔ اللہ کے بارے میں کئی عالم اپنے علم کے مطابق ہندو 'ایکو ناراین'، مسلم 'اللہ مالک'، عیسائی 'اللہ ایک ہی ہے' کہہ رہے ہیں تو، اب تک علم والوں کی یہ یقین کو چھوڑ کر، آپ کہہ رہے ہیں کہ اللہ ایک نہیں دو ہے اور اصلی اللہ تمہارا دادا ہے اور (اور ایک) اللہ تمہارا باپ ہے۔ اس طرح اب تک آپ کے سوا کسی نے نہیں کہا۔ تو اب ہم یہ پوچھ رہے ہیں کہ صرف تم ایک ہی یہ سب کہہ رہے ہو تو تیری بات ہم کیوں یقین کریں؟ ہم یہ یقین

کررہے ہیں کہ ہمارا اللہ ایک ہی ہے، وہی ہمارا مالک ہے، وہی ہے جس نے ہم سب کو پیدا کیا۔اور وہی ایمان سے ہم زندگی گزاریں گے۔وہی یقین پر چلیں گے۔اور یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ آپ کے بات سن کر بیچ میں ہم خراب نہیں ہوں گے۔جب اتنے لوگوں کو اللہ ایک ہی دکھا تو صرف تجھے ایک کو ہی اللہ دو کی طرح کیسے دکھا؟

جواب: میں نے یہ کب کہا کہ اب تک تم لوگوں نے جس اللہ پر ایمان یا یقین رکھا وہ نہیں ہے۔اب تک جس اللہ کو سب لوگ باپ کہہ رہے ہیں اسی اللہ کو میں بھی باپ ہی کہہ رہا ہوں۔اب تک اللہ ایک ہی ہے کہہ کر جس اللہ کو آپ کہہ رہے ہیں وہ اللہ نہیں ہوں نہیں کہا۔سب کا یقین جس اللہ پر ہیں وہی اللہ کو میں تصدیق کرر ہا ہوں۔جس اللہ کو مسلمان اور عیسائی ایک ہی ہے کہہ رہے ہیں اسی اللہ کو میں تصدیق کرر ہا ہوں۔تو اور ایک بات بھی بتا رہا ہوں جواب تک کسی نے بھی نہیں کہا ہے۔وہ اللہ سچ ہی ہیں جس کی بیان تم کرتے ہو اور جس پر ایمان رکھتے ہو لیکن تم جسے اللہ سمجھ رہے ہو (اس) اللہ کا باپ (ایک) ہے لیکن ہم لوگوں کو یہ بات نہیں معلوم۔اصلی اللہ ہمارے باپ کا باپ ہے۔**وہ چھ دن اپنے کائنات کو بنا کر ساتوے دن ساتوے آسمان میں آرام کرر ہا ہے،** آخری اللہ کے گرنتھ میں کہی ہوئی اس بات کو بھول کر تم لوگ بات کر رہے ہو۔اللہ کا نہ نام ہے نہ روپ اور نہ کام۔اللہ کو تلگو زبان میں دیوڈو (devudu) کہتے ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ تلاش کئے جانے والا اور اللہ سب کے خیال سے پرے ہیں (یعنی کوئی بھی اس کا بیان نہیں کر سکتے کہ وہ اس طرح سے ہے)۔اور کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ فلانا ہے۔وہ سب کاموں سے اتیت (پرے) ہے، کچھ بھی کام نہ کرنے والا، گواہ کی طرح دیکھ رہا ہے۔انسان کو پیدا کرنا یا پرورش کرنا اور مارنا ان کاموں میں اس (پرماتما اللہ) کا کوئی بھی شمولیت (involvement) نہیں ہے۔یہ کہہ سکتے ہیں کہ چاہے کوئی بھی کتنی بھی کوشش کر لے اللہ کا پتا نہیں

لگا سکتے۔ایک بڑی راز کی بات ہے جو کسی کو بھی نہیں معلوم وہ یہ ہے کہ! اللہ کے گرنتھوں میں اللہ سے متعلق بہت علمی باتیں ہیں لیکن اس میں صرف ۱۰ فیصد ہی پرماتما کے بارے میں کہی ہوئی علم ہوتی ہے۔باقی (۹۰) فیصد علمی باتیں روح سے متعلق ہوتے ہیں۔

اللہ تین قسموں سے موجود ہیں کہنا ہی اللہ کے گرنتھوں میں اہم علمی پیغام ہے اور بغیر کہے اپنے گرنتھوں میں یہ بھی بتایا کہ اللہ چار قسموں سے موجود ہیں۔اللہ ایک ہی ہے صرف یہ بات جاننے والے تم لوگوں کو حقیقت میں، (وہ اللہ) حق کے ساتھ، علمی طریقے سے (روشن دلیل کے ساتھ) تین +ایک= چار قسموں سے ہیں۔(ہاں میں یہ بات بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ) میری یہ بات شاید کسی کو ہضم نہیں ہوگا۔پھر بھی حق کا اعلان کبھی نہ کبھی اور کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی کو بتانا ہی پڑے گا نا!۔وہ پورا نظام اللہ کے فیصلہ میں ہی رہے گا۔اللہ کا فیصلہ انسان کو اپنے طرف بلوا لینے کے لئے ہوتا ہے یا اپنے سے دور بھیجنے کے لئے ہوتا ہے۔اللہ نے آخری اللہ کے گرنتھ میں بہت بار کہا کہ اللہ چاہے تو انسان کو سیدھے راہ میں ہو بھیجتا ہے، ایسا ہی گمراہ کر سکتا ہے۔اللہ نے کہا کہ وہ ان لوگوں کو سیدھے راہ میں بھیجتا ہے جنہوں نے اس پر ایمان رکھا اور وہ شخص کو گمراہ یا (راہ نادانی) میں بھیج سکتا ہے جس نے اس پر ایمان نہیں رکھا۔اگر انسان کو اللہ کی علم سمجھ میں آنا ہے تو وہ اللہ کے مرضی پر depend ہوتا ہے۔اور انسان کے ایمان کو پکڑ کر اللہ کا فیصلہ رہتا ہے۔

یہ جان لیں کہ اوپر کے تمام باتیں جس نے کہا ہے وہ تمام لوگوں کا باپ اللہ ہی ہے۔وہ اللہ جو سب کا دادا ہے اس نے کچھ نہیں کہا۔وہ کچھ نہ کہنے والا ہے۔وہ صرف خاموشی سے سب کچھ دیکھتے ہوئے رہنے والا ہے۔اب تک وہ عالموں کو جو اپنے آپ کو علم والے سمجھتے ہیں ہم نے یہ سچ بتا کر تھوڑے حد تک کنفیوز (confuse) کرنے پر بھی آپ لوگ یہ پہچان لیں کہ میں سچ کہنے والا ہی ہوں۔سچ

تھوڑا کڑوا ہے پھر بھی سچ ہمیشہ سچ ہی ہوتا ہے۔اسی لئے دائم اور حق بات بتایں تو اللہ ایک ہی ہے لیکن وہ پورے چار حصوں میں موجود ہیں۔حقیقت بتایں تو اللہ ہمیشہ کے لئے اللہ کی طرح ہی ہے، **آتما اللہ** کہلانے والا ایک ہے۔بعد میں تیسری نفس ہے۔یہ تینوں سے الگ قدرت ایک ہے۔یہ چار حصے ایک اللہ میں کے ہی ہے۔وہ ایک اللہ ہی دادا اللہ یعنی وہ اللہ جو باپ کا باپ ہے۔آپ کو تفصیل سے سمجھ میں آنے کے لئے اب ایک کہانی جیسی پیغام کو بتا تا ہوں غور سے سنئے۔

میں عام انسان کی طرح رہتے ہوئے جوانی میں جب کچھ علم معلوم نہ تھا اس وقت ہی بعض اوقات دوسروں کے ساتھ (بیٹھ کر) اللہ کے بارے میں باتیں کرتا تھا۔جب، بھگوت گیتا کو پڑنے کے بعد معلوم ہوا کہ اللہ ترائت سدھانت کی صورت میں موجود ہیں۔تو یہاں خاص یہ ہے کہ بھگوت گیتا پڑھنے سے پہلے اور جب بھگوت گیتا کی بات معلوم نہیں تھی تب (اس وقت) بھی میں اللہ تین حصوں میں موجود ہیں کہتا تھا ۔بھگوت گیتا پڑھنے کے بعد یہ بات سمجھ میں آیا کہ اللہ تین روحوں کی طرح ہیں۔ اسی کو میں پہلے سے کہتے آرہا ہوں اسی لئے لوگوں کو دکھایا کہ وہ میرا سدھانت ہے اور بیان (سابت) کر کے بتایا۔لیکن ترائت سدھانت پہلے ہی کرشن بھگوت گیتا میں کہہ کر ہیں۔پھر بھی وہ اب تک کسی کو معلوم نہ ہونے کی وجہ سے وہ سدھانت کو میں نے تبلیغ کی۔عجیب بات یہ ہے کہ بھگوت گیتا پڑھنے کے بعد تین روحوں کی علم معلوم ہونے پر بھی اورکشر، اکشر، پرشوتم کہہ کر بھگوت گیتا پرشوتم پراپتی یوگ میں ۱۶، ۱۷ اشلوکوں میں لکھے رہنے پر بھی، ظاہری طور پر (براہ راست) شلوکوں کے روپ میں تین روحوں کے بارے میں رہنے پر بھی، پوشیدہ سے (یعنی نظر نہ آتے ہوئے) اللہ چار حصوں میں ہیں ایسا بھگوت گیتا پورے طور پر معلوم ہوا۔تو یہ بات مجھے بہت اچھے سے سمجھ میں آنے پر بھی میں وہی ترائت سدھانت کہتے آیا ہوں جو شروع میں کہا تھا۔درمیان میں دوسری بار چار حصوں

میں اللہ ہے کہہ کر انہیں کنفیوز (confuse) نہیں کرنا چاہا۔ چند سال گزرنے کے بعد بہت سے لوگ میرے پاس آ کر میں جو علم کہتا تھا وہ سنتے تھے۔ جب میں علم کو کہنا ہی نہیں بلکہ، ہر مہینہ ان کو علم کی امتحان رکھتا تھا۔علم کی امتحان میں بہت سے لوگ شامل ہوتے تھے۔ ہر مہینہ ہونے والے امتحانوں میں دس سوالوں کو بتا کر، ان کے جواب میں علم کو لکھنے کے لئے کہتا تھا۔شاید ۲۰۰۱ یا ۲۰۰۲ وی سال میں جو علم کا امتحان ہوا دس سوالوں میں پہلا سوال مجھے خوب یاد ہے۔ وہ یہ ہے کہ!'' **کائنات کے ابتدا میں ایک ہی اللہ کتنے حصوں میں تقسیم ہوا؟**'' ہم نے یہ سوال پوچھا یہ سوال آپ لوگوں کو ہماری گرنتھ **''آدھیاتمک سوالات - جوابات''** میں مل جائے گا۔اس دن اس سوال کے جواب میں جیسے ہم نے کہا ویسے سب لوگوں نے لکھا کہ ''تین روحوں میں تقسیم ہیں''۔اگر میں نے ایسا پوچھا ہوتا 'کہ 'اللہ کتنے روحوں میں تقسیم ہیں؟'' تو وہ جواب برابر ہو جائے گا۔ایسا ہی ''اللہ کتنے حصوں میں موجود ہیں'' یہ پوچھنے پر بھی تھوڑے حد تک جواب برابر ہو جاتا تھا۔لیکن یہاں سوال میں ایک خصوصیت (speciality) ہے۔ وہ خصوصیت کو کوئی بھی غور کئے بغیر ہی لکھنے سے اس جواب کو ہم نے سچ (صحیح جواب) جیسا حساب میں نہیں لیا۔ وہ جواب غلط یا جھوٹ جواب قرار کر دیا گیا۔ وہ سوال میں خصوصیت یہ ہے کہ '' کائنات کے ابتدا میں اللہ کتنے حصوں میں تقسیم ہیں'' یہ تھا سوال۔

وہ سوال یہ معنی دے رہا ہے کہ تخلیق سے پہلے یا کائنات کے شروع میں (اللہ کتنے حصوں میں تقسیم ہیں)۔ کہہ سکتے ہیں کہ تخلیق سے پہلے یا کائنات کے شروع میں ایسی حالت تھی کہ کچھ بھی نہ تھا یا یہ دنیا ہی نہیں تھی۔ جب کائنات ہی نہیں تھی وہ حال کو صرف اللہ کے سوا کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ جب ایک ہی اللہ تھا، دوسرا اللہ کوئی بھی نہ تھا۔اس وقت اللہ نے یہ کائنات بنانا چاہا تھا۔مثال کے طور پر ایک ہی پانی کو، بلا ٹیسٹ (taste) والے پانی کو، تھوڑا سا شکر (sugar) ملا کر چند پانی کو میٹھا کر سکتے ہیں۔ایسا

ہی پانی کو تھوڑا نمک ملا کر چند پانی کو نمکین پانی میں بدل سکتے ہیں۔ایک ہی پانی کو تین قسم سے نمکین، میٹھے سے اور پھیکا رکھا لیکن وہ تین قسم کے پانی کو سٹور(store) کرنے کے لئے پہلے ایک ہنڑی کی ضرورت ہے۔پانی کو نمکین اور میٹھا کرنے سے پہلے ہی پانی کو store کرنے کے لئے ضورری برتن کو یا بندلی کو تیار سے رکھ لینا چاہئے۔اسی طرح اللہ اکیلا بارش کے پانی کے مانند پہلے تھا۔بارش کا پانی بغیر رنگ کے، بغیر taste کے، بغیر بو(smell) کے صاف پانی ہوتا ہے۔ایسا ہی اللہ اللہ کے طرح ہی اکیلا صاف تھا۔ایسا رہنے والا اپنے ارادے سے اللہ نے خود کائنات تیار کرنے کا کام کیا۔آپ اچھی طرح سے یاد رکھ لیجئے۔جب کائنات نہیں تھی تب اللہ نے کام کیا۔تخلیق کے بعد اس نے کوئی کام نہیں کیا۔تخلیق سے پہلے اللہ کو روپ، نام اور کام رہتے تھے لیکن تخلیق کے باد وہی اللہ بلا روپ، بلا نام، بلا کام والا بن گیا۔

جس طرح پانی کے لئے برتن کی ضرورت پڑی اسی طرح اللہ کے لئے قدرت کی ضرورت پڑی تا کہ وہ تخلیق کے بعد لوگوں کو اپنے وجود کے بارے میں معلوم ہوئے بغیر چھپانے کے لئے اور خود کو اس میں تین روحوں کی طرح تقسیم ہو کر رہنے کے لئے۔جیسے تین قسم کے ٹیسٹ کا پانی برتن کے سہارے رہتی ہیں اسی طرح ایک قدرت سے بنی ہوئی جسم کا سہارا لیکر اللہ تین روحوں کی طرح اس قدرت میں بس گیا۔وہ اللہ جو قدرت میں نظر نہ آتے ہوئے ہیں کسی کو کسی بھی طریقے سے سمجھ میں نہیں آئے گا۔اسی لئے اسے جاننے کے لئے جو علم ضرورت ہے اس علم کو بھی اللہ نے تخلیق کے بعد بتایا ہے۔اب دیکھتے ہیں کہ تخلیق کے ابتدا میں کیا ہوا تھا۔تخلیق سے پہلے اللہ کو روپ، نام اور کام رہتے تھے۔تو یہ بات کسی انسان کو نہیں معلوم کہ وہ کیسے ہوتے تھے۔کیوں کہ وہ تخلیق سے پہلے کی بات ہے اس لئے کسی کو معلوم ہونے کا موقع تک نہیں ہے۔جس کے پاس کچھ نہ تھا اور اکیلا اللہ جس کا روپ

،نام اور کام تھے وہ انسانوں کو بنانا چاہا۔اکیلا اللہ جس کے روپ ،نام،کام ہے وہ تخلیق کئے جانے والے انسان کو معلوم ہوئے بغیر **قدرت** کا چادر کو لیکر(تیار کر لے کے)اس میں اپنے آپ کو تین قسموں میں تقسیم کر کے چھپا لیا۔ایسا کرنے کے لئے سب سے پہلے اس نے نظر آنے والی **قدرت** کو تیار کیا۔وہ اللہ جس نے **قدرت** بنایا اس **قدرت** کو بعد میں پانچ حصے کیا۔

اللہ ابتدا میں سب سے پہلے **قدرت** کو اپنے سے ہی تیار کیا۔یعنی اپنے میں سے تھوڑا حصہ باہر نکال کر اس کو **'قدرت'** کا نام دیا۔اس کے مطابق یہ کہہ سکتے ہیں کہ **قدرت** اللہ کا ہی ایک حصہ ہے۔اس طرح پہلے خود(اپنے)سے **قدرت** کو باہر نکالا ہوا اللہ **قدرت** کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے ترتیب کے ساتھ ان کے نام **آسمان،ہوا،آگ،پانی،زمین** رکھا تھا۔وہ پانچ حصوں کو ایک ایک کو پانچ حصے کر کے ایک دوسرے سے ملا کر انسانی جسم کو تیار کیا۔انسانی جسم تیار ہونے کے بعد اپنے سے تھوڑے حصوں کو باہر نکال کر اس کا نام **'روح'** رکھا۔کیوں کہ اللہ،روح سے الگ یا پرے ہیں اس لئے اپنے آپ کو **'پرماتما'** کہا ہے۔پھر روح کے مانند تو ڑے حصے کو باہر نکال کر **'جیواتما(نفس)'** بول کر نام رکھا۔اس طرح سے خود اللہ کی طرح رہتے ہوئے اپنے(خود میں)سے **قدرت** کو اور دو روحوں کو تقسیم کرنے کی وجہ سے اللہ پہلے یعنی کائنات کے ابتدا میں چار حصوں میں تقسیم ہوا ہیں کہہ سکتے ہیں۔اسی لئے اس جواب کو غلط قرار کیا جس میں لکھا تھا کہ اللہ تین حصوں میں تقسیم ہیں۔اس کا صحیح جواب چار حصے کہنا چاہئے۔

اللہ تخلیق سے پہلے ایک قسم سے اور تخلیق کے بعد اور ایک قسم سے موجود ہیں۔اللہ کے گرنتھوں میں تخلیق سے پہلے والے یعنی روپ،نام،کام والے اللہ کے بارے میں صرف ۱۰ فیصد ہی بتائے ہیں۔باقی ۹۰ فیصد تخلیق کے بعد کے اللہ جس کے روپ،نام اور کام نہیں ہے اس اللہ کے

بارے میں بتایا ہے۔اسی لئے تم لوگ اب تک گرنتھوں کے ذریعے علم کے ساتھ جس اللہ کو معلوم کیا وہ تخلیق کے بعد والے اللہ ہی کو ہے اسی لئے وہ اللہ جس کے بارے میں تم لوگ کہہ رہے ہو اور وہ اللہ جس کے بارے میں کہہ رہا ہوں دونوں ایک ہی ہے۔اسی لئے میں نے پہلے ہی کہا کہ تم جس اللہ پر ایمان رکھتے ہو اسی اللہ کے بارے میں میں کہہ رہا ہوں۔لیکن تخلیق سے پہلے والے اللہ کے بارے میں معلوم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اللہ کے دھرموں کے مطابق اور اللہ کے گرنتھوں کے مطابق تخلیق کے بعد والے اللہ پر ہی انسان کو ایمان رکھنا چاہئے۔اللہ کے گرنتھوں میں تخلیق سے پہلے اللہ کے بارے میں اور تخلیق کے بعد والے اللہ کے بارے میں الگ الگ سے بتا کر ہیں۔پھر بھی اب تک کوئی بھی ان کے بیچ کا فرق ہو یا اللہ کے گرنتھوں میں جو تعلیم کا طریقہ ہے اس کو ہو پہچان نہیں پائے۔اسی لئے ہم جو سچ کہہ رہے ہیں وہ سب کو جھوٹ دکھ رہا ہے۔یہ معلوم ہونے کے لئے کہ میں جو بھی کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے،ان جملوں کو موقع (وقت) کے مطابق دیکھتے ہیں جن کو اللہ نے اللہ کے گرنتھوں میں کہا ہے۔آخری اللہ کے گرنتھ قرآن میں ۱۱۲ سورح ''**اخلاص**'' کے چار جملوں کو دیکھے تو وہاں جو پیغام ہے(اسے دیکھتے ہی آسانی سے معلوم ہو جائے گا کہ) وہ تخلیق سے پہلے والے اللہ کے بارے میں بیان کر رہے ہیں۔

۱ اے نبی! ایسا کہو''وہ اللہ ایک ہی ہے''

۲ اللہ بے نیاز ہے

۳ اس کو اولاد نہیں ہے اور نہ وہ کسی کا اولاد ہے

۴ تمام عالموں میں نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

یہ چار جملے''دِویا قرآن کا سندیش'' نام کے تلگو ترجمہ میں کے ہیں۔دوسرے تلگو ترجموں

میں بھی یہ چار جملے ہی زبان میں تھوڑا فرق سے لکھ کر ہوں گے مگر یہ معلوم ہونا چاہئے کہ سب میں مقصد یا مطلب (intention) ایک ہی رہتا ہیں۔

پہلے جملے کو دیکھیے تو ''**وہ اللہ ایک ہی ہے**'' ایسا لکھ کر ہیں۔ یہ بات بڑے عالم جبرائیل نے محمد نبی سے کہا۔ اسی لئے اے نبی کہو ''اللہ ایک ہی ہے اس کے سوا دوسرا کوئی اللہ نہیں ہے'' ایسا کہہ کر ہیں۔ تخلیق کے ابتدا میں، تخلیق سے پہلے کے اللہ کے بارے میں کہا ہوا جملہ ہونے سے یہ بات پورے طریقے سے سچ ہیں۔ کیوں کہ تخلیق سے پہلے اللہ ایک ہی تھا۔ اللہ کے سوا کچھ اور نہیں تھے (نہ آسمان، نہ ہوا، نہ آگ، نہ پانی، نہ مٹی)۔ تخلیق سے پہلے نہ انسان تھے نہ جن۔ پورا کائنات ہی نہیں تھا۔ ویسے صورت میں صرف اللہ ایک ہی تھا اس کے سوا دوسرا کوئی اللہ ہو یا دوسرا انسان ہو نہیں تھا۔ اسی لئے (جملے میں) کہا کہ جب اللہ ایک ہی تھا تب اس کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے۔ تخلیق کے بعد خود اللہ ہی قدرت کے ذریعے مخلوقات کے اجسام بنا کر، ان اجسام میں وہ ایک اللہ تین روحوں میں تقسیم ہو کر ہے ایک نفس (جیوا تما) ہے تو دوسرا روح (آتما) اور تیسرا پرماتما (اللہ) کی طرح ہی ہیں۔ وہ ایک (اللہ) جو تخلیق سے پہلے تھا وہی تخلیق کے بعد چار حصوں میں موجود ہیں کہہ سکتے ہیں۔ تخلیق سے پہلے اللہ ایک ہی تھا لیکن تخلیق کے بعد ایک کی طرح نہیں ہے۔ قدرت، جیوا تما، آتما، پرماتما کی طرح ہے۔ جیسے جیوا تما اور آتما اللہ کے حصے ہیں ویسا ہی قدرت بھی اللہ میں کا ایک حصہ ہے۔ قدرت پہلے پانچ حصوں میں تیار ہوئی۔ بعد میں ایک ایک پانچ حصوں میں تیار ہو کر پورے جسم کے حصے ایسے بنے کہ اس میں نفس بسر کر سکے۔ قدرت سے تیار ہوئی جسم میں نفس داخل ہو کر اس میں بسر کر رہی ہے تو، نفس کو سکھ دکھ پہنچانے کے لئے روح جسم کو ہلاتے ہوئے کام کروا رہی ہے۔ روح جسم کے ذریعے اعضاؤں کو ہلاتے ہوئے کام کرتی ہے تو اس کام میں جو سکھ دکھ ہیں وہ نفس بھگت رہا ہے۔ روح ہمیشہ جسم میں کام

کرتی ہے تو نفس سکھ دکھوں کو بھگتتے ہوئے ایسا سمجھ رہا ہے کہ وہ کام خود اس نے کیا۔ روح کا کام اور نفس کا ایسا سمجھنا (کہ میں نے ہی یہ سب کیا) یہ سب پرماتما جسم میں رہ کر دیکھ رہا ہے۔ تخلیق کے بعد اللہ رہنے پر بھی وہ ایک کی طرح نہیں ہے۔ روح جو اللہ کا حصہ ہے اللہ جیسا حکم چلا رہی ہے۔ اللہ تخلیق کے بعد مستحکم طور پر رہ گیا۔ وہ تمام کام جو اسے کرنی ہے وہ سب کچھ روح کو بتا کر وہ اس کے برابر رہے جیسا کیا۔ وہ تمام کام جو تخلیق کے بعد ہونے والے ہیں وہ روح ہی کر رہی ہے جو اللہ کی طرح حکم چلا رہی ہے۔ وہ اللہ تخلیق کے بعد گواہی کی طرح سب دیکھ رہا ہے تو اللہ سے حکومت پا کر آتما (جو اللہ کی طرح ہے) سب کے لئے مالک کی طرح رہتے ہوئے، ایک طرف قدرت کو اشارے دیتے ہوئے، پالنے والے بھوت (اناصر) اور گرہ (سیاروں) کو کہاں پہ کیا کرنا ہے اور کب سنامی (sunami) پیدا کرنے ہیں اور کہاں پہ توفان، floods لانے ہیں اور کہاں حادثیں کرنی ہیں اور کہاں بیماریاں پھیلنی ہیں بتاتے ہوئے، سب کو مالک کی طرح رہتے ہوئے انسان کے جسم میں فعل کار کی طرح کام کر رہا ہے۔ اگر جسم میں روح کام کرتے ہوئے فعل کار کی طرح نہ رہا تو انسان کے جسم میں ایک چھوٹا سا کام بھی نہیں ہو سکتا۔ جسم کے ذریعے ہونے والے باہر کے کام ہو یا جسم کے اندر کے کام یعنی دل کا دھڑکنا ہو، سانس کا چلنا ہو گردے پیشاب کو چھاننا ہو وغیرہ **انچھادین کام** سب روک جاتے ہیں (**انچھادین کام** یعنی وہ کام جو ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے اور نہ ہم کر سکتے ہیں ان کاموں کو اپنے دماغ میں یاد رکھنا چاہئے)۔ فعل کار آتما اگر ایک منٹ کام نہ کیا تو انسانی جسم زندہ رہی نہیں سکتا۔ اسی لئے انسان کے جسم میں انسان کو معلوم ہوئے بغیر جسم کے باطن یا اندرونی میں آتما ہر ہمیشہ کام کرنے سے انسان زندگی گزار سک رہا ہے۔ ورنہ انسان جی ہی نہیں سکتا۔ تخلیق سے پہلے کا اللہ یہ سب کام روح کو سونپ کر، ایسا مقرر کیا کہ روح ہی اللہ ہے اور وہ جسم کے اندر اور جسم کے باہر سب دیکھتے ہوئے گواہ ہے۔ لیکن یہاں

روح (آتما) اللہ کی طرح رہتے ہوئے جسم کے اندر ہی ہے مگر جسم کے باہر نہیں ہے۔ جسم کے اندر اور جسم کے باہر رہنے والا اللہ تخلیق سے پہلے والا اللہ ہے۔ یہ جالیں کہ صرف جسم کے اندر ہی رہ کر، نفس کا مالک روح جسم کے اندر ہی اللہ کی طرح ہے۔ آج جسم کے اندر کے اللہ کے بارے میں ہی اللہ کے گرنتھوں میں زیادہ لکھا ہوا ہے۔ تخلیق سے پہلے والے اللہ کا کوئی اہمیت نہیں ہے کیوں کہ وہ کسی کو معلوم ہوئے بغیر مستحکم اور کچھ نہ کرتے ہوئے گواہی طور پر ہے۔ اسی لئے دادا اللہ کے بارے میں اللہ کے گرنتھوں میں کم کہنا ہوا۔ وہ جسم میں کا اللہ جو ایک طرف مالک ہے اور ایک طرف فعل کار ہے اس کے بارے میں گرنتھ میں بھی زیادہ کہنا ہوا۔ یہی بات کو قرآن گرنتھ میں سورح ۶ آیت ۱۰۲ میں ایسا کہا ہے، دیکھئے۔

(6-102)'' یہ ہے اللہ! تمہارا رب۔ اس کے سوا عبادت کے لائق کوئی اور نہیں ہے۔ ہر ایک کا پیدا کرنے والا وہی ہے۔ تو تم اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے یعنی فعل کار ہے''

یہ جملے کو یہاں دوسرے بار کہا ہیں۔ اللہ کی طرح روح رہتے ہوئے جس نے سب کو پیدا کیا وہ آتما اللہ ہی ہے۔ خود پر ماتما اللہ (یعنی تخلیق سے پہلے کا اللہ یا جس کے روپ نام کام نہیں ہے) کہا کہ سب لوگ اسی کی (یعنی روح کی) عبادت کرنی چاہیئے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یہی بات وہ پر ماتما اللہ ہی دوسری اللہ کی گرنتھ انجیل میں یوحنا خوشخبری کی باب 5 میں 21 سے 24 تک کے جملے میں کہا ہے۔

گرنتھوں میں کہا گیا کہ ہمارے باپ روح کو ہی اللہ کی طرح عبادت کرنی ہے۔ اللہ کے گرنتھ میں **پر ماتما اللہ (یعنی وہ اللہ جو جسم کے اندر اور باہر موجود ہے)** کے بارے میں قرآن گرنتھ میں سورح ۱۱۲ میں چار جملے موجود ہیں۔ چار جملے **دادا اللہ** کے بارے میں کہا تھا۔ اب یہ دیکھئے کہ وہی اللہ

کے گرنتھ میں باپ اللہ کے جملے کیسے ہیں۔

(3-18)''خود اللہ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اس کائنات کو صلاحیت، برابر تول سے قائم رکھا ہے۔ اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''

(22-66)''جس نے تمہیں زندگی عطا کی اور وہی تم کو موت دیگا۔ وہی تمہیں پھر سے زندہ کرے گا۔ پھر بھی انسان اللہ کی احسان کو بھولنے والا ہے (یعنی ناشکر ہے)''

(29-44)''اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ تخلیق کی ہے۔ اگر یہ معلوم ہوا کہ آسمانوں کو زمین کو پرمارتھ کے ساتھ تخلیق کی تو اس میں بڑی ندرشن موجود ہے''

(2 - 2 5 5)''صرف اللہ ہی اصلی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ وہ سجیو (sajeev) ہے، وہ سب کا تھامنے والا ہے۔ جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ وہ سب کچھ جو زمین اور آسمانوں میں ہیں اس کے ملکیت میں ہے۔ کون ہے جو اس کے اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔ وہ اس تمام پیغام کو جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور ان کے پیچھے ہے۔ اس کے علم میں سے کوئی بھی چیز ان کے سمجھ کے دائرے میں نہیں آتا سوائے جو وہ چاہتا ہے۔ اس کی کرسی کی وسعت نے زمین اور آسمانوں کو گھیر رکھا ہے۔ اور زمین و آسمانوں کی حفاظت سے وہ کبھی نہ تھکتا ''

اب چار جملے نمونہ کے لئے یہاں لکھ کر دکھانا ہوا۔ اس سے پہلے سورح ۱۱۲ کے چار جملوں کو لکھ کر دکھائے۔ اور کہا کہ یہ چار جملے باپ کے باپ یعنی دادا اللہ سے متعلق ہے۔ اس میں پہلے جملے کا تفصیل بھی بیان کیا تھا۔ اور تین جملوں کی تفصیل بتانی ہے۔ اتنے میں آپ لوگوں کو سمجھ میں آنے کے لئے باپ اللہ کے متعلق چار جملوں کو بتائے۔ یہ چار جملے ۲، ۳، ۲۲، ۲۹ سورۃ وں کے جملوں کو بتایا ہے

پہلے کہی ہوئی سورح ۱۱۲ میں صرف چار آیات ہی ہیں۔ یہ چار جملے دادا اللہ کے ہیں۔ تخلیق سے پہلے والے اللہ یعنی دادا کے بارے میں گرنتھ میں زیادہ نہیں کہا۔ اسی لئے ۱۱۲ سورح میں صرف چار جملے ہی ہے۔ یہ چار جملوں کو ہم کہنا ہوا۔ باقی تمام گرنتھ میں تمام سورۃ وں میں ایسے کئی جملے ہیں جس میں **باپ اللہ** کے بارے میں کہا۔ دوسرے سورح میں ۲۸۶ آیات، تیسرے سورح میں ۲۰۰ آیات، ۲۲ سورح میں ۷۸ آیات اور ۲۹ سورح میں ۶۹ آیات موجود ہیں۔ یہ پورے جملے قریب قریب **باپ اللہ** کے بارے میں کہی ہوئی جملے ہیں۔ پورے قرآن گرنتھ میں 6236 جملے ہیں تو اس میں صرف ۳۶ جملے بھی دادا اللہ کے بارے میں کہی ہوئی نہیں ہیں۔

آپ خوب غور کریں تو وہ چار آیات جو ۱۱۲ میں کہا ہے اس کا پیغام بعد میں کہی ہوئی (2-255)(3-18)(22-66)(29-44) جملوں میں بہت فرق نظر آئے گا۔ اس سے پہلے، پہلے جملے میں کا فرق بیان کر لئے۔ اب دادا اللہ الگ ہے اور باپ اللہ الگ ہے اس کے بارے میں اور تھوڑا تفصیل معلوم کرتے ہیں۔ **باپ اللہ** ہی تمام انسانوں کے لئے ضروری معبود ہے۔ اسی لئے باپ اللہ کے بارے میں کئی ہذار جملے بتا کر، دادا اللہ کے بارے میں دو تین جگہ چند جملوں کو کہا ہیں۔ شاید! میں سمجھتا ہوں کہ دس پندرہ جملوں سے زیادہ جملے نہیں ہے۔ اب تک کسی کو بھی باپ اللہ کے بارے میں ہو یا دادا اللہ کے بارے میں ہو تفصیل سے (اس طرح اللہ دو قسم سے ہیں کہہ کر) کسی کو نہیں معلوم۔ جب ایک جگہ کہا گیا کہ اللہ کچھ نہیں کرتا اور دوسرے جگہ پر کہا گیا کہ سب کچھ کرنے والا (وہی) ہے! تو کیوں انسان وہ فرق کو نہیں سمجھ پائے؟۔ (پتا نہیں) کیوں انسانوں کی عقل کی وہ فرق کرنے کی طاقت کام نہیں کی!۔ جب یہ کہا کہ نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کا اولاد ہوں اور جب یہ بھی کہا کہ سب میں ہی تخلیق کر رہا ہوں تو وہ فرق کو بڑے عقل مند انسان بھی سمجھ نہیں سکے۔

جس نے میرے بیٹے کی عبادت کی اس نے میری عبادت کی اس بات کو جس نے دوسری اللہ کے گرنتھ میں کہا، وہی تیسری اللہ کے گرنتھ قرآن میں کہا کہ وہ اللہ ایک ہی ہے جس کی عبادت کرنی چاہئے تو (پتا نہیں) کیوں وہ فرق کو سمجھ نہیں پائے!۔اس طرح بتاتے گئے تو تخلیق سے پہلے کے اللہ کے بارے میں اور تخلیق کے بعد کے اللہ کے بارے میں گرنتھ میں صاف طور پر بتانے کے باوجود بھی انسان اسے سمجھ **''میں اور میرا باپ ایک ہے''** انجیل گرنتھ میں بتائی گئی یہ بات صرف پڑھنے کے حد تک ہی رہ گئی لیکن کسی نے بھی یہ نہیں سوچا کہ آخر وہ باپ کون ہے؟ جو جملے میں کہا گیا تھا۔ایسا ہی ''جس نے میرے بیٹے کی عزت نہیں کی اس نے میری بھی عزت نہیں کی اور جس نے میرے بیٹے کی عبادت نہیں کی اس نے میری عبادت بھی نہیں کیا'' یہ بات کو (پتا نہیں) وہ لوگ جو عیسائی ہیں کیسے سمجھ لئے!۔تب تک گرنتھ میں کہی ہوئی وہ جملے جو اللہ سے متعلق ہیں سمجھ میں نہیں آئیں گے جب تک یہ بات معلوم نہیں ہوتا کہ جو جملے قرآن اور انجیل میں کہا ہے وہ دونوں ایک ہی ہے اور (دل میں ایسا) ارادا نہیں رکھنا چاہئے کہ ہمارا گرنتھ الگ ہے اور ان کا گرنتھ الگ ہے۔اتنے دور تک کیوں ایک ہی گرنتھ میں کہی ہوئی باپ کے بارے میں اور بیٹے کے بارے میں بھی معلوم نہیں ہوا،ایسا ہی ایک ہی گرنتھ میں کہی ہوئی بلا اولاد کا اللہ اور اولاد رکھنے والے اللہ کے بارے میں بھی سمجھ نہیں پائے۔اور بہت سے لوگ یہ نہیں جان پائے کہ اللہ دو قسم سے ہیں اِس وقت چلانے والا اللہ ایک ہے،اسی کی عبادت کرنی چاہئے،اس کے بعد گواہی طور پر اور پرلوک (paralok) جیسا بھی اللہ ہی ہے۔

''تخلیق سے پہلے کا اللہ، تخلیق کے بعد کا اللہ'' بعض لوگوں کو یعنی جو لوگ یہ بات کو پہلی بار سن رہے ہیں، وہ دونوں اللہؤں کے بارے میں معلوم ہونے کے لئے، دو قسم کے جملے بیان کر لئے جو اللہ کے گرنتھ قرآن میں موجود ہیں۔تخلیق سے پہلے کا اللہ کیسا ہے یہ بات سورح ۱۱۲ کے چار جملوں میں

کہے ہوئے ہیں۔اس میں دوسرے جملے کو دیکھیں تو (112-2) ''**اللہ بے نیاز ہیں**'' تخلیق سے پہلے کچھ نہ تھا۔اب جو دنیا (پرپنچ) ہے وہ بھی نہیں ہے۔جب کچھ نہ تھا تو وہ بے نیاز تھا۔لیکن تخلیق کے بعد اسے جگت کو پالنے کی ضرورت پڑی۔تخلیق کے بعد وہ یعنی اللہ کام نہیں کرنا چاہا۔اسی لئے اس نے ایسا کرلیا کہ وہ نام،روپ اور کام کرنے کا طریقہ جو تخلیق سے پہلے تھا وہ سب (اب) نہ رہے۔(یعنی وہ بغیر نام کے بغیر روپ کے اور بغیر کام کے رہنا چاہا)۔لیکن وہ خود جس پرپنچ کی تخلیق کی اسے ایسے ہی چھوڑ نہیں دیا۔وہ اللہ جس نے یہ پرپنچ کی تخلیق کی،تخلیق کرنے کے بعد الگ قسم سے رہنا

چاہا۔پھر اس نے اپنے مانند حکمران طور پر یعنی اللہ کے جیسا رہنے کے لئے،دنیا کو پالنے کے لئے اور اس کے حساب سے کام کرنے کے لئے ضروری اللہ کو تیار کر کے،اپنا تمام قدرت اسی کو سونپ کے وہ اللہ ایسا بن گیا کہ اب اس کا نہ کوئی روپ ہے نہ نام ہے نہ کام اور تخلیق کے بعد خاموش سے،گواہی طور پر ٹھہر گیا۔یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کو تخلیق کے بعد ضرورت پڑی مگر تخلیق سے پہلے اسے کچھ بھی ضرورت نہ تھا یعنی بے نیاز تھا۔وہی بات دوسرے آیت میں بتائے تھے۔اور ایک اللہ کو اس لئے تیار کرنا پڑا کیوں کہ تخلیق کے بعد دنیا کو پالنے کا کام جو ہے وہ ضرورت کو بھی اللہ نے نہیں رکھنا چاہا (اس لئے وہ کام کے لئے یعنی دنیا کو چلانے کا کام کرنے کے لئے دوسرے اللہ کو بنانا پڑا اور وہ بلا کام والے جیسا ہو گیا)۔تخلیق کے بعد وہ روح ہی اللہ جیسا کام کر رہے ہیں جسے اللہ نے مقرر کیا۔اگر یہ پوری بات کو عقل استعمال کر کے دیکھیں گے تو اس میں سمجھ میں نہ آنے والے بات کچھ بھی نہیں ہے۔تو (پتا نہیں) تخلیق سے پہلے اور تخلیق کے بعد کا سچ کیوں معلوم نہیں پڑا۔

(۱۱۲-۳) ''**نہ اللہ کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کا اولاد ہے**'' ایسا ہے۔یہ بات تخلیق سے پہلے کے اللہ پر لاگو ہوگا۔جب اس کو کچھ بھی ضرورت نہیں تھا۔اسی لئے اس کو بیٹے کی ضرورت بھی نہیں

تھا۔اس وقت وہ بے نیاز تھا۔'تخلیق کے بعد اللہ کو کوئی اولاد نہیں ہے' یہ بات لاگو نہیں ہوتی۔ وہ لاجنم ہے اسی لئے تخلیق سے پہلے اسے باپ نہیں ہے کہہ سکتے ہیں اور وہ کسی کو پیدا نہیں ہوا ہے کہہ سکتے ہیں۔ وہ تخلیق کار جس نے کائنات کو بنایا وہ اس وقت ہی باپ بن گیا جب اس نے کائنات کی تخلیق کی تھی۔ بعد میں خاص اللہ جیسا اپنے بیٹے روح کو قرار کرنے کی وجہ سے وہ روح کے لئے باپ اللہ بنا۔ جب کائنات نہیں تھی تب سچ میں نہ اللہ کسی کا باپ تھا۔ ایسا ہی نہ اس کا کوئی باپ ہے۔

(۱۱۲-۴) ''اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے'' یہ بات تخلیق سے پہلے والے اللہ پر لاگو ہوتی ہے۔ وہی اللہ پر یہ بات تخلیق کے بعد بالکل لاگو نہیں ہوتی۔تخلیق سے پہلے کچھ نہ تھا۔ نہ کائنات، نہ انسان، نہ جانور، نہ گرہ (سیارے)، نہ بھوت (اناصر) جب کچھ بھی نہیں تھا تب کسی کو اس کے برابر کمپار (compare) کر کے نہیں بتا سکتے۔ اسی لئے جملے میں کہا کہ اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔لیکن تخلیق کے بعد اللہ اپنے سے برابر اپنے بیٹے کو اختیار دیکر یعنی ایسا اختیار (power) دیا کہ اپنے برابر کا مقام اور اپنے برابر دنیوی کام کرے اور اس کے برابر اللہ کے مانند رہے (یعنی اس کے جیسا رہے)۔تب سے اللہ گواہی طور پر ٹھہر گیا تو روح، اللہ کے برابر بدل کر اللہ جیسا رہنا ہی نہیں بلکہ جیسے (6-102) جملے میں کہا ویسا وہ اللہ سب کا مالک ہے اور فعل کار (کام کرنے والا) ہے کہنا ہوا۔

اللہ کے برابر اور ایک اللہ کو خود اللہ نے ہی اپنے حکم سے روح کو اللہ بنایا۔ وہ اللہ آنے کے بعد جو اللہ کے برابر ہے پہلے والا اللہ مستحکم (نہ ہلے نہ ڈلے stable) سے ٹھہر جانے کی وجہ سے، تمام لوگ اسی کو جو اللہ ہے، اللہ کہتے ہوئے اسی پر ایمان لائے۔تمام انسان صرف وہ اللہ کو جانتے ہیں جو اللہ کے برابر ہے مگر اصلی دادا اللہ معلوم نہیں پڑا۔ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ آج گرنتھوں میں جس اللہ کے بارے میں لکھ لیا، ایمان رکھا، عبادت کی، بڑے شان سے جس کے بارے میں بیان کر رہے ہیں

وہ سب وہ اللہ کے بارے میں ہے جو آج دنیا میں فعل کار اور مالک ہے۔ کیوں کہ وہی اللہ نے سب کو پیدا کیا اسی لئے آج ہم اسی اللہ کو باپ کہہ سکتے ہیں جسے ہم جانتے ہیں اور جس کے بارے میں ہم سب بیان کر لے رہے ہیں۔ اوراس اللہ کو دادا کہہ سکتے ہیں جس نے باپ اللہ کی تخلیق کی، جو تخلیق سے پہلے تھا، وہ اللہ جو آج خاموش ہے اور وہ اللہ کو جو ہمارے جسم میں ہی گواہی طور پر ہے۔ وہ اللہ کو جو ہمارے باپ کا باپ ہے سب اس کو دادا کہنا ہی پڑے گا۔ دادا اللہ جو پورا کائنات پھیل کر جسم میں بھی موجود ہے اور جسم میں گواہی طور پر رہنے کی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تخلیق سے پہلے اس کا ہمسر کوئی بھی نہیں ہے۔

میں نے بہت بار کھل کر کہا کہ قرآن گرنتھ میں ۱۱۲ سورح میرا بہت ہی پسندیدہ سورح ہے۔ اتنا ہی نہیں یہ بھی کہا تھا کہ اس میں کے چار آیات بہت قیمتی ہیں۔ تو اب بعض لوگ مجھے ایسا سوال کر سکتے ہیں کہ دادا اللہ اہم ہے تو کیا تیرے لئے باپ اللہ اہم نہیں ہے؟۔ اس کے لئے میرا جواب یہ ہے کہ! یہ بات بھی میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ دادا اللہ ہی مایا کر کے باپ اللہ جیسا بھی ہے ۔(یہ بھی خوب معلوم ہے کہ) اسی لئے وہ اور یہ دونوں ایک ہی ہے۔ اللہ ایک ہی ہے۔ وہ دوسرے بھیس میں اپنا روح کے نام سے وہی آیا ہے۔ اسی لئے دیکھنے کے لئے اور کہنے کے لئے الگ الگ سے ہے پھر بھی **باپ اور بیٹا دونوں ایک ہی ہے**۔ اسی لئے انجیل گرنتھ میں یوحنا خوشخبری میں ۱۰ باب میں ایسا کہا ہے دیکھئے۔

(یوحنا 30-10)''ان سے کہا کہ میں اور میرا باپ ایک ہے''

اور باب ۱۴ میں ایسا کہا ہے دیکھئے۔

(یوحنا 10-14)''کیا تجھے یقین نہیں کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں؟ جو باتیں تم سے

کہتا ہوں وہ میری طرف سے نہیں بلکہ میرا باپ مجھ میں رہ کر اپنا کام کرتا ہے۔''

یہ باتیں سننے کے بعد اگر اس بات پر ایمان نہیں رکھیں گے کہ دونوں اللہ ئے موجود ہیں تو بھی غلتی ہی ہے۔اور اگر یہ بات معلوم نہ ہوا کہ وہ دونوں اللہ ئے بھی ایک ہی ہے تو بھی غلتی ہی ہوگی۔ یہ کہہ سکتے ہیں جب تک یہ بات معلوم نہیں ہوتا تب تک وہ انسان جہالت میں ہے۔اللہ کی بات (یعنی اللہ کون ہے) یعنی اللہ کا علم بہت ہی مشکل ہے۔اللہ کا علم اتنی آسانی سے سمجھ میں نہیں آتی ۔اللہ۱۱۲ سورح میں اپنے چار جملوں کے ذریعے اپنا قدیم کی حال بیان کی ہے۔ایسا ہی یہ بات بھی آخری گرنتھِ الٰہی میں کئی جملوں میں بتایا تھا کہ جبرائل کے ذریعے تخلیق کے بعد خود مایا جیسا کسی کو معلوم ہوئے بغیر کیسا موجود ہے۔کئی سیکڑوں کے جملوں میں سے صرف چار جملوں کو نمونہ کے طور پر لیا ہے۔اگر وہ چار آیات کے بارے میں تفصیل سے دیکھیں گے تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تخلیق کے بعد کیسا ہے۔

اب سورح ۳ کی آیت ۱۸ میں جو پیغام ہے اس کو دیکھتے ہیں۔

(3-18)''خود اللہ،فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔وہ اس کائنات کو صلاحیت، برابر تول کے ساتھ قائم رکھا ہے۔اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''۔اس جملے میں یہ کہتے ہوئے کہ صرف اللہ ایک ہی معبود کے لائق ہے، یہ بھی کہا کہ وہی بڑا حکمت والا ہے۔'حکمت والا' مطلب عقل کی طاقت یا صلاحیت زیادہ رکھنے والا ہے۔اور سب کا حکمران ہے کہا گیا۔اور ان کے بارے میں بھی بتایا جو (اس ایک اللہ کے بارے میں گواہی دے رہے ہیں) یعنی اللہ،فرشتے اور اہل علم (علم والے)۔(اب غور کرنے والی اہم بات یہ ہے کہ) 'سوائے اللہ کے معبود کے لائق کوئی اور نہیں ہے' یہ بات فرشتے کہہ سکتے ہیں اور اہل علم بھی کہہ سکتے ہیں۔مگر اللہ بھی خود ایسا کیسے کہہ سکتا ہے کہ 'اللہ ایک ہی معبود ہے'؟۔اس طرح کہا ہے

مطلب ایک اللہ، دوسرے اللہ کے بارے میں گریٹلی (greatly) کہا ہے(اس کا معنی یہی ہوا نا!) بے شک ایسا ہی ہے۔ اگر جملے میں چھپی ہوئی معنی یا باطنی معنی کو دیکھیں تو پہلا اللہ نے دوسرے اللہ کے بارے میں کہا ہے۔'اللہ ہی اصلی معبود ہے' کہہ کر اپنے آپ کے بارے میں خود کوئی اللہ نہیں کہتا۔ ایسا کہا ہے مطلب وہ دوسرا اللہ (الگ اللہ) ہی ہے کہہ کر ضرور بتا سکتے ہیں۔ وہ جملے کے مطابق جو اللہ کے گرنتھ میں لکھا ہے یہ سمجھ میں آ رہا ہے کہ تخلیق سے پہلے کا اللہ، تخلیق کے بعد خود نے جس اللہ کو تیار کیا ہے اس کے بارے میں کہا ہے۔ اس طرح باقی جملے بھی تخلیق سے پہلے کے اللہ سے الگ دکھ رہے ہیں ہونے سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ پہلا اللہ الگ ہے اور بعد کا اللہ الگ ہے۔ گرنتھ میں بہت جگہ کہا ہے کہ دوسرے اللہ کی ہی عبادت (تلاش) کرو۔ اسی وجہ سے دوسرا اللہ ہی تمام دنیا میں تبلیغ ہوا۔ جس اللہ کے بارے میں پہلا والا اللہ نے پرچار کیا اسی کو تین مذاہب کے گرنتھوں میں عبادت کے لائق کا اللہ ہے۔ ہمارے تحریروں میں "وشوودیالے(vishwavidyalay)" نام کے گرنتھ میں بھی پہلا اللہ کو نام کے واستے رکھ کر ایسا لکھے تھے کہ اس (پہلا اللہ) نے کبھی بھی دنیوی معاملوں میں دخل نہیں دیا اور اس (پہلا اللہ) نے کہا کہ دنیا اور ہر انسان کو چلانے والا اللہ خاص طور پر ہے، اور دنیا کو چلانے کے لئے پہلا اللہ ہی دوسرے اللہ کو تیار کر کے کہا کہ یہی تمہارا معبود ہے۔ وہی بات آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح ۳ کی ۱۸ آیت میں ایسا ہے کہ خود اللہ نے ہی لوگوں کے معبود کو دکھا کر کہا ہو۔ وہی بات کو میں نے بھی کہا ہے۔ پہلا اللہ تمام طاقتوں کو دوسرے اللہ کو دیکر جب یہ کہا کہ وہی تمہارا معبود ہے تو پہلے والا اللہ سے کیا کام؟ وہ رہے یا نہ رہے دونوں برابر ہے نا! ویسے جب دادا اللہ یعنی پہلا اللہ جسم میں گواہی کے طور پر رہنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس طرح ہم ہی نے سوال ڈال کر، پہلے والے اللہ کے ضرورت کے بارے میں بھی بیان کیا۔

آج تمام دنیا میں علم اور بھکتی یہ سب کچھ دوسرے اللہ پر ہی ہے جو سب کا باپ ہے۔ تین اللہ کے گرنتھ بھی وہی اللہ کے بارے میں بتائے گئے جو سب کا باپ ہے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ دادا اللہ کی بات کسی کو بھی نہیں معلوم۔ تین اللہ کے گرنتھوں میں دادا اللہ کے بارے میں بہت ہی کم (تھوڑا) پیغام موجود ہیں پھر بھی کوئی بھی یہ نہیں جان پائے کہ وہ خاص پیغام ہے اور پہلے اللہ سے تعلق کا علم ہے۔ ہم نے تین مذاہبوں کے علم والوں کو غور کر کے دیکھا ہے۔ آج چاہے وہ کتنے بھی بڑے سوامیاں ہو یا کتنے بھی بڑے مذہب کے بزرگ کیوں نہ ہو، مرشد اور استاد کیون نہ ہو دوسرے اللہ کے بارے میں ہی کہہ رہے ہیں۔ تخلیق کے بعد والے اللہ کے بارے میں ہی بیان کر رہے ہیں۔ تخلیق سے پہلے والے اللہ کے بارے میں نہیں بتا رہے ہیں۔ اسی لئے ان سب لوگوں کو بس اتنا معلوم ہے کہ تین مذاہبوں کا 'اللہ' ایک ہی ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ اللہ ایک ہی ہے اور اس ایک اللہ کی ہی عبادت کرنی چاہئے (صرف اتنے تک ہی معلوم ہے)۔ لیکن یہ بات بالکل نہیں جانتے کہ کیا وہ اللہ تخلیق سے پہلے کا اللہ ہے؟ یا تخلیق کے بعد کا اللہ؟۔ اور یہ بھی نہیں جان پائے کہ تخلیق سے پہلے کا اللہ وہ خود روح کو اللہ جیسا اعلان کر کے، اپنے تمام طاقتیں (powers) روح کو دیکر، اپنے برابر کر کے تمام انسانوں کا اللہ بنایا۔

اوّل اللہ کی گرنتھ بھگوت گیتا میں ۷۰۰ شلوک ہیں۔ اس میں تقریباً ۱۰۰ شلوک **پہلے اللہ** کے بارے میں بتائے تھے تو باقی پورے شلوکوں میں **دوسرے اللہ** کے بارے میں ہی بتائے ہیں۔ زیادہ فیصد دوسرے اللہ کے بارے میں ہی ہیں تو وہ لوگ جنہوں نے ان شلوکوں کو دیکھا پہلے اللہ کے بارے میں بتائے گئے شلوکوں کو بھی دوسرے اللہ کے شلوک سمجھ لئے۔ جس طرح بھگوت گیتا میں پہلے اللہ اور دوسرے اللہ کے بارے میں ہیں اسی طرح انجیل گرنتھ میں بھی زیادہ جملے دوسرے اللہ کے بارے میں

ہی ہیں تو پہلے اللہ کے بارے میں کم جملے ہیں۔ٹھیک اسی طرح ہم نے یہ پہلے ہی بتا دیا کہ آخری اللہ کی گرنتھ میں بھی صرف ۱۰ یا ۱۵ جملوں سے زیادہ پہلے اللہ کے بارے میں نہیں کہا ہے۔مثال کے طور پر قرآن کی سورح ۱۱۲ کے پہلے اللہ سے متعلق چار جملے بتا کران کی تفسیر بھی کئے تھے۔ایسا ہی دوسرے اللہ کے چار جملوں کو بھی دکھایا ہوں۔اس میں صرف ایک جملہ (18-3) کوتفصیل سے بتائے تھے۔اس جملے میں ہم نے یہ دکھایا کہ کیسے خود پہلا اللہ نے 'دوسرا اللہ ایک ہی معبود کے لائق ہے' (یعنی انسان کوصرف دوسرے اللہ کی ہی عبادت کرنی چاہئے) کہا ہے۔

(۲۲-٦٦)''جس نے تمہیں زندگی عطا کی اور وہی تم کو موت دیگا۔وہی تمہیں پھر سے زندہ کرے گا۔پھر بھی انسان اللہ کی احسان کو بھولنے والا ہے (یعنی ناشکر ہے)''

اس جملے میں کہا ہے کہ اللہ انسان کو زندگی عطا کرنے کے لئے ایسا کر رہا ہے کہ پیدا کرنے کے بعد مار ڈالنا پھر سے پیدا کرنا یہ (پیدائش وموت) کا کام چکر کے مانند بار بار ہو۔اس طرح کہنے کی وجہ سے یہ آسانی سے پہچان سکتے ہیں کہ جسم میں فعل کار کے مانند کام کرنے والا دوسرا اللہ ہے۔اور پہلا اللہ کوئی کام نہیں کرتا اور وہ صرف دیکھتے ہوئے گواہی کے طور پر رہنے والا ہی ہے۔اسی لئے آسانی سے پہچان سکتے ہیں کہ یہ جملہ پہلے اللہ کا نہیں ہے۔اس طرح سے کام کرنے والے کو دوسرا اللہ اور کام نہ کرنے والے کو پہلا اللہ سمجھنا چاہئے۔پہلا اللہ دوسرے اللہ کو تیار کر کے ،تمام طاقتیں (powers) دوسرے اللہ کو دیکر کہا کہ سب لوگ اسی کی (دوسرے اللہ) کی ہی عبادت کرے۔اگر ایسا نہیں کیا یعنی دوسرے اللہ کی عبادت نہیں کی تو مجھے (یعنی پہلا اللہ کا) بھی عبادت نہیں کئے جیسا ہی ہو گا۔میں نے جیسا کہا ویسے سن کر دوسرے اللہ کی عبادت کی تو مجھے عبادت کئے جیسا ہی ہے۔اور کہا کہ اس سے اس (شخص) کو نجات حاصل ہوگی۔اور کہا کہ دوسرا اللہ تمہارے جسم میں رہ کر تمہیں پیدائش

کے بعد موت کو دینا ہی نہیں بلکہ وہ شخص جو مر گیا فوراً (اسے) زندگی دے رہا ہے۔اتنا کام کرنے کے باوجود بعض لوگ اللہ کی احسان کو بھول جا کر اللہ کی زرا بھی یاد نہ کرتے ہوئے دوسرے دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہوئے انہی کی تعریف کر رہے ہیں کہہ کر اللہ نے بتایا ہے۔اب اور ایک جملہ دیکھتے ہیں۔

(29-44)''اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ تخلیق کی ہے۔اگر یہ معلوم ہوا کہ آسمانوں کو زمین کو پرمارتھ کے ساتھ تخلیق کی تو اس میں بڑی ندرشن)نشان)موجود ہے''

یہاں ایسا سمجھنا چاہئے کہ یہ جملہ بھی دوسرے اللہ کے بارے میں یعنی باپ اللہ کے بارے میں ہی کہا ہے۔تم لوگوں کو سمجھ میں آنے کے لئے دوسرا اللہ کہہ رہا ہوں۔ویسے بھی سب لوگ جس کی عبادت کرتے ہیں وہ دوسرا اللہ ہی ہے۔اب سب ایک سوال پوچھ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ دادا اللہ یعنی پہلا اللہ ابتدا میں آسمان سے لیکر زمین تک دنیا کو بنایا ہے نا!ایسی صورت میں جس نے حق کے ساتھ زمین کو اور آسمان کو بنایا وہ تو پہلا اللہ ہوگا نا!۔تو پھر یہ جملہ پہلے والے اللہ سے متعلق ہے نا!تو آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں کہ یہ جملہ دوسرے اللہ کے بارے میں بیان کر رہا ہے؟۔اس کے لئے میرا جواب یہ ہے کہ!شروع میں دنیا کو جس نے بنایا وہ پہلا اللہ ہی ہے یعنی دادا ہی ہے۔تخلیق کے بعد دنیا کو اور دنیا کے تمام مخلوقات کو جو چلا رہا ہے وہ دوسرا اللہ ہی ہے یعنی باپ اللہ ہی ہے۔یہاں یہ جملہ میں خوب غور کرے تو ''**آسمانوں کو** اور زمین کو پرمارتھ کے ساتھ تخلیق کیا ہے'' ایسا ہے۔اللہ نے کہا کہ آسمانوں اور زمین کو **حق کے ساتھ** تخلیق کیا اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی کہا کہ **پرمارتھ کے ساتھ** تخلیق کیا ہوں۔اتنے سے روکائے بغیر یہ بھی کہا کہ اگر معلوم ہوا تو اس میں بڑی **ندرشن** موجود ہے۔اسی لئے اس جملہ کے بارے میں تھوڑا گہرائی سے سوچنا(آلوچنا)اور غور(لوچنا)بھی کرنا پڑا۔اس طرح سے

گہرائی میں جا کر دیکھیں تو معلوم ہوا کہ یہ جملہ باپ اللہ کے بارے میں بیان کر رہا ہے مگر دادا اللہ کے بارے میں نہیں۔

بعض لوگ پوچھ سکتے ہیں کہ یہ جملہ میں (جس نے) **آسمانوں کو اور زمین کو** (پیدا کیا) کہا تھا نا! ۔ہاں ! یہ بات سچ ہے کہ اس نے جملہ میں کہا تھا کہ آسمانوں کو اور زمین کو۔ اگر وہ کائنات کے ابتدا میں تیار کی گئی دنیا ہوتی تو 'آسمان' اس طرح واحد میں کہا ہوتا۔ ایسا کہے بغیر جمع میں ''آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ یا پرمارتھ کے ساتھ تخلیق کیا'' کہا ہے مطلب اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ باہر کی آسمان ہو یا باہر کی زمین نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ اس میں ندرشن ہے اس وجہ سے یہ سمجھ میں آ رہا ہے کہ وہ وہ آسمان اور زمین نہیں ہے جو ہم لوگوں باہر دکھ رہے ہیں۔ 'درشن' سے مراد دکھنا ہے۔ 'نِ' کا معنی 'نہیں' کے ہے۔ ندرشن یعنی نہیں دکھنے والے یا نظر نہ آنے والی کے ہے۔ یہ جملہ کے آخر میں کہنا ہوا۔ اتنے دلیل جملے میں دکھانے کے بعد بھی اگر انسان (نہیں نہیں) اس نے باہر کے آسمان اور زمین کے بارے میں ہی کہا ہے سمجھے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ پورے طریقے سے جاہل ہی ہے۔ حقیقی علم کے مطابق دیکھیں تو آسمانیں اور زمین دو بھی انسان کے جسم میں ہی پوشیدہ سے (کسی کو) معلوم ہوئے بغیر موجود ہیں۔ اور ایک جملہ میں **''زمین اور آسمانوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب اللہ نے تخلیق کی ہے''**۔ وہاں بھی جمع میں **آسمانیں** کہا ہے۔ بڑی ندرشن ہے مطلب نظر نہ آنے والی معنی (اس میں) ہے۔ اسی لئے نظر نہ آتے ہوئے اس میں کی علمِ باطن کو دیکھیں تو ہمیں صاف صاف اور آنکھ کو ندرشن کے طور پر (غیبانہ) اور عقل سے دیدار کر لئے تو معلوم ہوتا ہے کہ! انسان کے جسم میں نیچے کے پیر زمین اور اوپر کا سر آسمانیں ہیں۔ جسم کے باطن میں جو برحم ناڑی موجود ہے اس کے سات ناڑی کیندروں کو سات آسمان کہہ سکتے ہیں۔ سر ساتوی آسمان ہے۔ سر سے لیکر پیر تک کو ایسا سمجھنا چاہئے کہ

ساتوے آسمان سے لیکر زمین تک ہے۔ اللہ نے انسانی جسم کو آسمانیں اور زمین کہا ہے۔ انسانی جسم کو اب بنانے والا باپ اللہ ہی ہے۔ دادا اللہ کچھ نہ کرتے ہوئے گواہی طور پر ہے۔ 44-29 جملہ بھی باہروالی ظاہری جسم کے بارے میں ہی بتایا ہے مگر کہنے میں علمِ باطن سے کہا ہے۔ اسی لئے ''ندرشن'' کا لفظ جملہ میں کہا ہے۔ یہ بات اور ایک بار یاد رکھ لینا چاہئے کہ ندرشن کا معنیٰ 'باہر نہیں دکھنے والی' کے ہے۔ چاہے اس جملہ کو کتنے بھی طریقوں سے دیکھیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے جسم کو تیار کرنے کے بارے میں ہی کہا ہے۔ اور یہ پتا ہونا چاہئے کہ انسان کے جسم کو تیار کرنے والا اور انسان کو پیدائش اور موت دینے والا اور سب کام کرنے والا باپ اللہ ہی ہے۔ آج ہندو بھگوت گیتا کو اور عیسائی بائبل گرنتھ کو اور مسلمان قرآن گرنتھ کو پڑھ رہے ہیں پھر بھی اس میں کی علم کو پورے طریقے سے سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔ کونسا جملہ باپ اللہ کا ہے اور کونسا جملہ دادا اللہ کا ہے سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔

اب تک ہم نے وہ آیات کو تفصیل سے بیان کر لئے جو دوسرے اللہ سے متعلق ہے۔ اب چوتھے آیت کے بارے میں دیکھتے ہیں۔ سورح ۲، آیت ۲۵۵ میں جو پیغام ہے اس کے بارے میں دیکھتے ہیں۔

(۲-۲۵۵) ''صرف اللہ ہی اصلی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ وہ سجیو (sajeev) ہے، وہ سب کا تھامنے والا ہے۔ جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ وہ سب کچھ جو زمین اور آسمانوں میں ہیں اس کے ملکیت میں ہے۔ کون ہے جو اس کے اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔ وہ اس تمام پیغام کو جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور ان کے پیچھے ہے۔ اس کے علم میں سے کوئی بھی چیز ان کے سمجھ کے دائرے میں نہیں آتا سوائے جو وہ چاہتا ہے۔ اس کی کرسی کی وسعت نے زمین اور آسمانوں کو گھیر رکھا ہے۔ اور زمین و آسمانوں کی حفاظت سے وہ کبھی نہ تھکتا ''

میرے کہنے سے پہلے ہی آپ لوگ خود اس جملے کو دیکھتے ہی یہ طے کر کے بتا سکتے ہیں کہ یہاں کونسے اللہ کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ یہاں اس جملے میں غور کرے تو شروع میں ہی کہا کہ صرف اللہ ایک ہی اصلی معبود ہے کہا ہے مگر یہ صاف طور پر نہیں بتایا کہ وہ معبود کونسا اللہ ہے۔اسی وجہ سے سب لوگوں نے سمجھا کہ اللہ ایک ہی ہے لیکن یہ سمجھ نہیں سکے کہ انسانوں سے تعلق نہ رکھتے ہوئے اور ایک اللہ تخلیق کے پہلے سے ہے۔ اللہ ایک ہی انسانوں کا معبود ہے کہہ کر خود اللہ اور ایک اللہ کے بارے میں کہا ہے۔ اور یہ بات (3-18) جملہ میں کہا ہے اس کے باوجود بھی اسے وہ سمجھ نہیں پائے۔ان کے عقل کو جو معلوم ہوا اور وہ بات جو دوسروں کے کہنے پر سنے ہیں اسی کو سچ مان کر اِس باپ پر یقین سے ہے کہ اللہ ایک ہی ہے۔ جملہ میں دادا اللہ نے بھی یہی کہا کہ ایک ہی اللہ پر بھکتی رکھے جو (تمہارا) باپ ہے۔

(۲-۲۵۵) جملے میں اسی اللہ کے بارے میں کہا ہے جو کام کر رہا ہے۔آخر میں کہا کہ زمین اور آسمانوں کی حفاظت کرنے کے لئے وہ کبھی نہیں تھکتا۔ یہ بات کہنے کی وجہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ کام کرنے والا اللہ ہے اور کام کرنے کے باوجود بھی اسے تھکان نہیں آتی۔ پس، آسانی سے اور صاف معلوم ہو جا رہا ہے کہ یہ جملہ کس کے بارے میں کہا ہے۔ کہا کہ اس کو نہ انگھ آتی ہے نہ نیند۔ دادا اللہ کے بارے میں الٰہی گرنتھوں میں چند جملے ہی بتائے ہیں۔ کتنے بھی جملے بتانے پر بھی اس کے بارے میں کسی کو بھی کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ نہ سمجھ میں آنے کی ضرورت ہے۔ اس اللہ سے نہ کام ہے نہ فائدہ ہے نہ نقصان۔ دادا اللہ جو کام نہیں کرتا ہے وہ جسم میں مستحکم (stablely) ہے پھر بھی نفس سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس کا رشتہ نفس سے ہے وہ (روح) نفس بسر کرنے والے جسم میں رات دن سانس کو چلاتے ہوئے، جسم میں نظر نہ آنے والے کئی کاموں کو کرتے ہوئے جسم میں نفس کی زندگی گزرے جیسا

کررہاہے۔ ہرایک سیکنڑ (ہر پل) جسم میں ہوش یاری سے آتما اللہ کام کرنے کی وجہ ہی جسم صحت مند ہے۔اسی لئے جملہ میں کہا ہے کہ باپ اللہ کو نہ انگھ ہے نہ نیند۔

آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں دادا اللہ کے بارے میں بیان کرنے والے چار جملوں کو سورح ۱۱۲ میں دیکھے ہیں۔ ایسا ہی وہی گرنتھ میں باپ اللہ کے بارے میں بیان کرنے والے کئی جملے رہنے پر بھی ہم نے صرف چار جملوں کو ہی لیا ہیں۔وہ (3-18)،(22-66)،(29-44)، (2-255) جملوں کو لیکر تفصیل سے بیان کر لئے۔ آٹھ جملوں سے معلوم ہوا کہ **تخلیق سے پہلے کا اللہ اور تخلیق کے بعد کا اللہ (دونوں اس طرح) ہیں**۔ ایک قرآن گرنتھ میں ہی نہیں بلکہ باقی دو گرنتھوں میں بھی تخلیق سے پہلے کا اللہ اور تخلیق کے بعد کے اللہ کے بارے میں بتا کر ہے۔ بھگوت گیتا میں بھی وہ اللہ کے بارے میں جس کی عبادت ہمیں کرنی چاہئے ، ویسا ہی وہ اللہ کے بارے میں جسے عبادت کئے بغیر صرف معلوم کرنا ہے (دونوں کے بارے میں) بتا کر ہیں۔ تخلیق سے پہلے کے اللہ کے بارے میں چار شلوک اور تخلیق کے بعد کے اللہ کے بارے میں کئی شلوک ہے لیکن اس میں سے تین شلوکوں لیکر بیان کر لیتے ہیں۔

راج ودیا راج گہیا یوگ میں ۱۱ شلوک کو دیکھتے ہیں

شلوک: اوجانم تی مام موڑھا مانوشیم تنوماشرتم ।

پرم بھاو مجانم تو مم بھوت مھیشورم ॥

(پرماتما ، ساکارم)

مطلب: ''میں جو انسانوں کا اللہ ہوں ، نر (انسان) کے جسم کو پہن کر انسانوں کے درمیان آیا ہوں تو وہ انسان جو میری اصلیت نہیں جانتے مجھے ایک انسان سمجھ کر سب کے مانند مجھے بھی ذلیل کر رہے ہیں۔

’’ایسا کہا ہے۔اس شلوک میں دوسرے اللہ کے بارے میں نہیں کہا۔ پہلا اللہ پرماتما کے بارے میں کہا ہیں۔تخلیق کے بعد تمام کاموں کو باپ اللہ کر رہا ہے تو دادا اللہ خاموشی سے رہتے ہوئے جب بھی زمین پر اللہ کا علم پوشیدہ ہو کر دھرموں کو آفت پہنچتی ہے تب دھرموں کو دوبارہ قائم کر کے جائے گا۔زمین پر انسانوں کو اللہ کے دھرموں کو بتانے والے کوئی نہ ہونے کی وجہ سے اور اللہ کے دھرم اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتے اسی لئے دادا اللہ انسان کے مانند آ کر انسانوں کو اپنے دھرم بتا کر جانے کی ضرورت ہے۔

سوال: آپ نے اس سے پہلے ہی ’’تخلیق سے پہلے کا اللہ، تخلیق کے بعد کچھ کام نہ کرنے والے جیسا رہ گیا‘‘ کہا ہے۔ پھر اب کہہ رہے ہیں کہ وہی اللہ انسان کے شکل میں آ کر انسانوں کو اپنا علم بتائے گا۔ یہ بات تو صاف سمجھ میں آ گیا کہ تخلیق سے پہلے کا اللہ، تخلیق کے بعد جیسا کہ ریٹائر (retire) ہوا ہو، اس نے اپنا کام بند کیا اور طے کر لیا کہ کچھ بھی کام نہ کرنے والے کے مانند رہوں گا اور اپنے کام کو یا اپنے مقام کو یا اپنا درجہ اپنے بعد کے اپنے بیٹے کو سونپا۔ اپنے مانند اپنا بیٹا روح اللہ کی طرح ہے تو لوگوں کے لئے وہ دادا ہے اور اس کا بیٹا روح باپ ہے۔ تمام لوگوں کے لئے پرماتما دادا ہے تو اس کا بیٹا تمام لوگوں کے لئے ایک طرف اللہ کی طرح رہتے ہوئے دوسرے طرف لوگوں کے کام کرنے والے کی طرح بھی ہے۔ آپ ہی نے تو کہا کہ تمام لوگوں کے لئے پرماتما دادا ہے اور روح باپ ہے۔ پرماتما اللہ جب کسی بھی قسم کا کام نہیں کرنے والا ہے تو اسے پکڑ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ واپس انسان جیسا پیدا ہو کر اپنے دھرموں کو بتائے گا۔ اگر ایسا کیا تو دادا اللہ بھی یعنی پرماتما بھی کام کئے جیسا ہو گا نا! تو ویسے جب آپ نے ایسا کیوں کہا کہ ’وہ کچھ کام نہیں کرتا یا کام کرنے والا نہیں ہے یا اس کو کچھ کام نہیں ہے‘۔ جس کو آپ نے ’کریارہت (kriya rahit)‘ کہا اسی اللہ کو آپ ’کریاسحت (kriya sahit)‘ ’کام کرنے والا

' کہنا غلط ہوگا نا!۔اس پر آپ کیا کہیں گے؟

جواب: (ہاں) ہم نے کہا کہ دادا اللہ' کام نہیں کرتا'۔ جب بھی اور اب بھی ہم اسی بات پر ڈٹ کر ہے۔آپ کو ایسا سمجھ میں آیا ہوگا کہ میں نے دو قسم سے بات کی اور جھوٹ کہا۔تو اور ایک بار میں صاف کہہ رہا ہوں کہ ہم نے کبھی بھی جھوٹ نہیں کہا اور ہمیشہ سچ ہی بات کی۔جسم میں فعل کار یعنی آتما اللہ کو ایک پل بھی بغیر فرصت کے کام میں مصروف ہے۔اتنا ہی نہیں وہ ہر ایک انسان کے عمل کے مطابق اسے چلا رہا ہے۔ پرماتما اللہ اپنے بیٹے روح کو جسم میں کام کرتے ہوئے دیکھ ہی رہا ہے۔'روح نفس کو عمل کے مطابق چلانا چاہئے' اس اصول کے مطابق چلانے میں جہالت کے مطابق انسان کو جہالت میں ہی چلانا پڑے گا۔انسان کے شردھا کے مطابق اور اس نے جو کرم (عمل) کر لئے اس کے مطابق انسان راہِ جہالت میں، نادانی کاموں میں ہی، نادان جیسا چلتا رہتا ہے۔ایسا روح ہی اس کو چلا رہی ہے۔کبھی بھی ہو اور کسی بھی موقع پر ہو روح خود اپنے مرضی سے (نفس کو) چلائے بغیر وہ اس (شخص) کے شردھا کے مطابق ہی اسے جس راہ پر چلانا ہے اسی راہ پر چلاتے ہوئے، اسے سکھ دکھ کا احساس کروا رہی ہے۔اس طرح سے انسان کے نیت (ارادے) کے مطابق اور اس کے عمل کے مطابق ذیادہ تر جہالت میں ہی آتما اللہ یا باپ اللہ چلانا ہو رہا ہے۔انسان زندگی بسر کرنے میں باپ اللہ کا شمولیت ہے مگر دادا اللہ کا شمولیت کچھ بھی نہیں ہے۔روح انسان کے عمل (کرم) کو (اس کی) عقل کی پسند (شردھا) کے مطابق چلانے کی وجہ سے خود آتما اللہ ہی انسان کو جہالت کے طرف چلانا پڑ رہا ہے۔اس طرح چلانے کی وجہ سے چند وقت گزرنے کے بعد انسان میں اللہ کا علم پوشیدہ ہو جا رہا ہے۔اس طرح علم نہ معلوم ہونے کی وجہ سے زمین پر اللہ کے دھرم دب جا رہے ہیں۔جس وقت اللہ کے دھرم معلوم ہوئے بغیر پوشیدہ ہو گئے تب ان کے بارے میں بتانے والا کوئی بھی نہیں ہے۔آتما

اللہ انسانوں کے زندگیاں چلانے میں ہی concentrated ہے اور ان کو ایک پل بھی فرصت نہیں ہے۔ اتنا ہی نہیں انسان کو جہالت کے طرف چلانے والی روح ہی اللہ کے دھرموں کے خلاف انسانوں کو چلا رہی ہے۔ اس طرح تیار ہوا انسان جنم جنم کو پورا بربادی کے طرف ہی جانے سے گزرتا ہوا وقت کے ساتھ ساتھ ادھرم کا اثر یا زور زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ ایسا ہی انسان جسے یہ نہیں معلوم کہ آخر دھرم کونسے ہیں؟ دھرموں کو پوری طریقے سے بھول جائے گا۔ پس، ادھرم کا عمل زیادہ ہو جائے گا۔ دھرم کا عمل (دھرما چرن) بالکل نہیں رہے گا۔

ایسی حالت میں روح دھرموں کو نہیں بتاتی۔ تب وہ پرماتما جسے جب تک کچھ بھی کام نہیں تھا اپنے دھرموں کے بارے میں انسانوں کو بتانے کی ضرورت ہے۔ صرف وہ (ایک) کام کے لئے ہی اللہ بازو (side) میں ہے ورنہ پرماتما اللہ رہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ایسا بھی کہہ سکتے ہیں کہ انسانوں کو بھی (پرماتما) اللہ سے ضرورت ہی نہیں ہے۔ تو دادا اللہ (کا دھرم یہ ہے کہ وہ کچھ) کام نہیں کرنے والا ہے۔ اسی لئے اللہ (یہ کام) کئے جیسا کسی کو معلوم ہوئے بغیر خود اللہ ہی اپنے علم کو اور اپنے دھرموں کو زمین پر انسانوں کو بتانا پڑے گا۔ اللہ کے دھرموں کو اللہ کے سوا دوسرے کوئی بھی نہیں جانتے۔ لہذا، اللہ ہی کو بتانا پڑے گا دوسرے کوئی بھی بتا نہیں سکتے۔ یہ ہم پہلے ہی بتا چکے کہ اللہ کسی بھی طرح کا کام نہیں کرتا اور کسی سے بھی بات نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں وہ کیسے بتائے گا یہ سوال باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن ایسا مسئلہ پار کرنے کے لئے اللہ نے پہلے ہی ایک طریقہ تیار کر کے رکھ لیا۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ! خود کہے جیسا کسی کو معلوم ہوئے بغیر وہ خود دوسرے بھیس میں آکر اپنے بارے میں (اپنے دھرموں کو کے بارے میں) بول کر جانے کا راستہ رکھ لیا۔ جب وہ اس راستہ کو اپنا تا ہے تب خود انسانوں میں مل گئے جیسا انسان کے مانند اگر دوسرے بھیس میں آئے تو جو دھرم اس کے علاوہ کوئی نہیں

جانتا وہ خود انہیں آسانی سے بتا کر چلا جائے گا۔اس طرح دیگر بھیس میں کہنے کی وجہ سے خود اللہ کہے جیسا کسی کو معلوم نہیں ہوگا۔ جب کسی کو بھی معلوم نہیں ہے تو خود بات کیئے جیسا نہیں رہتا۔

سوال: وہ اللہ جو جسم میں گواہ اور مستحکم ہے اگر انسان کے صورت میں یا اوتار میں خدا بن کر آیا تو جب وہ پرماتما اللہ جسم میں گواہ کی طرح نہیں ہے نا!۔ جب تو پھر جسم میں تین نہیں صرف دو روحیں ہی رہیں گے نا! تو ہم یہ پوچھ رہے ہیں کہ ایسی صورت میں آپ کی یہ با

ت جھوٹ ہو جائے گی نا کہ ہر جسم میں بھی ہمیشہ تین روحیں رہیں گی۔اس کے لئے آپ کیا کہیں گے؟

جواب: آپ نے صحیح موقع پر پوچھنے والا سوال ہی پوچھا ہے۔اس کے لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ! اللہ چور کی طرح خدا کی صورت میں جسم پہن کر آیا ہے۔ایک جسم پہن کر آنے کے لئے اللہ کے کروڑ و انشوں میں سے صرف ایک انش سے ہی اللہ انسان کے جسم کو پہن سکتا ہے۔اللہ انسان کے جسم کو پہن کر انسان کے مانند کام کر رہا ہے اسی لئے یہ پہچان نہیں سکیں گے کہ وہ (جو آیا ہے وہی) خدا ہے۔ جب اللہ انسان کے مانند آتا ہے وہ انسان کو 'خدا یا بھگوان' کہہ سکتے ہیں۔خدا، ۲۵ حصوں کی جسم میں موجود ہے اسی لئے اسے اللہ کہہ کر نہیں پکارنا چاہیئے۔ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے کروڑوں انشوں میں سے ایک ہی انش کے ساتھ آیا ہوا وہ خدا اللہ نہیں ہے۔اور پرماتما جس کے بہت سارے انش ہے خدا (جس کا ایک ہی انش ہے) نہیں ہے۔اسی لئے پرماتما پرماتما کی طرح ہی رہتے ہوئے خدا کی طرح زمین پر آکر، بات کر کے اپنے دھرموں کو بتا رہا ہے۔ایسا کرنے کی وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ پرماتما جسم کے اندر ہی موجود ہے۔سمندر سمندر کے مقام پر ہی رہتی ہے۔تو ایسا سمجھئے کہ سمندر میں سے پانی کا قطرہ ہوے (air) سے (اُڑ کر ایک) چھوٹے پانی کے قطرہ جیسا آ کر باہر پڑا۔ جب وہ پانی کے قطرہ کو سمندر نہیں کہیں گے۔ **پانی کا قطرہ** ہی ہے کہہ کر خاص نام سے پکاریں گے۔لیکن وہ قطرہ پہلے سمندر

میں ہی تھا پھر وہ جب باہر آنے کے بعد اسے پانی کا قطرہ کہہ رہے ہیں۔ وہ پانی کا قطرہ کسی بھی ایک قسم سے سمندر میں مل گیا تو جب وہ سمندر ہی کہلائے گا۔ جو سمندر میں ہے وہ پانی ہی ہے اور جو پانی کے قطرہ میں ہے وہ بھی پانی ہی ہے اسی وجہ سے جب وہ الگ الگ ہے تب ان دونوں کو بھی پانی کہہ سکتے ہیں۔ پانی کا قطرہ ہونے پر بھی اس کے اور سمندر کے پانی کے دھرم ایک ہی ہے کہہ سکتے ہیں۔ اسی طریقے سے دادا اللہ میں اور ان میں سے باہر نکل کر الگ بھیس میں انسان کے جسم پہن کر آیا ہوا خدا میں کوئی بھی فرق نہیں ہے اور دونوں ایک ہی ہے کہہ سکتے ہیں۔ پانی ایک ہی ہے لیکن سمندر الگ ہے اور پانی کا قطرہ الگ ہے۔ اسی طرح پرماتما اور خدا الگ الگ ہونے پر بھی دونوں ایک ہی ہے سمجھنا چاہئے۔ جیسے سمندر اور پانی کے قطرہ کی مثال لی ہے ویسے پرماتما کو خدا کو الگ الگ بتا سکتے ہیں۔ جب پانی کا قطرہ الگ ہے تب بھی سمندر کے مقام پر سمندر ہے اسی طرح جب خدا پرماتما میں سے باہر آ کر ہے تب بھی پرماتما اپنی جگہ پر ہی ہے۔ اسی لئے دھرم قائم کرنے کے لئے پرماتما خدا کے مانند آنے پر بھی وہ پرماتما جیسا ہی جسم میں گواہ کی طرح رہے گا۔ جب انسان اسے پہچان لئے تو بہت ہی خوش نصیب ہے کہہ سکتے ہیں۔ کیوں کہ! دادا اللہ جب خدا جیسا (زمین پر) آتا ہے تب انسان اس کو پہچاننا ناممکن ہے۔ اتنا مشکل کام کو، کسی سے ممکن نہ ہونے والے کام کو خدا کو پہچان لیا تو اسی جنم میں اس کا پورا کرم جل کر آسانی سے نجات ملتا ہے۔ یہی بات بھگوت گیتا گنان یوگ میں ۹ وی شلوک میں اس طرح سے کہا ہے، دیکھئے۔

شلوک۹: **جنم کرمچ مے دویمیوم یو ویتِّ تتوته ۱**

تیکتوا دے حم پنر جنم نیتی ما مے تی سو رجناه! ۱۱

〈ساکار ،نراکار〉

مطلب: ’’جب میں انسان کے اوتار میں(صورت میں) زمین پر آتا ہوں تب میرے محتو(mahatv) کاموں کو جان کر جو شخص یہ پہچان لیا کہ میں خدا کی صورت میں آیا ہوں وہ مرنے کے بعد دوسرے (الگ) جنم نہیں لیگا۔وہ براہ راست مجھ میں مل جاسکتا ہے‘‘۔

اس طرح خود اللہ نے ہی جب وہ خدا کی صورت میں ہے تب کہا تھا۔ یہاں پر ہی نہیں بلکہ باقی دو اللہ کے گرنتھوں میں بھی اشارے کے طور پر یہ بات کہی ہے۔ یہ شلوک کو خوب غور کرے تو، جب یہ معلوم ہو جائے گا کہ دکھنے والے خدا کے مانند جو (شخص) آیا ہے وہ دادا اللہ ہی ہے تو ضرور اس کی سجدہ کریں گے۔معلوم ہو گیا تو نجات ملے گا اس طرح اوپر کے شلوک میں کہا تھا۔ یہاں جو بھی کہا اس کے مطابق یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ تخلیق کے پہلے کا اللہ خود زمین پر اُتر کر اپنے علم کو بول کر جا رہا ہے۔وہ اس طرح خود علم کو بول کر جانے پر بھی اسے خدا ہی سمجھا جا رہا ہے۔اسی لئے ایسا کہنے کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے کہ اللہ آ کر تعلیم دینے کا کام کیا۔اور نہ ہی دلیل کسی کو دکھا سکتے ہے۔اگر یہ معلوم بھی ہو گیا کہ جو آیا ہے وہ دادا اللہ ہے تو بھی دوسروں کو بتا کر یقین نہیں دلا سکتے۔ یہ شلوک میں دادا پرماتما کے بارے بتایا ہے۔ باپ اللہ کے بارے میں نہیں۔اس طرح وہ شلوک چند ہی ہے جس میں دادا اللہ کے بارے میں کہا ہے۔اب ہم چار شلوکوں کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔اس میں ایک شلوک کے بارے میں بتا دیا ہے۔اب بھگوت گیتا گنان یوگ میں ۷،۸ شلوکوں کو بیان کر لیتے ہیں۔

شلوک ۷: یدا یداھی دھرمسیا گلانربھوتِ بھارتا ا

ابھیوتھانَ مدھرمسیا تداتمانم سروجامیھم اا

مطلب: ’’جب زمین پر دھرموں کو ضرر پہنچ کر ادھرم بڑھ جاتے ہیں تب میں اوتار لے رہا ہوں۔‘‘

شلوک ۸: پرترانایا سادھونام وِناشایا چدوشکروتام ا

دھرم سم ستھاپ نارتھایا سم بھوامِ یو گے یو گے ۱۱

مطلب:''نیک لوگوں کو بڑھانے کے لئے اور بدکار کو یعنی جاہلوں کو مٹانے کے لئے (مطلب یہ ہے کہ)بدکاروں میں بدلاؤ لاکران کو نیک بنانے کے لئے دھرم قائم کرنے کے لئے یوگ یوگ میں آتا ہوں''۔

اس طرح دادا پرماتما کہلانے والا اللہ اپنے تورات میں یعنی بھگوت گیتا گرنتھ میں تعلیم دی ہے۔معلوم ہورہا ہے کہ اس طرح باہر انسان کے مانند اوتار لیکر تعلیم دینے والا تخلیق سے پہلے کا اللہ ہے۔تخلیق کے بعد کا اللہ جسم میں کام کرنے کے لئے اور جس نے اپنی عبادت کی وہ شخص کے اعمال معاف کرنے کے لئے ،نکال دینے کے لئے ہی ہے۔اس کے سوا وہ اوتار لیکر تعلیم دینے کا کام نہیں کر رہا ہے۔پرماتما اللہ ہی دونوں قسموں کا کردار نبھا رہا ہے۔آتما اللہ وہ شخص کو جسے شردھا ہے جسم میں ہی علم سمجھ میں آئے جیسا کر رہا ہے۔اتنا ہی نہیں جسے شردھا نہیں ہے اس کو لاعلم کے راہ میں گئے جیسا بھی وہی کر رہا ہے۔جسم میں رہنے والے نفسوں کے مطابق فرائض کو(کاموں کو) سمبھالنے کی وجہ سے خود ایسا دکھ رہا ہے کہ وہی جہالیت کو بڑھا رہا ہے۔جیسے جیسے انسانوں میں نادانی بڑھتی جاتی ہے ویسے ویسے ادھرم بھی بڑتی ہے۔اس کے حساب سے جسم میں رہنے والا **باپ اللہ**، انسان کے پسند کے مطابق جہالت کو بڑھاتا ہے تو اسی کے وجہ سے ادھرم تیار ہورہے ہیں۔ان (ادھرموں) کو کاٹ کے دھرموں ا دھرموں کی تعلیم دینے کے لئے دادا اللہ ہی ضرورت ہے۔اگر ایسا دھرم قائم کرنے کا کام نہیں رہا تو لوگ ادھرموں کو چھوڑ کر نہیں آتے ۔ان کو اللہ کے دھرم معلوم نہیں ہوں گے۔

جسم میں کا **آتما اللہ** جسم میں اپنا کام نبھانے کے علاوہ باہر دھرموں کو بتانا اور علم کی تعلیم دینا

نہیں کیا۔ باپ اللہ اجسام میں انسانوں کے عمل کے مطابق برتاؤ کرتے ہوئے نفسوں کو سکھ دکھ پہنچاتا رہتا ہے۔ ایسا ہی اس کے شردھا کے مطابق علم کو ہو یا لاعلم کو پہنچاتا رہتا ہے۔ انسانوں کا شردھا علم پر کم اور جہالت پر زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنے فرض کے مطابق ان کے شردھا کے مطابق ان کو جو پسند ہے اسی کو پہنچاتی ہے۔ انسانوں کی شردھا نادانی پر ہی رہنے کی وجہ سے آتما اللہ نادانی ہی پہنچاتا ہے۔ انسان کے نادانی کی وجہ سے ادھرم بڑھ رہے ہیں۔ اگر ایک حساب سے بتائے تو باپ اللہ ہی انسان کے مرضی یا چاہت کے مطابق ادھرم بڑھے جیسا کر رہا ہے۔ جب تک دادا اللہ کو کسی بھی طرح کا کام نہیں ہے لیکن آتما کے ذریعے بڑھ گئے ہوئے ادھرموں کو مٹانے کے لئے یا ختم کرنے کی ذمہ داری لیکر کسی کو معلوم ہوئے بغیر زمین پر انسان کے مانند اوتار لیکر واپس دھرم قائم کر رہا ہے۔ یہ سب بڑا عجیب لگ رہا ہے نا!

چاہے ہمیں کیسے بھی لگے حقیقت یہی ہے یعنی جو کام ہو رہا ہے وہ اسی طریقے سے ہو رہا ہے۔ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہاں جو چار شلوک بتائے گئے وہ پرماتما کے بارے میں ہے یعنی دادا اللہ کے بارے میں کہا ہے۔ ایسے شلوک یعنی وہ شلوک جو دادا اللہ کے بارے میں بتاتے ہیں وہ بھگوت گیتا میں بھی بہت ہی کم ہے۔ باپ اللہ کے بارے میں کہی ہوئی شلوک زیادہ ہے۔ باپ اور دادا میں فرق جاننے کے لئے باپ اللہ کے بارے میں کہی ہوئی شلوکوں میں سے تین شلوکوں کو یہاں دیکھتے ہیں۔

پُرشوتم پراپتی یوگ میں شلوک نمبر ۱۴

شلوک ۱۴: اھم ویشوانرو بھوتوا پرانِنام دیھا ماشرتہ ।
پراناپان سما یکتہ پچامیانّم چترودھم ॥

مطلب: میں تمام جانداروں کے اجسام میں آگ کی شکل میں موجود ہوں اور وہ جو چار قسم کے کھانا

کھاتے ہیں اس کھانے کا اور وہ کھانے کے پوشک پدارتھوں (nutrient) کا ہاضم ہوں۔

موکش سنیاس یوگ میں ۶۱، ۶۵ شلوک...

شلوک ۶۱: عیشور سّروبھوتانام حرودّے شیرجنتشٹتی ۱

بھرامین سروبھوتانی یانترا رُڑانِ مایِیا ۱۱

مطلب: تمام جانداروں کے اجسام میں ان جسموں کا اور نفسوں کا مالک ہوں اور ان کے قلب میں موجود ہوں جس طرح ماگنیٹ (magnet) میں طاقت نظر نہ آتے ہوئے سوئی (needle) کو حلا رہی ہے اسی طرح جسم میں رہنے والا میں نظر نہ آتے ہوئے رہ کر تمام نفسوں کو حلا رہا ہوں۔ اسی لئے اجسام کے ذریعے کئی کام ہو رہے ہیں۔

شلوک:۶۵: منمنا بھو مدبھکتو مدیاجی مام نمسکرو ۱

مامے وائشیاسِ ستیم تے پرتِ جانے پریوسمے ۱۱

مطلب: مجھے ہی یاد کر۔ تو میرا بھکت بن جا۔ صرف مجھے ہی سجدہ کرنا۔ میری ہی پوجا (عبادت) کرنا۔ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے کرنے سے تو مجھے ہی پائے گا۔

اس طرح سے **آتما اللہ** جسم میں رہ کر، اپنے کاموں کے بارے میں بتانا ہی نہیں بلکہ یہ بھی کہا کہ وہ شخص جو مجھ (روح) پر یقین رکھ کے، میری ہی عبادت کی اس (شخص) کو آخری موت کے وقت میں مجھ میں ہی ملا لوں گا۔ **انسان جسم میں رہنے والے آتما اللہ کی یعنی باپ کی عبادت کرنی چاہیئے** ۔ وہی بات کو شلوک میں کہنا ہوا۔ نفس اچھی طرح سے علم جان کر دھرم کے مطابق جب چلتا ہے تب اس کا پورا سچت کرم (samchit karam) جل جائے گا۔ علم کے آگ سے جب تمام کرم جل جاتا ہے تب وہ بلا کرم والا انسان کے طور پر باقی رہ جاتا ہے۔ بلا کرم والا انسان مر جانے کے بعد وہ دوسرے جنم کو

نہیں جائے گا۔**''جنن مرن سدھانت''** جیسے اس گرنتھ میں ہم نے پہلے ہی ۱۹۸۰ وی سال میں لکھا آخری موت میں نفس جنموں کو جائے بغیر جسم میں اپنے روح میں ہی شامل ہو جائے گا۔وہ روح جو نفس کے ساتھ مل کر ہے خاص طور پر تیار ہو کر پرماتما میں مل جا رہی ہے۔اس طرح سے جسم میں کا آتما اللہ، نفس اور اللہ کے بیچ mediator کی طرح رہ کر وہ شخص جو اپنے میں شامل ہو گیا اسے پرماتما میں داخل کرے گا۔اسی لئے روح **''نفس کو میرے ذریعے ہی پرماتما تک پہنچنا ہوگا''** اس طرح اللہ کے گرنتھ میں ایک جگہ کہے تھے۔اس طرح شلوکوں کو بھگوت گیتا میں دیکھیں تو جسم میں آتما اللہ کے بارے میں کہی ہوئی بات معلوم ہوتی ہے۔

بھگوت گیتا میں باقی تمام شلوکوں میں آتما اللہ کے بارے میں ہی کہا ہے۔تو انسان ان کو پہچان نہیں پایا ہے۔ایسا ہی وہ پرماتما کے شلوک جو بہت ہی کم تعداد میں ہے ان کے بارے میں بھی معلوم نہیں کر سکا۔اسی لئے دو قسموں کے بھگوت گیتا شلوکوں کو اور قرآن گرنتھ کے آیات کو تفصیل سے بتائے۔بائبل گرنتھ کے جملوں کو شروع میں ہی بتائے تھے۔یوحنا خوشخبری پانچوی باب کے **۲۰** سے **۲۷** جملے تک کا پیغام بتا کر وہاں جو جملے باپ اور بیٹے سے شروع ہوئے ان کے بارے میں بتا کر ان کے گواہ کے طور پر باقی دو گرنتھوں میں کے جملوں کو بول لئے۔اس طرح سے گہرائی سے علم جان لئے تو تخلیق کے پہلے کا اللہ دنیا تیار کرنے کے بعد دنیا میں مخلوقات کو تیار کرنے کے لئے اپنے سے روح کو نفس کو تیار کیا۔اپنے قدرت کو، اپنے روح، نفس کو ملا کر کائنات میں کے مخلوقات کی تخلیق کی۔اس طرح سے اللہ پہلے کائنات تیار کرنے کے لئے ۱) قدرت ۲) پرماتما ۳) آتما ۴) نفسوں کی طرح تقسیم کیا گیا۔اس میں ایک بلا حرکت والی قدرت تیار ہوئی تو تین حرکت والے روحیں تیار ہوئے۔اسی لئے کہہ سکتے ہیں کہ کائنات کے ابتدا میں اللہ چار حصوں میں تیار ہوا۔اللہ کے گرنتھوں میں یہ معلوم ہو گیا

کہ تخلیق سے پہلے کا اللہ الگ اور تخلیق کے بعد کا اللہ الگ ہے۔ وہ پرماتما جو تخلیق سے پہلے تھا اس نے خود کہا کہ روح کو ہی اللہ کی طرح عزت کرنی چاہیئے اور عبادت کرنی چاہیئے جو تخلیق کے بعد آیا ہوا ہے اس طرح انجیل گرنتھ میں یوحنا خوشخبری ۲۰ سے ۲۷ تک کے جملوں میں ہے۔ اتنا ہی نہیں آخری گرنتھِ الٰہی قرآن میں سورح ۳ آیت ۱۸ میں بھی خود اللہ نے ہی کہا ہے کہ **"اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے"**۔ (3-18) جملے سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ نے خود وہ اللہ کی عبادت کرنے کے لئے کہا ہے جو اس سے الگ یا پرے ہیں اور وہی انسانوں کے لئے اصلی اللہ ہے۔ انجیل گرنتھ میں یوحنا 20-5 سے 27-5 تک، ایسا ہی قرآن میں 18-3 جملے میں بھی اور بھگوت گیتا میں راج ودیا راج گہیا یوگ میں 25,34 شلوکوں میں خود اللہ نے ہی کہا ہے کہ وہ روح کو ہی اللہ کی طرح عبادت کرنی چاہیئے جو جسم کا مالک ہے۔

انسان پورے ۱۲ مذاہب میں تقسیم ہے۔ پھر بھی اس میں اہم اور بڑے صرف تین ہی ہے۔ وہ ہی ہندو (اندو)، عیسائی، اسلام مذہب کہلا رہے ہیں۔ یہ تین مذاہب کے لوگ ایک ایک جن ایک ایک گرنتھ کو اپنے مذہبی گرنتھ بول لے رہے ہیں۔ اصل میں وہ تین گرنتھ مذہبی گرنتھ نہیں ہے۔ وہ تین اللہ کے گرنتھ ہیں۔ کسی ایک مذہب سے بھی ان کا تعلق نہیں ہے۔ تین اللہ کے گرنتھ تمام انسانوں کے لئے ہیں کہہ سکتے ہیں۔ تین اللہ کے گرنتھوں میں اللہ کی علم مکمل طور پر موجود ہے۔ وہ اللہ جس نے کائنات کی تخلیق کی کائنات کو پالنے کے لئے اللہ (روح) کا انتظام کر کے یہ کہنا ہوا کہ اسی کی عبادت کرو اور اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ تخلیق سے پہلے کا اللہ، تخلیق کے بعد وہ کام نہ کرتے ہوئے اپنے بدلے اپنے سے پیدا ہوا، اپنا بیٹا اپنے روح کو ہی اللہ قرار کیا اور تمام طاقتیں اسی کو دیکر کہنا ہوا کہ وہی (روح ہی) سب کا اللہ ہے اور اسی کی عبادت کرنی چاہیئے۔ اس طرح بول کر تمام کائنات میں

پھیلا ہوا اللہ چپ چاپ گواہ کے طور پر رہ گیا۔ وہ کسی کو کچھ بھی ضرورت نہیں ہے پھر بھی جب اللہ کے دھرموں کو آفت پہنچ کر ادھرم پھیل جاتے ہیں تب پر ماتما اللہ انسان کے مانند اوتار لے کر اپنے دھرموں کو پھر سے انسانوں کو بتائے گا۔ انسان کے صورت میں انسانوں کو اپنے دھرموں کو بتایا ہوا خدا (بھگوان) پھر سے پر ماتما کی طرح ہی بدل جائے گا۔

اب تک وہ عالموں کو جو زمین پر ہیں اللہ کے بارے میں تھوڑا علم معلوم ہو کر ہے پھر بھی ان کو تخلیق سے پہلے کا اللہ، تخلیق کے بعد کا اللہ اس طرح سے دو قسموں کا اللہ نہیں معلوم ہے۔ آج سب مذاہب کے لوگ ''اللہ ایک ہی ہے'' یہی بات کہتے ہیں۔ وہ لوگ ایک ہی اللہ کی عبادت کر رہے ہیں پھر بھی ان لوگوں کو یہ نہیں معلوم کہ کیا وہ اللہ پر ماتما اللہ ہے؟ یا آتما اللہ ہے۔ علموں نے کہا کہ اللہ، دادا اللہ اور باپ اللہ ایسا دو قسموں میں تقسیم ہے۔ اس کے باوجود تین مذاہب والوں کو نہیں معلوم۔ یہ بات تین اللہ کے گرنتھوں میں کہا ہے تو بھی وہ کسی کو سمجھ میں نہیں آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات کو اتنی تفصیل سے بتانے والوں میں شاید ہم ہی پہلے والے ہیں۔ میری بات کوئی بھی کاٹنے کا موقع تک نہیں ہے کیوں کہ میرے ارادے سے برابر ہونے والے جملے اللہ کے گرنتھوں میں پہلے ہی لکھ کر ہے اسی لئے ہمت سے میں یہ بات کو باہر کہہ رہا ہوں۔

اب تک ہم نے یہ کہا کہ اللہ دونوں ہیں۔ ایک کام نہ کرنے والا اللہ اور دوسرا کام کرنے والا اللہ۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی کہا کہ ابتداء کائنات کے بعد اللہ اپنے میں سے ایک قدرت کو، دو روحوں کو تیار کیا۔ تخلیق کے بعد اللہ اپنے سے باہر نکلے ہوئے قدرت، روح، نفسوں کو اور اپنے سے ملا کر چار حصوں میں تیار ہو کر ہے۔

تخلیق سے پہلے اللہ اللہ جیسا ایک ہی رہتا تھا۔ جب کائنات نہیں تھی یعنی قدرت نہیں

تھی۔ جب صرف اللہ ایک ہی تھا تب اس کو نام، روپ اور کام رہتا تھا۔ جب ہم لوگ نہیں تھے۔ اسی لئے اللہ کا روپ کیا تھا اور کیسا تھا یہ بات سب کے عقل یا سمجھ کے باہر والی بات ہے۔ ایسا ہی نام کیا تھا یہ بھی کسی کو نہیں معلوم۔ یہ کہنے کا موقع بھی نہیں ہے کہ اس کا نام فلانا ہوسکتا ہے۔ صرف اس کا کام کے حد تک بتا سکتے ہیں۔ اس نے کائنات کی تخلیق کی اسی لئے اللہ کو تخلیق کار کہہ سکتے ہیں۔ کائنات تیار کرنے کے بعد اس نے جو روح تیار کی اس سے الگ یا پرے ہونے کی وجہ سے پرماتما کہہ کر نشان کے طور پر کہہ رہے ہیں۔ ایسا ہی آج پرماتما اللہ کو روپ ہو یا نام ہو یا کام ہو نہیں ہے کہہ رہے ہیں۔ تخلیق کے بعد **پرماتما اللہ** روپ، نام، کام نہ کرنے والے کی طرح ہے کہہ رہے ہیں۔

حرکت میں آئی ہوئی دنیا کو ڈینمک (dynamic) اللہ ہی چلانا پڑے گا۔ تو اللہ جو تخلیق کار ہے وہ تخلیق کے بعد بلا حرکت والے کی طرح بدل گیا۔ ایسا ہی ظاہری روپ کی دنیا کو چلانے کے لئے نظر نہ آنے والا یعنی نرا کار اللہ کام نہیں آئے گا۔ دکھنے والا ہونا پڑے گا یعنی جس کا شکل ہو۔ لیکن وہ اللہ جو تخلیق کار ہے بلا روپ والے کی طرح بدل گیا۔ ایسا ہی کاریا روپ (karyaroop) کی دنیا کو چلانے کے لئے کام کرنے والا چاہیئے لیکن تخلیق کار اللہ کام نہ کرنے والے کی طرح بدل گیا۔ اسی لئے روپ، نام، کام والے دنیا کو روپ، نام، کام والا اللہ ہی چلانا پڑے گا۔ اسی لئے تخلیق کار اللہ کو لازماً دنیا کو چلانے کے لئے جیسے دنیا کو تیار کیا ویسے ہی دوسرے اللہ کو تیار کیا۔ اللہ نے فیصلہ کیا کہ جس روح کو اس نے اپنے میں سے نکالا تھا وہی دنیا چلانے کے لئے صحیح اللہ ہے۔ وہ تخلیق کار جس نے روح کو بنایا روح (آتما) سے الگ سا یعنی پرماتما کے طور پر ہونے کی وجہ سے پرماتما ایسا اللہ بن گیا جس کا دنیا سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ دنیا سے تعلق رکھنے والے اللہ سے الگ رہتے ہوئے دنیا کے تمام لوگوں کے لئے 'میرا بیٹا روح ہی اللہ ہے مگر میں زرا بھی تم کو اللہ نہیں ہوں' کہا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ دنیا کا کوئی

بھی انسان ہو اسی کی عبادت کرنی چاہئے جو دنیا کے لئے اللہ ہے مگر پرماتما کی عبادت نہیں کرنی چاہئے۔ پرماتما کا دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے اسی لئے پرماتما کے بارے میں کوئی انسان نہیں جانتا۔ پرماتما باپ ہے تو روح بیٹا ہے۔ بیٹا اور باپ دونوں بھی اللہ ئے ہی ہیں کہہ سکتے ہیں۔اسی کو اب تک بیان کر لئے کہ 'تخلیق سے پہلے کا اللہ،تخلیق کے بعد کا اللہ'۔جس طرح پانی کے لئے برتن سحارا ہے اسی طرح پانی کے لئے برتن کے مانند، روح اور نفس کے لئے قدرت ہے۔ وہ اللہ جس نے یہ سمجھا کہ پانی کے لئے سحارے کی طرح برتن ضروری ہے، روح اور نفس سے پہلے ہی قدرت کو تیار کیا۔اسی لئے اللہ میں سے پہلے قدرت بعد میں آتما، اس کے بعد نفس تیار ہوئے۔اللہ ہی سب کی وجہ ہے (بیج کی طرح رہتے ہوئے) پہلے اس نے قدرت کو جو برتن ہے، بعد میں برتن میں پانی کی طرح ٹھہرنے والے روح اور نفس کو تیار کیا۔

سوال: اللہ نے پہلے برتن یا کٹوری جیسی قدرت کو تیار کیا تھا نا!۔اس برتن کے سحارے رہنے کے لئے ضروری نفس کہنے والی پانی کو تیار کیا تو برابر ہو جاتا تھا۔لیکن روح کو بھی تیار کر کے نفس کے ساتھ برتن میں ہی رکھا۔ جب ایک ہی برتن میں نفس اور روح دونوں ہیں۔ کائنات کا مالک پرماتما بھی پانی کی طرح ہی ہے سو تین روحیں form ہو رہے ہیں۔ایک پرماتما، دو روح، تین نفس۔ کائنات میں تین روحیں ایک قدرت موجود ہیں۔ یہ چار کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔قدرت بے جان ہے تو نفس جاندار ہے۔قدرت کو اور نفس کو خود اختیار ی نہیں ہے۔قدرت کو اور نفس کو ہلانے کے لئے اور اکٹو (active) کرنے کے لئے نفس کو قدرت میں کھلانے کے لئے آتما اللہ یا روح اللہ کی ضرورت پڑی۔ پرماتما ہی خود روح کو اللہ بنایا پھر وہ تینوں کو دیکتے ہوئے گواہ کی طرح رہ گیا۔ سوال یہ ہے کہ یہاں آتما کی ضرورت کیوں پڑی؟ وہ کام پرماتما ہی کرسکتا ہے نا! اس کے لئے آپ کیا کہیں گے؟

جواب: کوئی بھی یہ سوال آسانی سے پوچھ سکتا ہے۔ یہ صحیح وقت پر پوچھنے والا سوال ہی ہے۔ تو اس کے لئے ہمارا جواب یہ ہے کہ! ایک کھیل کو جب کھیلنا پڑتا ہے تب اس کے لئے ایک طرف چند لوگ اور دوسرے طرف چند لوگ رہنا ناچرل (natural) ہے۔ ایک فوٹ بال (foot ball) کھیل میں ہو، کرکیٹ کھیل میں ہو یا کوئی بھی کھیل میں ہو دونوں طرف یکساں کھلاڑیاں رہنا natural ہے۔ 'کائنات' کہنے والے میدان میں 'جگت' کہلانے والے کھیل کھیلنے کے لئے ایک طرف دونوں اور ایک طرف دونوں پورے چار کھلاڑی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ چار مل کر ٹینس کھیل کھیلتے ہیں۔ اسی طرح 'جگت ناٹک' کے کھیل میں چار کھلاڑیاں ہیں۔ ان میں قدرت پر ماتما ایک طرف، روح اور نفس ایک طرف ہے۔ اس کھیل میں ایک طرف کے قدرت اور پر ماتما میں سے قدرت آگے ہے۔ قدرت کے پیچھے ہی پر ماتما ہے۔ اسی لئے قدرت ہی دکھتی رہتی ہے۔ پیچھے کا پر ماتما نہیں دکھتا۔ اور ایک طرف نفس اور روح ایک ٹیم (team) ہے۔ کھیل میں آگے والا نفس ہے اور پیچھے والا روح ہے۔ اسی لئے نفس ہی دکھتا ہے روح نہیں دکھتی۔ یہ جگت کہنے کی کھیل میں آگے والے دکھتے ہیں، پیچھے والے نہیں دکھتے۔

وہ پر ماتما جو قدرت کے پیچھے ہیں کام نہیں کرتا لیکن اللہ کے ارادے کے مطابق قدرت کام کرسکتی ہے۔ وہ روح جو نفس کے پیچھے ہے تمام نفسوں کا باپ ہے اس کے باوجود اور ایک طریقے سے روح ہی سب کام کر رہی ہے۔ لیکن ظاہر سے (نفس کو) ایسا دکھتا ہے کہ جو کام روح کر رہی ہے وہ سب خود نفس ہی کر رہا ہے۔ تو وہ نفس جو یہ بات نہیں جانتا کہ اپنے پیچھے روح ہی کام کر رہی ہے اس طرح سے وہم میں پڑا ہوا ہے کہ وہ تمام کام (جو روح کر رہی ہے) وہ خود کر رہا ہے۔ سو نفس یہ نہیں جان پایا کہ پیچھے سے چلانے والا اللہ (روح) ہے۔ کائناتِ عالم کے میدان میں جگت کہلانے والے

ناٹک میں قدرت کے طرف دادا اللہ ہے۔ایسا ہی نفس کے طرف باپ اللہ ہے۔ایک طرف والے قدرت اور پرماتما میں قدرت، پرماتما کو اپنا شوہر کہنا ہو رہا ہے۔اسی کے مطابق پرماتما کی بیوی قدرت ہے کہہ سکتے ہیں۔دوسرے طرف رہنے والے روح ،نفسوں میں نفس روح کو باپ کہنا ہو رہا ہے۔ایسا ہی نفس کا باپ روح ہے،اب تک ہم نے اپنے اپنے طرف کے رشتوں کو دیکھا ہے۔اب یہ معلوم کریں گے کہ اُدھر کے لوگوں کا اِدھر کے لوگوں سے کیا رشتہ ہے اور اسی طرح اِدھر کے لوگوں کا اُدھر کے لوگوں سے کیا رشتہ ہے۔قدرت کے طرف سے دوسرے طرف کا نفس،قدرت کا بیٹا ہے۔اسی طرح یہ جان لیں کہ پرماتما کا بیٹا روح (آتما) ہے۔باپ پرماتما کا پسندیدہ بیٹا روح ہے۔تو قدرت کا پسندیدہ بیٹا نفس ہے۔بھگوت گیتا گن تریا وبھاگ یوگ میں تین چار شلوکوں میں یہی بات بیان کیا دیکھئے.....

شلوک ۳: مم یونی رمہ دبھرحمہ تصمن گربھم ددھامیاھم ۱

سمبھ وَ سّروَ بھوتانام تتو بھوتی بھارت! ۱۱

(قدرت، پرماتما)

شلوک۴: س رویونیشُ کونتئے ے! مورتیہ سمبھوم تِ یاہ ۱

تاسام برحم مھدیونِہ اھم بیج پردہ پِتا ۱۱

(قدرت، پرماتما)

مطلب: بے جان قدرت میری بیوی جیسی ہے اور میں اس کا شوہر جیسا ہوں اور بیج داتا ہوں۔اسی لئے ہم دونوں سے تمام مخلوقات پیدا ہو رہے ہیں۔ظاہری دنیا میں چاہے کسی بھی یونی سے (پیٹ سے یا گربھ سے) کسی بھی شکل وصورت میں پیدا ہو، وہ تمام جانداروں کو جس نے جسم عطا کیا وہ قدرت

ان کی ماں ہے تو اس کا بیج یعنی میں باپ یا والد ہوں۔

یہ دونوں شلوکوں سے معلوم ہو گیا کہ تمام مخلوقات کے ماں اور باپ قدرت اور اللہ (پر ماتما) ہے۔تو ماں قدرت کے مشابہت (likeness)، ماں کے صفات نفس کو زیادہ رہنے کی وجہ سے ماں قدرت کا پسندیدہ بیٹا نفس ہے کہہ سکتے ہیں۔ایسا ہی پر ماتما کے صفات اور مشابہت روح کو زیادہ رہنے کی وجہ سے پر ماتما کا پسندیدہ بیٹا روح ہے کہہ سکتے ہیں۔روح پر ماتما (اللہ) کو اپنا باپ کہہ رہی ہے۔لیکن نفس کو یہ نہیں معلوم کہ اپنا باپ روح ہے۔لیکن یہ معلوم ہے کہ قدرت اپنی ماں ہے۔اسی لئے وہ اپنے باپ کے بارے میں نہیں جانتا۔صرف یہ معلوم ہے کہ قدرت ماں ہے۔معلوم ہوا کہ یہ فی الحال دنیا میں آتما اور پر ماتما کی ،نفس اور روح کی رشتہ ہے۔یہ سب اول گرنتھ الٰہی بھگو گیتا کے ذریعے معلوم ہونے والی علم ہے۔وہی بھگوت گیتا میں اکشر پر برحم یوگ کی علم کے وجہ سے اور کشیتر کشیتر گنا وبھاگ یوگ باب کی علم سے معلوم ہونے والے قدرت، پر ماتما اور روح ،نفس چاروں کو ملا کر ایک تصویر بنا سکتے ہیں۔کائنات کے میدان میں جگت ناٹک میں کردار (role)، ادا کار (actors) کون کون ہے یہ بات معلوم ہو گیا نا!۔وہ سمجھ میں آنے کے لئے وہ علم کے مطابق جو انسان کے جسم سے معلوم ہوا تصویر بنا کر دیکھے تو وہ علم کے برابر دکھتی ہے۔تین روحیں ایک قدرت کو تصویر بنا کر دکھا سکتے ہیں۔اور اس تصویر کو ''اللہ کا نشان'' کہہ سکتے ہیں۔اللہ کے نشان کو ہی ''اللہ کی مہر''، ''اللہ کی علامت'' بھی کہہ سکتے ہیں۔

پہلے **'اللہ کا نشان'** گرنتھ کو لکھے تھے۔اس میں تین روحوں کو اور ایک قدرت کو draw کر کے دکھائے۔وہ نقشہ کو پچھلے چالیس سال سے سمجھ میں آئے جیسا تصویر کی صورت میں بتا رہے ہیں اور دکھا رہے ہیں۔میں دو سال کے نیچے 'اللہ کا نشان' اس نام سے لکھی ہوئی گرنتھ میں نقشہِ 'اللہ کا نشان

'(یعنی اللہ کی نشانی کی تصویر) سب لوگوں کو نئے سے دکھی۔پھر بھی بعض کو اس کا اصل(essence) عظیم نظر آئی۔ہم نے بہت بار فرمایا تھا کہ 'اللہ کا نشان'،'اللہ کی مہر' دونوں ایک ہی ہے۔اللہ کا نشان سے مراد جتنی اہمیت اللہ رکھتا ہے اتنی اہمیت والی ہے۔اللہ کا نشان یا اللہ کی مہر میں اللہ کے چار حصے اور اس سے تعلق رکھنے والے کرم،صفات اور وقت یہ سب معلوم ہوں گے۔

یہ بیان کر لئے کہ اللہ کے جگت ناٹک میں اللہ اور قدرت ایک طرف ہے تو روح اور نفس دونوں اور ایک طرف موجود ہیں۔معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کے طرف اللہ نہیں دکھا مگر قدرت دکھ رہی ہے ،روح کے طرف روح نہیں دکھ رہی ہے لیکن نفس موجود ہے۔اس طرح سے کائنات عالم کے پلیٹ فارم پر جگت ناٹک ایک کھیل ہے۔اس کھیل میں دونوں طرف دو مالک ہیں۔قدرت کا مالک پرماتما ہے تو،نفس کا مالک روح ہی ہے۔پرماتما کے حصے میں قدرت ہے تو تم یعنی نفس روح کے طرف ہو۔تمہارے طرف تمہارا مالک روح ہے۔اُس طرف کے پرماتما کے بارے میں نفس کو زرا بھی نہیں معلوم ہے۔نفس کو(تمہیں) صرف تمہارے سامنے والی قدرت ہی دکھ رہی ہے۔ایسا ہی وہ روح جو تمہارے(نفس کے) پیچھے ہے وہ بھی نفس کو نظر نہیں آرہی ہے اسی وجہ سے نفس خود یہ سمجھ لے رہا ہے کہ ایک طرف پورا میں ہی ہوں۔اُدھر وہ پرماتما معلوم نہیں ہوئی جو قدرت کے پیچھے موجود ہے۔اپنے طرف،اپنے پیچھے رہنے والی روح نہیں دکھی۔سامنے قدرت بے جان جیسی دکھ رہی ہے۔اِدھر نفس سمجھ رہا ہے کہ صرف میں اکیلا ہی کام کر رہا ہوں۔نفس کو یہ نہیں معلوم کہ اپنے طرف والے تمام کام روح ہی کر رہی ہے۔نفس کو یہ بات معلوم نہ ہونے کے وجہ سے کہ اپنے شمولیت کے بغیر کام ہو رہے ہیں اور روح ہی تمام کام کر رہی ہے۔اپنے آپ میں یہ سمجھ لے رہا ہے کہ وہ تمام کام جو اپنے سے تعلق نہیں رکھتے ہے اس نے کی ہے۔

یہ بیان کر لئے کہ جگت ناٹک کہلانے والے کھیل میں دو sides ہے ان میں ایک پکش (party)، پرتی پکش (opposition party) کے دونوں میں سے ایک طرف پر ماتما (اللہ) اور قدرت ہے۔ وہ اللہ جو قدرت کے پیچھے موجود ہے یعنی پر ماتما کچھ کام نہیں کرتا۔ اس طرف کی قدرت سیارے اور اناصروں کے ذریعے کام کر رہی ہے۔ پر ماتما کام نہیں کرتا لیکن جب ضرورت ہے تب قدرت کو اشارے دیتا ہے۔ روح ہی دنیا کے تمام انسانوں کے لئے جانوروں کے لئے اور تمام مخلوقات کا اللہ ہے۔ روح کو اللہ کی طرح رہے جیسا پر ماتما ہی فیصلہ کر کے روح کو اختیار (power) دی ہے۔ اسی لئے تین اللہ کے گرنتھوں میں بھی روح کو ہی اللہ کہا ہے۔ وہ روح (اللہ) کو ہی آج مسلمان **اللہ** کے نام سے پکار رہے ہیں اور عیسائی **یہوواہ** کے نام سے اور ہندو **دیوڑو** کے نام سے پکار رہے ہیں۔ یہ سب معلوم ہونے کے لئے جو نقشہ لکھ لیا ہے اسی کو اللہ کا نشان یا اللہ کی مہر کہہ رہے ہیں۔ اگر اللہ کی مہر کے بارے میں تفصیل سے معلوم کر سکے تو وہ روح کے بارے میں جو اللہ ہے اور نفس کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی اور ایک طرف والے قدرت اور پر ماتما کے بارے میں بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ کی مہر کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

بعض لوگ پوچھ سکتے ہیں کہ آپ نے پچھلے **''اللہ کی نشان''** گرنتھ کو لکھے تھے نا! اس (نشان) میں اس کے بارے میں مکمل طور پر بتایا تھا نا! تو پھر اب نئے سے بتانے والی بات کیا ہے؟۔ اس کے لئے میرا جواب یہ ہے کہ! تیرے جسم میں رہنے والی روح ہی تجھے اور تمام مخلوق کے لئے اور تمام انسانوں کے لئے اللہ ہے۔ اتنا ہی نہیں وہی روح ہی انسانوں کے کام والے کی طرح بھی ہے۔ روح ہی تیرا رب (مالک، حکمران) ہے۔ وہی روح اور ایک طریقے سے تیرا سیوک (sevak)، کام کرنے والا، کام دار ہے۔ ایک طرف روح مالک کی طرح، دوسرے

طرف کام والے کی طرح رہنا تعجب والی بات ہی ہے پھر بھی یہ جان لیں کہ حقیقت میں جو ہو رہا ہے وہ یہی ہے۔روح،نفس کے طرف سے جان لئے تو وقت اور عمل کے مطابق روح اللہ کی طرح ہے۔ایسا ہی اللہ کا نشان وہ ہے جس سے یہ صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ جسم میں اعمال عمل کرواتے ہوئے روح کام دار جیسی ہے اور روحانی علم اس کے ذریعے آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔**'اللہ کا نشان'** اس گرنتھ میں جسم کے اندر کے سات مقام یا قرآن میں کہی ہوئی سات آسمان سے شروع کر کے کرم (عمل) کو کرم چکر کی طرح ،کال کو (وقت کو) کال چکر کی طرح ،روح کو برحم ناڑی کی طرح ،پرماتما کو ساتوے مقام پر برحم چکر کی طرح نفس اور نفس کو چپک کر جو صفات ہے ان کو صفت کی چکر کی طرح دکھانا ہوا۔یہ چار چکروں کی ڈھانچے کو برحم،کال،کرم،گن چکروں کے طور پر ڈرا (draw) کر کے دکھانا ہوا۔**''اللہ کی نشان''** نام سے لکھی ہوئی گرنتھ میں چار چکروں کی تفصیل مکمل طور پر ہے چار چکروں کی تفصیل میں روحانی تعلق سے تین روحیں موجود ہیں۔ایسا ہی قدرتی تعلق سے کال،کرم،گن (صفت) کے تفصیلات ہیں۔برحم ناڑی میں روح کی تفصیل بتانا ہی نہیں بلکہ یہ بھی تفصیل سے سمجھانا ہوا کہ برحم ناڑی سات آسمانوں کی طرح ہے اور اسی کو سات ناڑی کیندر بھی کہہ رہے ہیں۔یہ چار چکروں کی نقشہ یعنی اللہ کا نشان کائنات کے ابتدا سے نہیں ہے۔ابھی نئے سے کہہ رہے ہیں اسی لئے اس کی یقین کرنا مشکل لگ رہا ہے۔اسی لئے بعض لوگ پوچھ سکتے ہیں کہ اس کی کوئی روشن دلیل ہے کیا؟۔اس کے لئے میرا جواب یہ ہے کہ!اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح پانچ کی آیت ۲ میں اللہ کے نشانیوں کے بارے میں بڑے عالم جبرائل نے کہہ چکے ہیں۔وہاں ایک جگہ ہی نہیں ۲۲ سورح میں ۳۲ آیت میں بھی کہا ہے کہہ کر اس سے پہلے لکھی ہوئی **''اللہ کی نشان''** گرنتھ میں ہی لکھا تھا۔اللہ کے نشان کے بارے میں اللہ کے گرنتھ میں کہا ہے اس کے باوجود ہم نے کہا کہ اس کے بارے میں مسلم ہو یا

دوسرے ہو سمجھ نہیں پائے۔سب سمجھے جیسا ہم نے لکھی ہوئی **''اللہ کی نشان''** گرنتھ میں لکھے ہیں۔جو آخری اللہ کی گرنتھ میں لکھا ہے وہ پیغام دیکھتے ہیں۔**(5-2)''اے ایمان والوں! اللہ کے نشانیوں کی اور کوئی بھی ادب والے مہینہ کی بے عزتی نہ کرو۔''(32-22)**''اور یہ بھی جان لو! **اللہ کی نشانیوں کی اگر کوئی عزت کرر ہا ہیں مطلب وہ ان کے قلبوں کی پرہیزگاری (بھکتی) کی وجہ سے ہی ہے۔''** ان جملوں کے مطابق، یہ جملوں کے بنیاد پر''اللہ کا نشان'' اس گرنتھ میں اللہ کے نشانیوں کے تصویروں کو draw کر کے دکھایا۔حقیقت بتائے تو ان جملوں کو قرآن گرنتھ میں شاید چھ مہینوں کے نیچے ہی میں نے دیکھا ہے۔لیکن یہ نشانیوں کے تصویریں تقریباً ۴۰ سال پہلے ہی لکھے تھے۔پوچھ سکتے ہیں کہ یہ جملوں کو بلا دیکھے ہی اُس وقت آپ کیسے لکھے تھے؟۔اس سوال پر ہمارا جواب یہ ہے کہ! اول اللہ کی گرنتھ میں اکشر پر برحم یوگ باب میں باطن سے، نظر نہ آتے ہوئے (غیب سے) اللہ کی نشان کے بارے میں دکھا تو وہاں پہ جو معلوم ہوا اسے میں میری پہلی گرنتھ **''پر بودھا(prabodha)''** نام کے گرنتھ میں ۱۹۸۰ میں چھاپنا ہوا۔اس کے مطابق معلوم ہو رہا ہے کہ ۳۶ سال کے نیچے ہی **''اللہ کی نشان''** نام کے تصویر کے نمونہ چھاپی گئی ہے۔

وہی تصویر کے ساتھ وہی نام سے تقریباً سال کے نیچے گرنتھ کو لکھنا ہوا۔وہ گرنتھ میں کی ایک بات بھی اب تک اس گرنتھ میں نہیں لکھا۔اب تک جو بھی اس گرنتھ میں لکھا وہ گرنتھ میں کی بات سے الگ ہے۔جو طریقہ وہاں لکھا وہ الگ ہے اور یہاں پر جو طریقہ لکھا وہ الگ سے ہے۔وہاں اللہ کے نشان کو باپ اللہ کے متعلق سے تفسیر کر کے لکھنا ہوا۔اب **''اللہ کی مہر''** نام سے جو پیغام لکھا وہ سب دادا اللہ کے بارے میں ہے۔کیوں کہ باپ اللہ کو ہی سب عبادت کرنے کی وجہ سے اور وہ تمام علم جو ہم لوگوں نے معلوم کیا وہ باپ اللہ کا ہی ہونے سے، ہم پہلے باپ اللہ کے طریقے کو معلوم ہوئے

جیسا نقشہ اللہ کا نشان بنانا ، پھر اس کے بعد وہ تصویر میں باپ اللہ سے تعلق رکھنے والے کال ،کرم چکروں کو اور باپ اللہ کے کام کے طریقے کو تفصیل سے بیان کرنا ہوا۔اس گرنتھ میں جو اللہ کا نشان کا نقشہ ہے اس کو اور اس کی تفسیر کو اس گرنتھ سے لیکر یہاں پر دکھایا جا رہا ہے۔اس کو دیکھنے کے بعد دادا اللہ کے متعلق تفصیل کو وہی نشان سے دکھانا ہو رہا ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ دو طریقے جو اس گرنتھ میں بتائے ہیں دھیان سے سمجھنا چاہیئے یا خوب غور کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔

اب ''**اللہ کا نشان**'' گرنتھ میں دیکھتے ہیں۔29-44 جملہ میں (29-44)'' **اللہ نے زمین اور آسمانوں کو حق کے ساتھ تخلیق کیا۔اگر یہ بات جان لیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو پرمارتھ کے ساتھ تخلیق کیا ہے تو اس میں بڑی ندرشن ملے گی**'' ایسا ہے۔تو اس میں جب 'زمین اور آسمانوں' کہا تو ہر کسی کو یہی لگتا ہے کہ یہ تو وہی آسمان اور زمین ہے جو ظاہری آنکھوں کو دکھ رہے ہیں!(اس میں کیا بڑی بات ہے)۔وہاں ایک آسمان نہیں کہا گیا، '**آسمانوں**' کہا ہے۔ہمیں 'آسمان' تو دکھ رہا ہے مگر 'آسمانیں یا آسمانوں' نہیں دِکھے۔اس بات سے ہی یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس میں غیب کی علم یعنی نظر نہ آنے والی علم چھپی ہوئی ہے۔اگر ہم خوب غور کریں تو توارت گرنتھ کے بنیاد پر قرآن گرنتھ بتائی گئی۔وہ بات قرآن گرنتھ میں ہی ہے۔جب قرآن گرنتھ ،تورات گرنتھ کی تصدیق کر رہی ہے کہا تو اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ تورات گرنتھ کا علم ہی قرآن میں ہے۔تورات گرنتھ میں جو بھی جملے بتائے گئے وہ تمام جسم کے باطن (اندرونی) میں ہی کہنا ہوا۔آخر میں یہ بھی کہا کہ اللہ، انسان کے جسم میں بھی ہے ۔وہی علم کو قرآن میں کہنے کی وجہ سے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن کے آیات ،جسم میں چھپے ہوئے علم ہی بتائے ہیں۔بھگوت گیتا کے مطابق ہو،قرآن کے مطابق ہو معلوم ہو رہا ہے کہ 29-44 میں جو علم ہے وہ باطن ہے اور جسم کے اندر چھپی ہوئی علم ہے۔ یہ کہنا سچ ہے کہ 'زمین اور آسمانوں ان کے درمیان جو

کچھ ہے وہ تمام اللہ نے ہی تخلیق کیا' پھر بھی پہلے آسمانوں کے بارے میں جاننا چاہیئے۔اسی کوشش میں قرآن میں ہی بہت جگہ **سات آسمان** کا لفظ ذکر کیا گیا۔اس کے مطابق ایسا سمجھنا چاہیئے کہ سات آسمان موجود ہے اور وہ سات آسمان باہر والی دنیا میں نہیں ہے بلکہ وہ اندر کی دنیا یعنی جسم کے باطن (اندر) میں موجود ہے۔معلوم ہورہا ہے کہ اس بات کا اصل (جڑ) بھگوت گیتا میں وبھوتِ یوگ باب کی چھٹی شلوک میں موجود ہے۔'' **محرشیہ سپتہ(maharshaya sapta)**'' اس لفظ کو لیکر دیکھیں تو ہمارے جسم کے اندر جو سات آسمان ہے ان کی تفصیل معلوم ہوسکتا ہے۔

سورح 44-29 آیت کے مطابق سات آسمان باہر کہیں نہیں ہیں۔وہ سات آسمانوں کا طریقہ جسم کے اندر ہے۔جسم کے اندر سر سے شروع ہوکر مقعد کے مقام تک ریڑھ کی ہڈی (spinal column) میں حرام مغز(spinal cord) کہلانے والی بڑی نس(nas) ہے(نس کو تلگو زبان میں نرمُ (naramu) کہتے ہیں)۔حرام مغز کہلانے والی بڑی نس دماغ سے شروع ہوکر حرام مغز میں پھیل کر کمر کے نیچے آخری جوڑ تک رہتی ہے۔اس طرح پھیلا ہوا نس پورے سات حصوں میں تقسیم ہو کر ہے۔حرام مغز کے اوپر کا حصہ یعنی دماغ بڑا ناڑی کیندر ہے۔باقی چھ مقاموں پر حرام مغز کہلانے والی نس میں باقی چھ جگہ چھ ناڑی کیندر موجود ہیں۔پورا حرام مغز سات ناڑی کیندروں میں تقسیم ہے۔یہ سات ناڑی کیندروں سے چھوٹے چھوٹے نس پورے جسم میں اس طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ یہ سات ناڑی کیندروں کے ذریعے جسم کے اندر تمام کام ہو سکے۔یہ سات کیندروں میں روح (آتما) کی طاقت ہے تو ساتوے کیندر میں اللہ کی طاقت (پرماتما) بسر کررہا ہے۔اس طرح ایک جاندار جسم میں سات آسمان کہلانے والے سات ناڑی کیندر ہیں۔یہ سات ناڑی کیندر کو ہی سات آسمان کہہ کر قرآن گرنتھ میں بہت بار کہا گیا۔وہی (اللہ ہی) ہے جس نے اس کو ڈیزائن (Design) کیا اور تیار

کیا۔اسی لئے (44-29) آیت میں کہا کہ'' **اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ تخلیق کیا**''۔وہی جملے میں ہی سات آسمانوں کے علاوہ، زمین کیا ہے اس بات پر غور کرے تو وہ تمام جسم زمین کی طرح حساب میں لیا جا رہا ہے جس میں ناڑی کیندوں سے طاقت بہہ رہی ہے یا پھیل رہی ہے۔اللہ یہ بات براہِ راست (directly) نہ کہتے ہوئے کہ زمین کہلانے والی جسم کو اور آسمانیں کہلانے والے ناڈی کیندروں کو پیدا کیا۔اس نے اس طرح پردہ (indirectly) میں کہا کہ آسمانوں کو اور زمین کو اللہ نے تخلیق کیا ہے اور اس میں ندرشن ہے۔اور یہ کہا کہ زمین کیا ہے اور آسمانیں کیا ہیں جاننا ہی **پرمارتھ** ہے۔کیوں کہ جسم میں اِتنی عظیم علم بسی ہوئی ہونے کی وجہ سے کہا کہ **حق کے ساتھ** تیار کیا ہے۔اور **ندرشن** بھی اس لئے کہا کیوں کہ جسم میں آسمانوں اور زمین پوشیدہ ہے یا چُھپ کر ہیں۔

اب جو بات بتائی جا رہی ہے اگر اسے نہ سمجھ سکے تو ویسے لوگوں کو یہ کبھی سمجھ میں نہیں آئے گا کہ آخر وہ ندرشن اور پرمارتھ کیا چیز ہے۔اللہ نے یہ بات یعنی اپنے علم کے بارے میں پہلے سے ہی بتاتے ہوئے اس نے کہا کہ قرآن گرنتھ میں علمِ باطن موجود ہے۔اور ایسی علمِ باطن کو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو عقل اور شردھا (محبت) رکھتے ہیں۔اتنا ہی نہیں بلکہ اس نے یہ بھی پہلے ہی بتا دیا کہ سوائے اللہ کے کوئی بھی انسان غیب یعنی وہ علم کے باتیں جو باطن ہے نہیں جانتا۔جسم میں یاد، علم اور خیال اللہ کے وجہ سے ہی آتے ہیں۔یہ بات بھگوت گیتا پُرشوتم پراپتی یوگ باب کی شلوک ۱۵ میں کہا تھا، دیکھئے۔

شلوک: سروسیا چاھم حردِ سنّ وشٹو متّہ سمرتر گنان مپوحنم چ ۱
ویدائشچ سروئرح میو ویدیو ویدامت کردویدوِ دیو چاھم ۱۱

مطلب:'' میں (اللہ)، تمام جانداروں کی قلب یعنی برحم ناڈی یا حرام مغز میں موجود ہوں۔میرے

ذریعے ہی یاد، علم اور خیال آتے ہیں۔ تمام وید میرے بارے میں ہی بتا رہے ہیں۔ وید کا پھل داتا بھی میں ہی ہوں۔''

اس طرح اللہ اپنے شلوک میں بتا کر ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ جب ضرورت پڑتا ہے تب اللہ ہی خود انسان کے جسم سے اپنا علم پہنچاتا ہے یاد دیتا ہے۔ اب بھی اللہ مجھے جو علم دے رہا ہے، ہم وہی علم آپ لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ اللہ کا علم سوائے اللہ کے دوسرے انسانوں کو کسی کو نہیں معلوم، یہ بات اللہ نے قرآن گرنتھ میں سورح ۳، آیت ۷ میں بتایا تھا۔ اور سورح ٦ آیت ۹۱ میں بھی بتایا کہ کسی انسان پر میں نے اپنا علم نازل نہیں کیا۔ اللہ کا علم ہم انسانوں کو تب ہی معلوم ہوگا جب اللہ خود بتاتا ہے۔ سورح ۲۹، آیت ۴۴ میں جو پیغام ہے وہ پورا علمِ باطن سے جڑا ہوا پیغام ہے۔ جو علم یہاں بتائی گئی وہ جسم کے اندرونی حصوں میں نظر نہ آتے ہوئے رہنے کی وجہ سے جملے میں اسے ندرشن علم کہا ہے (یعنی وہ علم جو مادی آنکھوں سے نظر نہیں آتی ہے)۔ اور دکھنے والی زمین اور آسمانوں سے پرے (الگ) مطلب یا معنی اپنے اندر رکھتی ہے ہونے سے جملے میں کہا کہ وہ پرمارتھ = پر (الگ) + اَرتھ (معنی یا مطلب) سے جڑی ہوئی ہے۔

صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ پرمارتھ یعنی تم لوگوں نے (اس آیت کو) جس معنی سے سمجھا (وہاں) وہ معنی نہیں ہے۔ اس کے مطابق معلوم ہوگیا کہ اس آیت میں جو آسمان ہے وہ وہ آسمان نہیں ہے جو ہم لوگوں نے سمجھا تھا ایسا ہی وہ وہ زمین نہیں ہے جو ہم لوگوں نے سمجھا۔ معلوم ہوگیا کہ وہ ضرور ہمارے جسم کے اندر کا کچھ تو چھپا ہوا راز (غیب) ہے۔ جس طرح چدمبر راز (غیب) کا پردہ ہٹا کر ظاہری شکل دکھاتے ہیں ٹھیک اسی طرح ہم بھی اپنے جسم کے اندر کا اللہ جو راز بتایا اسے ہو بہو نقشہ کی طرح بنا کر بعد والی پیج میں دیکھتے ہیں۔

اللہ اپنی علم میں پہلے اپنی تخلیق کے بارے میں بیان کیا۔ بعد میں اپنا علم بتایا۔ جو علم ندرشن کے شکلمیں ہے یعنی نظر نہ آتے ہوئے آیتوں میں چھپی ہوئی ہے اس علم کو درشن بنا کر یعنی نظر آنے والے شکل میں بنا کر یہ دیکھ لیا کہ اللہ نے پہلے سات آسمان کیسے بنائے۔ تخلیق کے بعد اس نے جو خاص علم بتائی وہ ہے تیں روحوں کی علم۔ تین روحوں کی علم کو تین الٰہی کتابوں میں بیان کیا۔ جو تین روحوں کی علم تورات (بھگوت گیتا) کی پُرشوتم پراپتی یوگ میں کہا، وہی باقی دونوں گرنتھوں میں بھی کہنا ہوا۔

ا) کشر (Kshar) اکشر (Akshar) پُرشوتم (Purushottam)

(نفس یا جیواتما) (روح یا آتما) (اللہ یا پرماتما)

کہلانے والے یہ تین پُرش (Purush) ہر انسان کے جسم میں ہیں۔

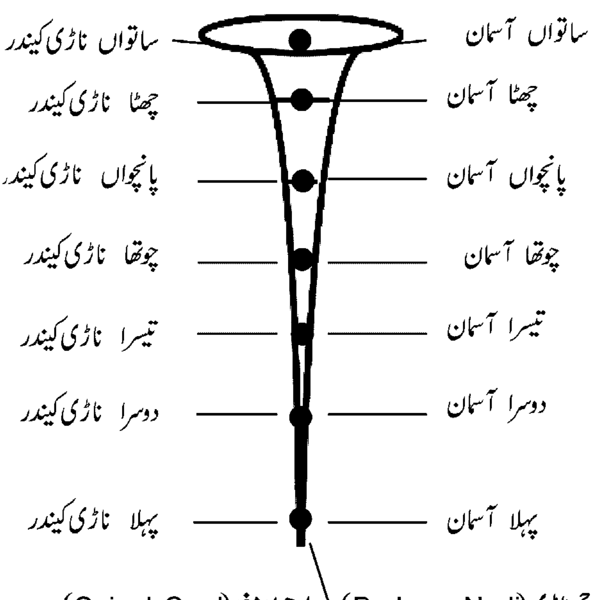

برحم ناڑی (Brahma Nadi) یا حرام مغز (Spinal Cord)

(بھگوت گیتا میں، پُرشوتم پراپتی یوگ کے ۱۶، ۷ اشلوک دیکھئے)

۲) بیٹا	باپ	پاک روح
(نفس یا جیواتما)	(روح یا آتما)	(اللہ یا ترماتما)
کہلانے والے یہ تین	معلوم نہ ہونے والے	ہر انسان کے جسم میں ہیں۔

(بائبل میں، متی خوشخبری ۲۸ باب کی ۱۹، ۲۰ جملے دیکھئے)

۳) چلایا جانے والا	ہانکنے والا یا چلانے والا	گواہ کی طرح دیکھنے والا
(نفس یا جیواتما)	(روح یا آتما)	(اللہ یا ترماتما)
نظر نہ آنے والے	یہ تین	ہر انسان کے جسم میں ہیں۔

(آخری الٰہی گرنتھ قرآن میں سورح ۵۰، آیت ۲۱ دیکھئے)

اللہ نے کہی ہوئی علم میں پہلی تخلیق ہے تو دوسری تین روحوں کی علم ہے۔ تین روحوں کے بارے میں تین اللہ کے گرنتھوں میں کہا تھا۔ اس کے بعد والی خاص علم وہ ہے جو انسان کے اعمال کے بارے میں بتاتی ہے یہاں اعمال سے مراد انسان کے ثواب اور گناہ جو اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے زندگی میں کئے ہیں۔ اعمال کے بارے میں تین اللہ کے گرنتھوں میں بہت ہی تفصیل سے بیان کئے۔ اعمال کے بارے میں آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں یہ تک کہا کہ وہ انسان کے جسم کے اندر ہی نگہبان کے ذریعے لکھی جا رہی ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ اعمال کی لکھت یعنی وہ اعمال جو لکھی گئی ہے اس کو 'اعمال نامہ' یا 'کرم پتر (karam patra)' کہتے ہیں اور عمل (کرم) ایک خاص گرنتھ میں درج کی جا رہی ہے۔ اور کہا کہ اعمال سے کوئی نہیں بچ سکتا اسے (عمل کو) بھگتنا ہی پڑیگا اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی کہا کہ اس (عمل) کو معاف کرنے والا صرف اللہ ہی ہے۔ عمل (کرم)، ہمارے جسم میں کیسا ہے؟ اور کہاں

ہے؟ یہ بات قرآن اور بھگوت گیتا میں راز والی علم کی طرح بتایا ہے۔

اللہ نے پہلے تخلیق کے متعلق علم بتایا۔ بعد میں تین روحوں کے متعلق علم بتایا۔اس کے بعد، کیوں کہ نفس عمل (کرم) سے چلایا جا رہا ہے،اس نے اعمال کے متعلق علم بیان کیا۔آخر میں، اللہ نے اپنی علم میں یہ کہا کہ ہر عمل کا، ہر کام کا ایک مدت ہے اور ہر مدت وقت پر مقرر ہے۔اِس طرح اللہ کی علم کو چار اہم شاخوں میں (حصوں میں) بیان کیا۔تین اللہ کے گرنتھوں میں یہ چار علم ہی خاص طور پر بتائے گئے۔اگر یہ چار حصوں والی علم کو درشن کی طرح کر لئے تو وہی اللہ کا نشان ہے۔اللہ کی علم غیبی شکل میں پر مارتھ کی طرح ہے۔اگر ایسی پر مارتھ کو سمجھ لئے تو اور ندرشن علم کو درشن کر لئے تو جو درشن دیتا ہے وہی اللہ کا نشان ہے۔اللہ کا نشان بہت ہی طاقت وار (powerful) ہے۔ویسی اللہ کی علم کو کیسے ظاہری نشان کر لینا چاہئے یہ چیز اب ہم تفصیل سے دیکھتے ہیں۔اللہ نے پہلے زمین اور سات آسمانوں کو بنایا، جب اسے ظاہری شکل میں دیکھ لئے تو جسم، زمین کی طرح ہے اور سات آسمان جسم میں سات ناڑی کیندروں کی طرح ہے جو جسم کو چلا رہے ہیں۔قرآن میں کہا کہ ساتوی ناڑی کیندر پر اللہ کا عرش ہے اور اللہ وہاں پر موجود ہے اور اس کو (تم) ظاہری شکل میں دیکھ لو۔اللہ نے کہا تھا نا کہ اگر تم اس طرح علمی نظر یا علمی نگاہ سے دکھو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے تخلیق میں کچھ کمی ہے یا نہیں؟ ۔یہی بات کو قرآن میں سورح ۶۷، آیت ۳ میں (۶۷-۳) **''اس نے سات آسمان ایک دوسرے کے اوپر بنایا۔(اے دیکھنے والے) تم جدھر بھی دکھ لو اللہ رحمان کی تخلیق میں کوئی کمی نہ دیکھے گا چاہو تو دوبارہ اپنی نگاہ یا نظریں ڈال کر دیکھ لے، کیا کوئی شگاف بھی نظر آ رہا ہے''۔**

اس آیت میں **تم جدھر بھی دیکھ لو** کہا ہے نا! جیسا کہ ایک منظر کو دیکھا ہو۔اور یہ بھی کہا کہ اگر چاہو تو اللہ کی تخلیق کو اور ایک مرتبہ نگاہ یا نظر ڈال کر دیکھ لو کیا تمہیں کوئی شگاف بھی نظر آ رہا ہے۔اس کے

مطابق یہی تو کہا تھا کہ اللہ کی تخلیق کو ظاہری شکل میں دیکھو کہ کچھ کمی نظر آ رہی ہے۔ یہاں پر تخلیق کو ظاہری شکل میں دیکھنے کے لئے ہی تو کہا ہے۔ یہاں جیسے اللہ نے کہا ویسے اگر تخلیق کو نگاہ یا نظر کی شکل میں بدل کر منظر جیسا دیکھ پائے تو سات آسمان اس طرح ہے کہہ کر پہلے ہی ایک طرح سے تصویر بنا کر دیکھ چکے۔ اب سات آسمانوں پر اللہ کا وجود یا اللہ کی ہستی یا اللہ کا مقام کیسا ہے اس کا تصویر بنا کر بعد والی پیج میں دیکھتے ہیں۔

وہ اللہ کا عرش جو سات آسمانوں کے اوپر ہے اس کو ظاہری شکل کی طرح بنا لئے۔ وہ گھر جس میں اللہ بسر کرتا ہے اسے برحم چکر (Brahma Chakra) کہتے ہیں۔ برحم چکر سے مراد اللہ کا چکر ہیں۔ اللہ کا چکر دو حصوں میں ہیں۔ ایک حصہ اللہ کا دن، دوسرا حصہ اللہ کی رات۔ بھگوت گیتا اکشر پر برحم یوگ میں شلوک نمبر ۱۷ میں کہا کہ ہذار یوگ اللہ کے لئے ایک دن ہے ایسا ہی ہذار یوگ، اللہ کے لئے ایک رات ہے۔ اس کے مطابق یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا چکر، ایک چکّر لگانے کے لئے دو ہذار یوگ کا وقت پکڑتا ہے۔ یعنی اللہ کا ایک دن مطلب دو ہذار یوگ کا وقت۔ اگر اللہ کے دن اور رات کو سمجھ لئے تو انسان بہت ہی اعلیٰ علم معلوم کر سکتا ہے۔ یہی بات ہی قرآن گرنتھ میں سورح ۲۴، آیت ۴۴ میں ایسا ہے دیکھئے۔ (۲۴-۴۴) **"اللہ دن اور رات کو بدلتا رہتا ہے آنکھوں والے کو تو اس میں یقیناً بڑی عبرت (سبق) ہے"۔**

یہاں خوب غور کر کے دیکھیں تو اس میں **آنکھوں والے کو** عبرت ہے کہا نا! ۔اس کے مطابق یہ سمجھ میں آ رہا ہے کہ جو شخص اللہ کی دن اور رات کو تصویر کی صورت میں دیکھتا ہے اس شخص کو اس میں جو راز کی علم چھپی ہوئی ہے وہ معلوم ہو جائے گا۔ اسی لئے ہم نے اللہ کے گھر کو رات اور دن میں تقسیم کر کے برحم چکر کو دکھائے جو سات آسمانوں کے اوپر ہیں۔ ہم جو کہہ رہے ہیں وہ بعض لوگوں کو ذرا بھی سمجھ

میں نہ آنے کی وجہ سے وہ ہمیں جاہلوں کی طرح سمجھ کر سخت باتیں کہتے ہوئے، لاعلم سکھا رہے ہیں کہہ سکتے ہیں۔ان لوگوں کو ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ! ہم کہیں بھی اپنے خود سے نہ کہتے ہوئے ،صرف الٰہی گرنتھ (اللہ کی کتاب) کو بنیاد بنا کر ہی کہہ رہے ہیں۔بعض لوگ وہ خود جہالت میں رہ کر، جب اللہ کے ندرشن (غیبی باتیں یا نظر نہ آنے والا علم) درشن روپ لیتا ہے یعنی ظاہری شکل اختیار کرتا ہے تب وہ ندرشنوں کے بارے میں ضدی سے بات کرر ہے ہیں۔یہی بات کو قرآن میں سورح ۴۰ آیت

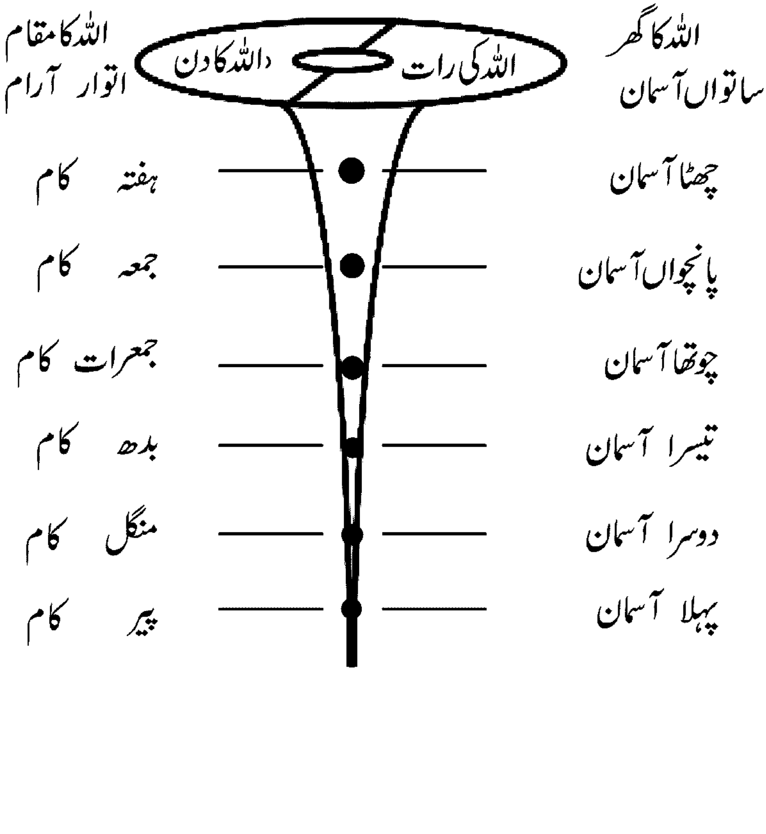

۳۵ میں جھگڑنے والوں کے بارے میں اس طرح کہا ہے دیکھئے۔(۴۰-۳۵)''وہ ان کے پاس آئی ہوئی بغیر کسی دلیل کے اللہ کی ندرشنوں کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں یہ سلوک اللہ کے نزدیک اور جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کے نزدیک بڑی ناراضگی کی چیز ہے۔اس طرح ہر ایک مغرور اور سرکش کے قلب پر اللہ مہر کر دیتا ہے۔''

وہ اللہ کی علم جو باطن ہے اسے ہم ظاہری نشان کے طور پر بتا رہے ہیں اور اس (علم) کی ظاہری شکل سب کے سامنے پیش کر رہے ہیں تا کہ وہ لوگ بھی سمجھ سکے جو علمی نظر یا علمی نگاہ نہیں رکھتے ہیں۔ہم ہر ایک (بات) بھی اللہ کی کتابوں کی روشنی میں ہی دکھا رہے ہیں۔یہاں پر بعض کو ایک شک پیدا ہوسکتا ہے اور وہ اس طرح پوچھ سکتے ہیں کہ علمِ باطن تو تعلیمات کے شکل وصورت میں موجود ہیں تو پھر اس علم کو کیسے ظاہری شکل میں دیکھ سکتے ہیں، کیا یہ ممکن ہے؟۔ اس کے جواب میں ہم اس طرح کہہ رہے ہیں کہ بھگوت گیتا پُرشوتم پراپتی یوگ باب کی ۱۰،۱۱شلوکوں میں ایسا کہا ہے دیکھئے۔

شلوک ۱۰: اُتکرا منتم ستھتم واپِ بُھم جانم وا گنانوتم ا
وموڑھا نانو پشینتی گنان چکشو شہ اا

شلوک ۱۱: یت نتو یو گنَ شچائے نم پشے نتیا تما نیو ستھتم ا
یت نتو پرکروتا تمانو نئینم پشے نتے چیت س ہ اا

مطلب: ''نفس صفتوں کے ساتھ جسم میں بسر کرتا ہے۔اور وہ صفات کے درمیان میں رہتے ہوئے سکھ دکھوں کو بھگتتا رہتا ہے۔یہ طریقہ جاہل نہیں جانتے۔صرف علمی نظر والے یا علم کی نظر سے دیکھنے والے ہی اسے دیکھ سکتے ہیں''۔

''جو یوگی جسم میں بسر کرنے والے روح اور نفس کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں وہ انہیں معلوم کر سکتے ہیں (یعنی دیکھ سکتے ہیں)۔مگر جاہل لوگ چاہے کتنا بھی کوشش کرلیں جسم کے اندر کام کے طریقہ کواور اللہ کی نظام کونہیں دیکھ سکتے۔''

جیسے قرآن میں کہا کہ اس (علم) کو دیکھ سکتے ہیں جو ندرشن (غیبی یا نظر نہ آنے والی علم) ہے بالکل ویسے ہی بھگوت گیتا میں ۵۰۰۰ سال پہلے ہی کہا کہ یوگی یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ جسم کے اندر نفس کیسے صفتوں کے درمیان ہے مگر جاہل نہیں سمجھ سکتے۔

جیسے اللہ کے گرنتھوں میں معیار بتائے ویسے ندرشن کو درشن کرلیں تو، معلوم ہوا کہ سات آسمان ہمارے جسم کے اندر کس طرح ہے۔بعد میں یہ بھی پہچان لئے کہ سات آسمانوں پر اللہ کا مقام کس طرح ہے۔اسی طریقے سے اللہ نے جو علم کہا اس علم کے مطابق تین روحوں کا طریقہ، عمل (کرم) کا طریقہ، عمل کی مدت کے طریقہ کو ظاہری شکل سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔پہلے نفس کے گھر کے بارے میں بھگوت گیتا کے شلوک کے مطابق اور قرآن کے آیت کے مطابق دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔جس طرح سات آسمانوں کے اوپر اللہ ہے اسی طرح وہاں پر ہی یعنی سات آسمانوں پر ہی نفس بھی موجود ہے۔نفس اللہ کے مقام سے تھوڑا نیچے بسر کرتا ہے۔اسی کو منظر کی طرح تصویر بنا کر نیچے کی شکل (diagram) میں دیکھتے ہیں۔

یہ تصویر (نقشہ) میں برحم چکر جو ساتوے آسمان پر ہے اس کے دونوں حصوں میں اللہ ہے۔سات آسمانوں کی انچائی تک آسمان کے بیچ میں یعنی برحم ناڑی کے درمیان ساتوی آسمان سے لیکر پہلے آسمان تک روح ہیں۔ساتوے مقام پر ہی یعنی! ساتوے آسمان پر ہی برحم چکر کے نیچے گن چکر (تیسرے چکر) میں نفس موجود ہے۔وہ چار چکر جو ساتوے مقام پر ہے ان میں سے اوپر کا برحم

چکر ہے تو نیچے کا گن چکر ہے۔گن چکر تین حصوں میں ہیں۔تین حصوں میں کوئی بھی ایک جگہ پر نفس رہتا ہے۔اس طرح ساتوے آسمان میں ہی اللہ سے نیچے گن چکر میں نفس ہے تو پورے سات آسمانوں کی انچائی تک برحم ناڑی میں روح موجود ہے۔اس طرح سے تین روحوں کا ٹھکانا معلوم ہوا اور درشن کے روپ میں آیا۔اب جا کر سات آسمان، تین روحوں کی علم کا ندرشن، پر مارتھ(اعلی ترین

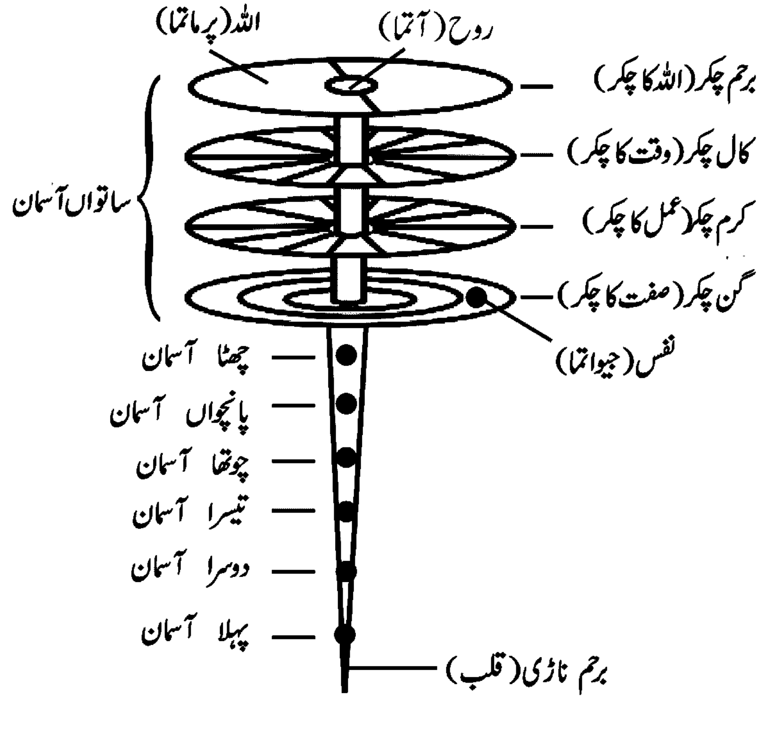

سچ)معلوم ہو گیا۔اب جو معلوم کرنا باقی ہے وہ عمل(کرم) کے بارے میں اور وقت کے بارے میں جو مقرر ہے۔اب اگر عمل کے بارے میں دیکھیں گے تو وہ اس طرح ہے۔

ثواب، گناہ

کرم چکر کے ۱۲ حصے ہیں ۔اس میں ۱،۵،۹والے مقام پر ثواب سٹور(store) ہوتا ہے۔ایسا ہی ۳،۷،۱۱والے مقام پر گناہ (پاپ) سٹور ہوتا ہے۔ باقی ۲،۴،۶،۸،۱۰،۱۲مقاموں پر ثواب اور گناہ دو بھی ہیں۔ جو ثواب و گناہ انسان کرتا ہے وہ کرم چکر میں اپنے اپنے جگہ پر روح کے ذریعے درج کئے جاتے ہیں۔اسی طرح روح کے ذریعے ہی بھوگتوایا جاتا ہے۔تو گن چکر جو کرم چکر کے نیچے ہیں اس (گن چکر) سے کرم چکر کا تعلق ہے۔وہ کرم جو کرم چکر میں stored ہے نیچے والی

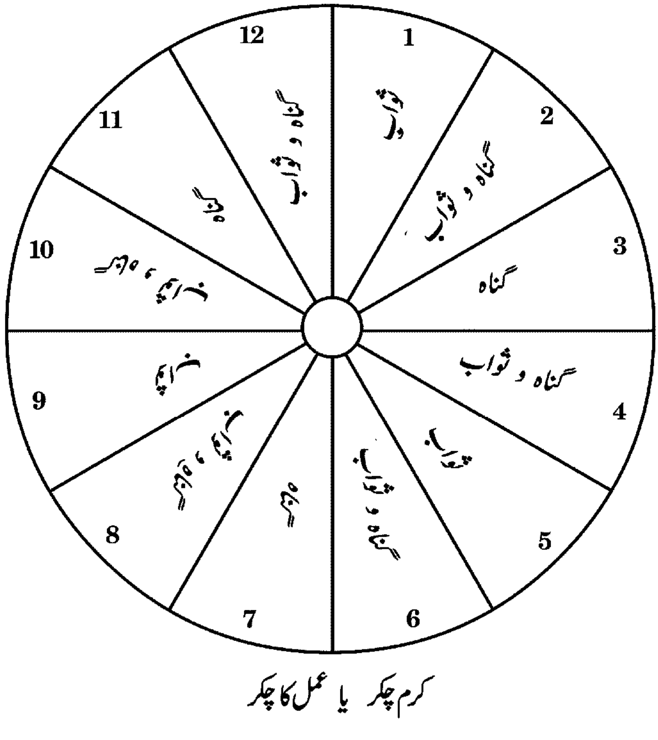

کرم چکر یا عمل کا چکر

گن چکر پر پڑنے یا گرنے سے وہاں پر کا نفس اس (کرم) کو بھگتتا ہے۔یہی بات قرآن گرنتھ میں جس کا کرم اسی کو بھگتنا پڑے گا کہہ کر سورہ ۲ آیت ۱۳۴ میں کہا ہے۔(۲-۱۳۴) **”یہ جماعت تو گزر چکی جو انہوں نے کیا ان کے لئے ہے ۔دوسروں کی اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤ**

گے۔''اس کے مطابق جو کچھ اوپر والے کرم چکر میں درج ہوا ہے اسی کو نیچے والے چکر میں نفس بھگتے گا۔دوسروں کی عمل یا کرم سے نفس کا کچھ تعلق ہی نہیں ہے۔اس کے طریقہ کے مطابق گن چکر کے گن نفس پر عمل کیا جاتا ہے۔گن چکر کو خوب غور کریں تو وہ اس طرح ہے۔اگلے پیج میں اس کا تصویر دیکھئے۔

گن چکر، تین حصوں میں ہیں۔ایک ایک حصہ میں مختلف ناموں کے بارہ (۱۲) گن یا صفات ہیں۔ایک ایک حصہ میں رہنے والے صفات کے ایک ایک نام ہے۔وہ صفات جو اوپر کے حصہ میں ہے تامس حصہ کے صفات کہلاتے ہیں یا امارا حصہ کے صفات کہتے ہیں۔ایسا ہی جو درمیان میں ہے اس کو راجس یا لواما صفت کا حصہ کہتے ہیں۔اسی طرح تیسرے کو ساتوک یا مطمینہ صفت کا حصہ کہتے ہیں۔وہ حصہ جو گول اور درمیان میں ہے برحم ناڑی کی طرح ہے۔اس کو گن رہت

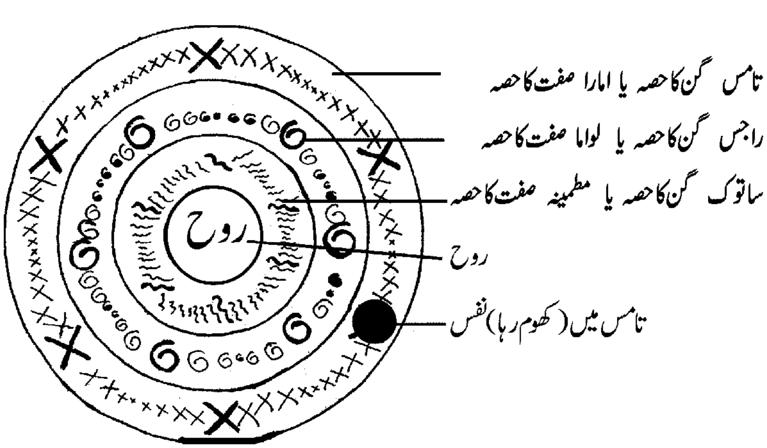

گن چکر یا صفت کا چکر

حصہ(بلاصفت والا حصہ)یعنی اس میں کوئی گن نہیں رہتے ہیں۔یہ تین صفت کے حصوں میں بھی صفات یا گن رہتے ہیں۔ایک ایک حصہ میں۱۲صفات ہیں۔اس میں سے اچھے صفات چھ(۶)اور برے صفات چھ(۶)ہیں۔چھ برے صفات ترتیب کے ساتھ کام(kama)،کرودھا(krodha)،لوبھ موح(moha)،مد(mada)،متسر (matsara)کہتے ہیں۔اچھے صفات ترتیب کے ساتھ دان(daan)،دیا(daya)،اوداریا(audarya)،ویراگیا(vairagya)،ونیا(vinaya)،پریم(prem)کہتے ہیں۔اگرنفس اچھے صفات میں داخل ہوا تو ثواب آتا ہے۔اگرنفس برے صفات میں داخل ہوا تو گناہ آتا ہے یا لگتا ہے۔تامس،راجس،ساتوک یہ تین گن کے حصوں میں نفس گھومتا رہتا ہے۔وہ کسی ایک گن کے حصہ میں بھی قائم نہیں رہتا ہے۔تو جس حصہ میں وہ زیادہ وقت گزارتا ہے اس حصہ کا نام ہی اسے لگ جاتا ہے یعنی وہی اس کا نام ہو جاتا ہے۔جو شخص تامس گن میں زیادہ وقت رہا تو اسے تامس گن والا،اور اگر وہ راجس میں زیادہ وقت رہا تو اس کو راجس یا راجس گن والا،اسی طرح اگر وہ ساتوک میں زیادہ دیر رہا تو اسے ساتوک گن والا کہتے ہیں۔

نیچے گن چکر ہے تو اس کے اوپر کرم چکر ہے۔روح کرم چکر سے وہ پُرانے (پچھلے کے) گناہ اور ثواب (اعمال) کو بھوگتواتی ہے جو گن چکر میں رہنے والے نفس نے کیا تھا۔ایسا ہی موجودہ زمانہ میں کئے ہوئے گناہ اور ثواب کو روح ہی کرم چکر میں درج کر رہی ہے۔گن چکر کے اوپر رہنے والی کرم چکر سے کرم(عمل) نیچے اُتر کرانو بھو(احساس) میں آرہا ہے۔اسی طرح نفس نے نئے سے کئے ہوئے عمل (کرم) کرم چکر میں چڑھ رہا ہے۔اوراللہ ساتوے مقام پر(ساتوے آسمان) پر رہ کر، نیچے اُترنے والے عمل کو اور اوپر چڑھنے والے عمل کو دیکھ رہا ہے۔اللہ صرف گواہ کی طرح ہیں۔لیکن دوسری روح،وہ جسم میں تمام فعل(کام) کر رہی ہے۔اور ہر چھوٹی سی چھوٹی چیز میں بھی نفس کو

عمل (اس کے اپنے کرم) کے مطابق ہی چلا رہی ہے۔اللہ تو کچھ بھی نہ کرتے ہوئے صرف اُترتے اور چڑھتے ہوئے عمل کو دیکھ رہا ہے۔یہی بات کو قرآن میں سورح ۳۴ کی آیت ۲ میں اس طرح کہا ہے دیکھئے۔(34-2)'' **جو زمین میں جائے اور جو اس سے نکلے، جو آسمان سے اترتا ہے اور جو چڑھ کر اس (آسمان) میں جاتا ہے وہ سب اللہ جانتا ہے۔اور وہ مہربان، نہایت بخشنے والا ہے۔**

اللہ کی علم کے مطابق ہی عمل (کرم) نفس پر اُترتا ہے، اور نفس سے کرم چکر میں درج ہوتا ہے، صحیح طریقے سے ہم نے (اسے) ظاہری روپ کرلیا۔کرم چکر کے اوپر کال چکر ہے۔کال چکر میں ہر ایک (کام یا چیز) کا وقت کا مدت مقرر ہے۔کال چکر میں مقرر وقت کے مدت کے مطابق ہی نیچے کرم چکر میں کرم عمل ہوتا رہتا ہے۔اسی لئے جسے جب مرنا ہے تب ہی مرتا ہے۔ہونے والا کوئی بھی کام ہو وہ ایک پل (سیکنڑ) بھی دیری نہ ہوتے ہوئے ہو جاتا ہے یعنی ایک پل کا بھی فرق نہیں رہتا۔ وہ کال چکر کی وقت کے فیصلہ کو کوئی بدل نہیں سکتا۔کال چکر کا ظاہری روپ یا شکل نیچے دیکھتے ہیں۔

کال چکر، پورے بارہ (۱۲) حصوں میں ہیں۔ہر ایک حصہ کا ایک ایک نام ہے۔ہر حصہ میں دو گھنٹوں کا وقت ہوتا ہے۔ وہ کال چکر، کرم چکر، گن چکر ایک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھتے ہوئے گھوم (پھر) رہے ہیں اس وجہ سے نفس مختلف وقتوں میں، مختلف اعمال کو، مختلف احساسوں کی طرح بھگتتا رہتا ہے۔اللہ نے اپنے علم کے مطابق ہی انسان کو پیدا کیا پھر اپنے علم کے مطابق ہی (انسان کو) چلے جیسا کیا۔اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔اس کو معلوم ہوئے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہے۔اگر اللہ کی علم کی پر مارتھ (اعلی ترین حق) کو اور ندرشن (نہ دکھنے والی) کو پورے طریقہ سے دیدار (درشن) کرلیں تو وہ ایسا ہے جیسے اگلے پیج میں دکھایا گیا۔

یہ چکر انسان کا جڑ ہے اور وہ چکر انسان کے جسم میں ہونے کی وجہ سے بھگوت گیتا پُرشوتم

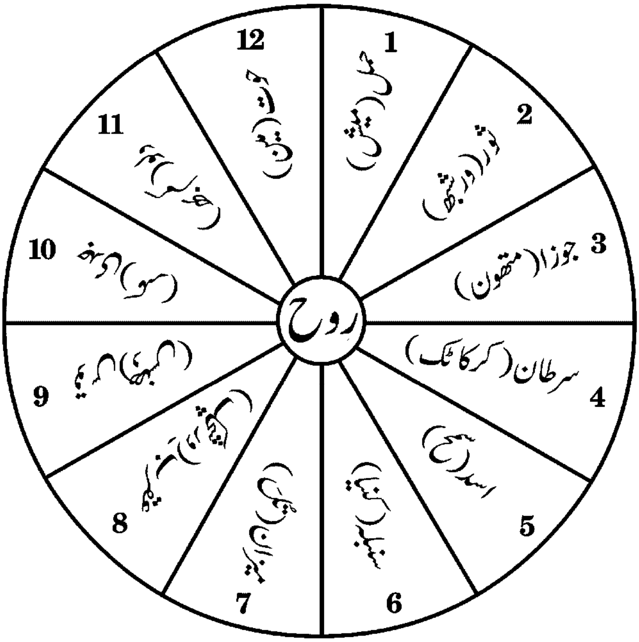

کال چکر یا وقت کا چکر

پراپتی یوگ میں پہلے شلوک میں ہی ''اورتھومول (urthva mool)'' کہا تھا۔اس کا معنی یہ ہے کہ اوپر جڑ (مول) ہے۔

وہ اللہ کی علم کو جو اللہ کے گرنتھوں میں موجود ہے ظاہری شکل بنالیں تو وہی اللہ کا مہر ہے۔وہ راجا (بادشاہ) کا مہر کہلاتا ہے جو بادشاہ کے فرمان یا احکام کو اپنے اندر رکھتا ہو۔اسی طرح اللہ کا مہر یا اللہ کا نشان وہ ہے جو اللہ کے دھرموں کو اپنے اندر رکھتا ہو۔اللہ کا نشان ،اللہ کی علم کا ہو بہ ہو نقل و شکل ہونے سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں اللہ کی طاقت بسی ہوئی ہے۔جہاں پر اللہ کی طاقت ہوتی ہے وہاں کرم (عمل) جل جاتا ہے۔جس طرح آگ جہاں بھی ہوتا ہے وہاں پر جلنے کے جو بھی چیزیں ہو وہ سب آگ میں جل جاتے ہیں ٹھیک اسی طرح جہاں اللہ کی طاقت ہوتی ہے وہاں کوئی بھی کرم ہو علم

کی آگ لگ کر جل جاتے ہیں۔

سوال: اللہ کی نشان جس کا ظاہری روپ آپنے دکھایا، کیا سچ میں وہ اللہ کی طاقت اپنے اندر رکھتی ہے؟

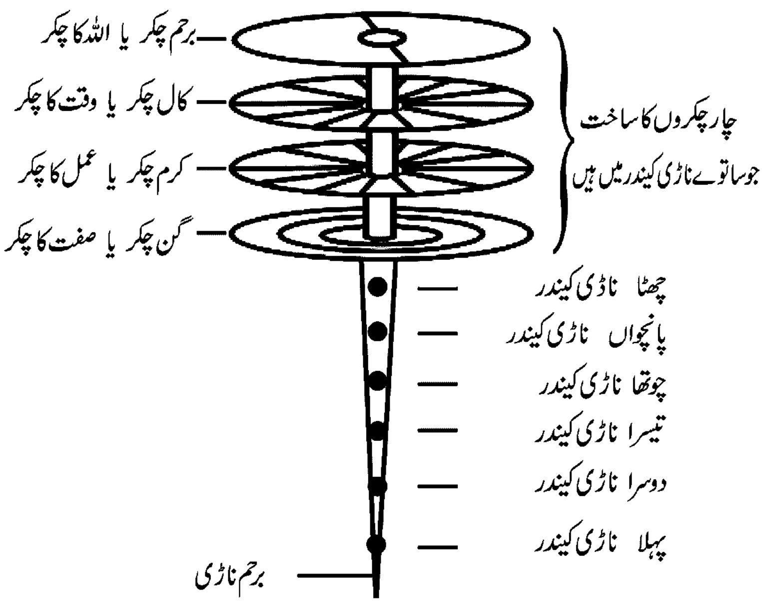

جواب: اللہ کے علم میں جو خاص ہے ان میں سے (۱) زمین اور آسمانوں کی تخلیق (۲) تین روحوں کے بارے میں (۳) اعمال کے بارے میں (۴) مقرر وقت کے علم کی باتیں ہونے کے وجہ سے اللہ کے نشان کو اللہ کی طاقت لگ کر ہے۔ یہ چار علموں کے سوا روحانی علم نہیں ہے۔ اللہ کے علم میں کچھ بھی کہیں یہ چار موضوعوں کا علم ہی رہتا ہے۔ روحانی علم میں یہ چار ہی اہم ہے۔ اسی لئے ہم کہہ رہے ہیں

کہ اللہ کی نشان کے طور پر دکھائی گئی تصویر یا شکل اللہ کی طاقت اپنے اندر رکھتی ہیں۔

اب وہ طریقہ دیکھئے جو ''**اللہ کا نشان**'' نام سے نہیں بلکہ ''**اللہ کی مہر**'' کے نام سے بتانے جا رہے ہیں۔ اللہ کے نشان کے تصویر کو دیکھے ہیں نا! یہاں بھی وہی تصویر کو اللہ کی مہر کی طرح سمجھا رہے ہیں۔ وہ اللہ ایک ہی ہے جس کی عبادت انسان کرنی چاہئے۔ یہی بات قرآن گرنتھ میں سورح تین کی آیت ۱۸ میں خود اللہ نے ''**یہی ہے وہ اللہ جس کی عبادت تمہیں کرنی چاہئے**'' کہہ کر اُس کے طرف اشارہ کیا جو اپنے سے الگ ہے۔ یعنی خود اللہ نے ہی اُس ایک کو دکھا کر کہا کہ جس اللہ کی تمہیں عبادت کرنی ہے وہ اللہ ایک ہی ہے۔ تمام مسلم تو صرف ایک ہی اللہ کی عبادت کرنی چاہئے تو پھر اللہ نے کسے دکھایا؟ یہی بات ہم نے اب تک اس گرنتھ میں بیان کیا۔ اللہ، انسانوں کے لئے باپ کی طرح ہے اور دادا کی طرح بھی ہے۔ وہ اللہ جو دادا کی طرح ہے اور وہ اللہ جو باپ کی طرح ہے دونوں ایک ہی ہے۔ تو اللہ اور بھی نزدیک یا قریب سے سمجھ میں آنے کے لئے اس طرح سے الگ کر کے دکھانا پڑا۔ اس جملے کو نہیں بھولنا چاہئے جو قرآن پاک میں سورح ۳ کی آیت ۱۸ میں اللہ نے فرمایا ہے۔ ہر انسان اُس بات کو ضرور قبول کرنا پڑے گا جو اہل علم، فرشتے اور **خود اللہ نے** کہا ہے۔ اگر کسی نے بھی قبول کرنے سے منا کیا تو وہ اس شخص کے برابر ہے جس نے اللہ کی بات کی ہی انکار کی۔ (جب اس نے اللہ کی بات کی انکار کی) تو پھر وہ (شخص) کیسے اللہ کے طرف ایمان والا ہوسکتا ہے؟۔ اللہ کی طرف سچ میں ایمان رکھنے والا ضرور اللہ کی بات کو (آیت یا جملہ کو) سنتا ہے۔

'اللہ کی مہر' یہ گرنتھ **'اللہ کا نشان'** سے الگ ہے۔ اللہ کی مہر گرنتھ کی ہر بات اللہ کا نشان میں جو بات ہے اس سے الگ بتاتے ہوئے آئے ہیں لیکن 'اللہ کا نشان' کی چتر (picture or chitra) ایسا ہی 'اللہ کی مہر' کی چتر دونوں ایک ہی ہے۔ تو اس گرنتھ میں نقشہ اللہ کا نشان کیسا ہے یہ گرنتھ میں دکھائے

ہیں۔نقشہِ اللہ کا نشان کو اور اس کے متعلق پیغام کو وہ گرنتھ سے نکال کے دکھائے ہیں۔اس طرح دکھانے کے وجہ سے یہ صاف صاف سمجھ آئے گا کہ اللہ کی مہر اور اللہ کا نشان دونوں ایک ہی ہے۔وہ نقشہِ اللہ کا نشان کو دیکھے ہیں جو'اللہ کا نشان' گرنتھ میں ہیں اتنا ہی نہیں اس میں کا تھوڑا پیغام بھی دیکھے ہیں۔سو،معلوم ہو گیا کہ وہ (اللہ کا نشان گرنتھ کا) پیغام،اب تک اللہ کی مہر گرنتھ میں جو پیغام لکھے ہیں اس سے الگ ہے۔جیسے پیغام الگ ہے ویسا ہی نقشہِ اللہ کا معنی بھی الگ سے ہے۔تو اب اللہ کی مہر کی تفصیل دیکھتے ہیں۔

ابتداء کائنات میں آغاز میں اللہ کتنے حصوں میں تقسیم کیا گیا؟ اس سوال کے جواب میں بہت سے لوگوں نے لکھا کہ تین حصوں میں اور وہ ہے نفس (جیواتما)،روح (آتما)،اللہ (پرماتما)۔یہ بات سچ ہے کہ اللہ تین روحوں میں بٹا۔لیکن پہلے دنیا تیار ہونے کے بعد ہی اللہ تین روحوں میں بٹ گیا۔لہذا،آغاز میں اللہ سے قدرت باہر نکلی جسے دنیا یا پرپنچ(prapamch) کہتے ہیں۔یہ بات گرنتھ کے شروعات میں ہی زکر کر چکے ہیں کہ قدرت کے ذریعے وہ دنیا بننے کے بعد جو پانچ اناصروں سے بنی ہے، اللہ سے دو روحیں باہر آئے اور اس طرح سے آغاز میں اللہ چار حصوں میں بٹا۔پہلے بنی ہوئی قدرت تیں روحیں کے ٹھکانے کے لئے سحارا(support) بنی۔پہلے ایک برتن یا کٹورے کو مثال کے طور پر لیکر اس میں تین قسم کے پانی ڈالے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ وہ تین قسموں کے پانی کے لئے سحارا برتن ہے۔اسے ظاہری شکل میں تصویر بنا کر دیکھتے ہیں۔اللہ سے باہر نکلا ہوا پہلا حصہ قدرت کے شکل و صورت کو بعد والی پیج میں دیکھئے۔

پہلے قدرت تیار ہوئی۔پھر وہ تین روحوں کے لئے ٹھکانا یا گھر بننے سے پہلے ہی سات رنگوں کی طرح دِکھی۔اسی کو قوسِ قذح (Rainbow) کے رنگ کہہ کر آج صاف طور پر دکھنے والے رنگوں کو

کہتے رہتے ہیں۔قوس قذح میں سات رنگ رہنا فطری ہے۔سات رنگوں کے مطابق سات دنوں کے نام تیار کرنا ہوا۔نفس، روح تیار ہونے سے پہلے ہی اللہ زمانہ یا وقت کی طرح رہنے کی وجہ سے، قدرت جب پیدا ہوئی تب ہی وقت تھا۔ابتدا میں قدرت جب پیدا ہوئی تھی تب اللہ وقت یا زمانہ کی طرح رہتے ہوئے قدرت میں سات ناموں میں پکارا گیا۔وہ سات نام ہی سات ہفتوں کی صورت

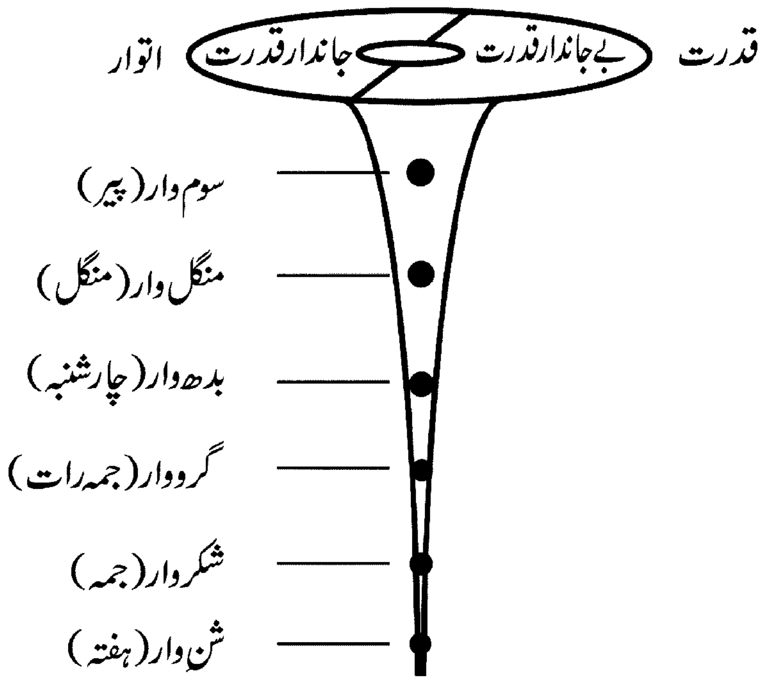

میں ہمارے سامنے آئے (ہفتے کو تلگو زبان میں 'وار' کہتے ہیں یعنی سوم وار، منگل وار. وار کا روحانی معنی کے لئے glossary میں دیکھ سکتے ہیں)۔اس کے مطابق قدرت پیدا ہونے کے بعد کوئی بھی جاندار پیدا ہونے سے پہلے ہی وقت یا زمانہ ہے اور وقت کو سات وار کے نام ہیں۔وقت اتوار سے

شروع ہوا۔ پہلے قدرت، بعد میں مخلوق کی پیدائش روح کے ساتھ ہوا۔ یہ جان لیں کہ مخلوقات کی پہلی پیدائش کا دن اتوار ہی ہے۔اسی لئے یہ کہہ رہے ہیں کہ مخلوقات اتوار سے شروع ہوئے ہیں۔اتوار کے دن مخلوقات کی پیدائش شروع ہوئی۔اسی لئے وہ قدرت جو ظاہری شکل میں ہے اس کے نقشہ میں سات ہفتوں کی شناخت کرنا ہوا۔انسان کے جسم میں قدرت کا چکر موجود ہے تو اوپر قدرت کا چکر دو حصوں میں تیار ہوئی ایک جاندار(چر پرکرتی یا chara prakruti)اور دوسری بے جان قدرت(اچر پرکرتی یا Achara prakruti)۔سر کے اندر دماغ دو حصوں میں ہے۔جسم قدرت سے تیار ہوئی اسی لئے دماغ دو حصوں میں، دو حصوں کی چکر کے مانند دکھ رہی ہے۔اور یہ بات تو سب جانتے ہی ہے کہ دو حصوں والی دماغ سے شروع ہوئی برحم ناڑی (spinal cord) کہلانے والی نس(naramu)اوپر سے نیچے تک سات حصوں میں تقسیم ہے۔

کائنات کے ابتدا میں اللہ (پرماتما) سے قدرت پیدا ہوئی۔اللہ اور قدرت یہ دونوں 'ناٹک' کہلانے والے کھیل میں صرف ایک طرف (side) ہی برابر ہوجائیں گے۔اسی لئے اللہ نے سوچا کہ دوسرے طرف بھی دونوں ہونا چاہئے (تبھی تو کھیل کھیل سکتے ہیں ہے نا!) سو اللہ نے روح اور نفس کو اپنے میں سے باہر نکالا۔تب ٹوٹلی(Totally) چار نظر آئے۔تین روحیں، ایک قدرت تیار ہوئی۔اللہ کی مہر کے تصویر میں اوپر کے حصے میں پہلی تیار ہوئی قدرت دو حصوں میں ہے یعنی جاندار قدرت اور بے جاندار قدرت۔قدرت کے چکر کے نیچے دوسرے چکر میں اللہ (پرماتما) ایسا ہے جیسے قدرت اس کو چھپا لیا ہو یا قدرت کے اندر وہ چھپا ہوا ہو۔قدرت ہو، اللہ ہو ایک جگہ رُکنے والے نہیں ہے۔ہمیشہ چکر کے مانند آگے ڈھلکتے (roll) ہوئے جاتے رہتے ہیں۔یہ دو کتنے بھی وقت تک ہو ڈھلک (roll) سکتے ہیں، کتنا بھی وقت یا زمانہ ہو گزر سکتا ہے۔ایک جگہ رُکنے والے نہیں

ہے۔ لہذا، تصویر میں قدرت اور اللہ کو چکر کے مانند دکھانا ہوا۔ وقت، گمن (gaman یا حرکت) سے جڑا ہوا ہیں۔ اسی لئے قدرت اور اللہ ہمیشہ آگے جانے والے 'گمن' کہلاتے ہیں۔اسی لئے انہیں چکروں کے جیسا ہی دکھانا ہوا۔اس کے تعلق سے بھگوت گیتا راج ودیا راج گہ یا یوگ کی ۱۰ نمبر کے شلوک میں یہ پیغام ہے دیکھئے۔

شلوک ۱۰: میادھیا کشے نَ پر کرتی سؔویتے سچرا چرم ۱

حے تُنا نین کونتے ے! جگ دوپر ورتتے ۱۱

مطلب: ''میں قدرت کی نگرانی کرنے کی وجہ سے دنیا میں تمام مخلوقات پیدا ہو رہے ہیں۔ چکر میں، میں دھرا (axle) کی طرح ہوں تو قدرت موت و پیدائش کے جگت چکر کے مانند گھوم رہی ہے''

اب ہم نقشہِ اللہ کی مہر میں صاف طور سے یہ دیکھیں گے کہ اللہ کس طرح قدرت کے نیچے پوشدہ سے یعنی چھپ کر ہے۔اس طرح کی نگاہ یا نظر سے دیکھنے کی وجہ سے تھوڑے حد تک اللہ کا طریقہ انسان کو سمجھ میں آ سکتا ہے۔ برحم ناڑی میں جہاں اتوار ہے وہیں قدرت کا چکر موجود ہے۔ایسا ہی جہاں پیر ہے وہیں اللہ کا چکر موجود ہے۔

اللہ کی مہر میں دو چکروں کو دیکھ سکتے ہیں۔اللہ کی مہر پورے چار چکروں کی تصویر ہے۔تو قدرت اور اللہ تک ایسا ہی رہتی تھی۔تخلیق کے کام میں فوراً اللہ سے روح اور نفس باہر آنا ہوا۔وہ دو روحیں دو چتروں (تصویروں) کی طرح تیار ہوکر قدرتی برحم نڑی کے پاس آ گئے۔تب وہ منظر کیسا دکھے گا؟ یہ بعد والی پیج میں دکھایا گیا دیکھئے۔

اس طرح سے اللہ کی مہر تیار کی گئی۔اللہ کے نشان میں، ظاہری روپ میں اوپر سے برحم (اللہ)، کال (وقت)، کرم (عمل)، گن (صفت) کے چکر ہے تو اللہ کی مہر میں، ظاہری صورت میں

اوپر سے قدرت، اللہ، روح اور نفس یہ چار چکر ہے۔ اللہ کا نشان اور اللہ کی مہر میں فرق (diffrences) کوغور کرنا چاہیئے۔

اللہ کے نشان میں چار چکروں کے نام اوپر سے نیچے تک ترتیب کے ساتھ **برحم چکر (اللہ کا**

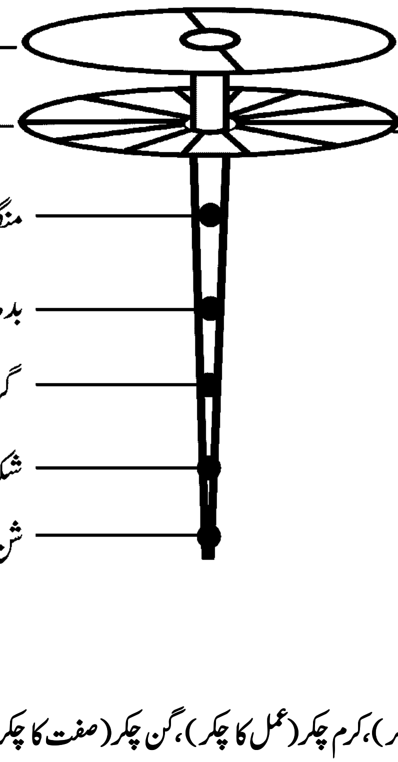

چکر)، کال چکر (وقت کا چکر)، کرم چکر (عمل کا چکر)، گن چکر (صفت کا چکر) کہہ رہے ہیں۔ وہی تصویر کو اللہ کی مہر کے جیسا بتائے تو اللہ کے مہر میں بھی وہی تصویر ہے اور اس میں بھی چار چکر ہے اس کے باوجود وہ چار چکروں کو اوپر سے نیچے تک ترتیب کے ساتھ ایسا کہہ سکتے ہیں۔ جو سب سے اوپر ہے وہ قدرت کی علامت یا نشانی ہے، اس کے بعد کا پر ماتما کی نشانی ہے، اس کے بعد تیسرا اوالا روح کی

نشانی ہے اور آخر میں نیچے والا چوتھا چکر نفس کی نشانی ہے۔

برحم ناڈی جسم (قدرت) کی نشانی ہے کہہ سکتے ہیں۔ یہاں چار چکروں کو جو اللہ کی مہر ہے زرا گہرائی سے غور کرے تو اوپر کا قدرت کا چکر، جاندار اور بے جان قدرت کی طرح دو حصوں میں ہیں۔اس کے نیچے پرماتما کا نشان یعنی دوسرا چکر ۱۲ حصوں میں ہے۔اسی کو اللہ کے نشان میں کال چکر یا وقت کا چکر کہا

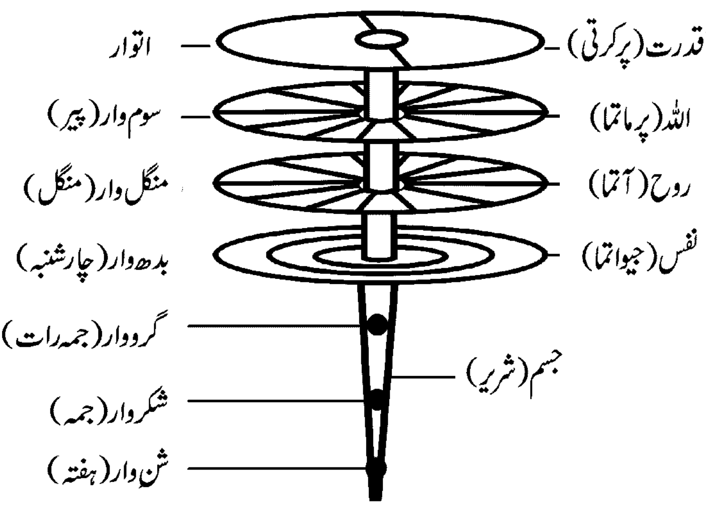

گیا۔اور یہ بھی بتایا تھا کہ وہ بارہ (۱۲) حصے بارہ مہینوں کے نشانی ہے۔یہاں وہی چکر کو اللہ کی مہر کے نام میں پرماتما کی نشانی کہا گیا۔اس سے نیچے والے تیسرا چکر کو روح کی نشانی کہا گیا۔یہ بات تو

جانتے ہی ہے کہ دوسرا چکر یعنی پرماتما کی نشانی اور تیسرا چکر یعنی روح کی نشانی دو بھی ۱۲ حصوں میں تقسیم ہے۔ یہ بارہ حصے اللہ کے نشان میں کال، کرم چکروں کی تقسیم کے حساب سے کال چکر کے بارہ حصے ایسے تقسیم ہے کہ وہ بارہ مہینوں سے برابر ہے اور کرم چکر کے بارہ حصے ایسے تقسیم ہے کہ وہ انسان کے بارہ کرم راسوں سے برابر لگ رہے ہیں۔ اور وہی چیز یہاں اللہ کی مہر میں اس وجہ سے کہ پرماتما (اللہ) اور آتما (روح) کے چکر میں اوپر اور نیچے ۱۲ حصے ہیں یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ روح، اللہ کے برابر ہے۔ خود اللہ نے اپنے جیسا اپنے روح کو حکمران قرار کیا۔ لہذا، ایسا سمجھ سکتے ہیں کہ اوپر کے حصے ہی نیچے ہے۔

ایک مکمل نقطہ ۳۶۰ ڈگری (Degree) کے آنگل (Angle) میں رہتا ہے۔ یعنی ایک چکر کا شکل چاہے وہ کچھ بھی ہو ۳۶۰ ڈگریز سرکل (۳۶۰degreescircle) کا ہوتا ہے۔ اللہ یعنی پرماتما کو ایک چکر کی طرح دکھانا ہوا۔ وہ چکر کو یعنی وہ سرکل کو ۳۰ ڈگریز کے آنگل میں ۱۲ حصے کرنے کی وجہ سے ۳۶۰ ڈگریز کا آنگل برابر ہو رہا ہے۔ اللہ تین روحوں کی طرح رہنے کی وجہ سے تین دَسوں کے (thirty) ڈگریز کو ایک آنگل کی طرح تقسیم کر کے ۱۲ حصے کر کے ۳۶۰=۳۰*۱۲ ڈگریز کا سرکل برابر ہوئے جیسا ہے کہہ سکتے ہیں۔ اور اوپر کا پرماتما کا چکر اور نیچے کا روح کا چکر دونوں برابر حصے (equal parts) ہونے کی وجہ سے دونوں بھی برابر ہے کہہ سکتے ہیں۔ دکھنے میں اور کہنے میں مختلف (الگ الگ) چکروں کے طور پر ہے مگر اصل میں دو بھی ایک ہی ہے۔ دو بھی ایک ہی قدرت (power) رکھتے ہیں۔ یہ دو سب میں بھی برابر قدرت (Equal power) رکھتے ہے۔ اسی وجہ سے دونوں کو ایک ہی ہے کہہ سکتے ہیں۔ اسی لئے انجیل (بائبل) کے علم میں یوحنا خوشخبری باب ۱۰ میں جملہ ۳۰ میں ایسا کہا گیا ہے، دیکھئے۔

(یوحنا ۳۰-۱۰)''ان سے کہا کہ میں اور میرا باپ ایک ہے''

یہ جملہ کو غور کرے تو میرا باپ بارہ (۱۲) ہے تو میں بھی بارہ (۱۲) کی طرح ہی ہوں کہہ کر،'' میں اور میرا باپ ایک ہی ہے'' کہا ہے۔''ایک ہو کر ہے'' کہا ہے۔وہ باپ بیٹا جو درمیان میں دو چکروں کی طرح ہے دونوں یکساں ہونے کی وجہ سے دو چکروں میں بارہ حصوں کو ہی دکھائے۔ نیچے کا چوتھا چکر نفس کی نشانی ہے۔وہ نفس جو نیچے ہے اوپر والے پرماتما (اللہ) تک یعنی نجات تک پہنچنے کے لئے وہ روح کے چکر کے ذریعے ہی جانا پڑے گا جو درمیان میں ہے۔اسی لئے انجیل میں یوحنا ۱۴ باب کی جملہ نمبر ۶ میں ایسا کہا گیا، دیکھئے۔

(یوحنا ۱۴-۶)''میں ہی راہ ہوں، حق ہوں، زندگی ہوں، میرے وسیلہ کے بغیر کوئی باپ کے پاس نہیں آتا''۔

یہاں نقشہِ اللہ کی مہر کو غور سے دیکھیں تو معلوم ہو رہا ہے کہ اس جملہ کو برابر ہونے والا علم اس (تصویر) میں موجود ہے۔نقشہِ اللہ کا نشان کو بھگوت گیتا سے سمجھ کر ہم نے تقریباً ۴۰ سال پہلے ہی لکھے تھے۔وہ اللہ کے نشان کے بارے میں دو آیات میں (2-5)، (32-22) صاف طور سے ''اللہ کا نشان'' نام رکھ کے کہنا ہوا۔اتنا ہی نہیں اشارتاً (Indirectly) قرآن کے جملوں میں بہت جگہ اللہ کے نشان کے بارے میں کہا گیا۔واضح طور پر ۲۲-۳۲ کی آیت کے جملہ میں **''اللہ کی نشان کی عزت کیجئے''** کہہ کر صاف صاف کہا گیا ہے پھر بھی مسلموں کو آج تک اللہ کے نشان کے بارے میں معلوم نہیں ہوا ہے کہہ سکتے ہیں۔اللہ کے نشان کے بارے میں اللہ کے گرنتھ قرآن میں کہنے کے باوجود بھی آخر وہ اللہ کا نشان کیا ہے یہ بات واضح طور سے ہو یا اشارتاً ہو سمجھ میں نہیں آیا۔جس طرح اللہ کا نشان آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں ذیادہ تر ذکر کیا گیا اسی طرح سے اللہ کی مہر کے بارے میں اللہ کے گرنتھ انجیل گرنتھ میں

ذیادہ زکر کیا ہے۔ بائبل (انجیل) میں بعض جگہ اشارتاً، بعض جگہ براہِ راست سے بتایا ہیں۔

وہی اگر اول اللہ کی گرنتھ بھگوت گیتا کی بات کرے تو اس میں اللہ کا نشان یا اللہ کی مہر کے بارے میں براہ راست نہیں ہے لیکن اشارے کے طور پر کہا گیا ہے۔ پہلے میں نے بھگوت گیتا میں جو اشارے کے طور پر بتایا گیا اس کو دیکھ کے نقشۂ 'اللہ کا نشان' کو سب آنکھوں سے دیکھے جیسا اس کے شکل کو ہم لکھ کر دکھانا ہوا۔ہم نے جو اللہ کا نشان دکھایا وہی شکل (چتر) کو ہی قرآن گرنتھ میں (22-32) میں ایسا لکھا کہ **'اللہ کی نشان کی عزت کرنی چاہیئے'**۔ پھر بھی وہ یہ سوچ نہیں پائے کہ کیسے اس کی عزت کرنی چاہیئے۔ یہ تک سمجھ نہیں پائے کہ اللہ کا نشان چار چکروں کی شکل میں ہے۔انہوں نے انکے بڑوں نے کہی ہوئی قدرتی جانوروں کو اور قدرتی منظروں کو اللہ کے نشانیوں کی طرح کمپار (compare) کر لئے۔ یہ نہیں سمجھ پائے کہ اللہ نے جو فرمایا وہ قدرت کے تعلق سے نہیں تھا۔

انجیل گرنتھ میں یعنی بائبل گرنتھ کی چار خوشخبروں میں اشارے کے طور پر اللہ کی مہر کے بارے میں کہنا ہوا۔ وہی علامت کو جسے ہم نے اللہ کی نشان کہا تھا اب اللہ کی مہر کی طرح لکھنا ہوا۔ اللہ کی مہر کے بارے میں بائبل گرنتھ میں خوشخبروں میں اشارتاً کہنا ہی نہیں، گرنتھ کے آخر میں 'پرکٹن (مکاشفہ)' جو یوحنا نے لکھا اس میں باب ۹ کی جملہ ۴ سے ۶ تک براہ راست **'اللہ کی مہر'** نام لیکر کہنا ہوا۔ وہ بات کو اب دیکھتے ہیں۔**(پرکٹن (مکاشفہ) 9-4,5,6)"اور انہیں حکم دیا گیا کہ زمین کی گھاس اور کسی ہرے پودوں کو ہو یا درخت کو ضرر (نقصان) نہ پہنچانا سوائے ان لوگوں کے جن کی پیشانیوں پر اللہ کی مہر نہیں ہے۔انہیں اختیار دیا گیا کہ صرف پانچ ماہ تک لوگوں کو تکلیف دیں۔ایسی تکلیف جو انسان کو بچھو کے ڈنک مارنے سے ہوتی ہے لیکن کسی کو جان سے نہ ماریں۔ان دنوں میں انسان موت کی جستجو کریں گے مگر اسے ہرگز نہ پائیں گے اور مرنے کی آرزو کریں گے اور موت ان**

سے بھاگے گی۔"

اگر یوحنا پرکٹن گرنتھ میں کے تین جملوں کو دیکھیں تو اللہ کی مہر کتنی عظیم ہے اور اللہ کی مہر پیشانیوں پر پہننے سے کتنی آفت ڈھل جاتی ہے معلوم ہوتا ہے۔ وہ آفتوں کے وجہ سے انسان کو کتنی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے زرا غور کریں تو ایسا لگتا ہے کہ اللہ کی نشان کو نہ پہن کے ہم کتنی جہالت میں ہے۔ یہ شک وشبہ بھی آسکتا ہے کہ کیا سچ میں ایسے ستانے والے فرشتے بھی ہے کیا جیسے یوحنا پرکٹن گرنتھ میں لکھا ہے؟۔ اور اس بات کو یقین نہ کرتے ہوئے رہ جانے کا موقع بھی ہے اور اللہ کی مہر کی عزت نہ کرتے ہوئے رہ جانے کا بھی موقع ہے۔ اسی لئے وہ اللہ کی نشان جس کے بارے میں اب تک کہا ہے ایک بار پھر سے بازو والے پیج میں دیکھ کے پھر سے اس کے مقصد کو دیکھتے ہیں۔

اب آپ کو جو چار چکر دکھائے وہی پرٹن گرنتھ میں کہی ہوئی اصلی اللہ کی مہر ہے۔ اس میں کہا

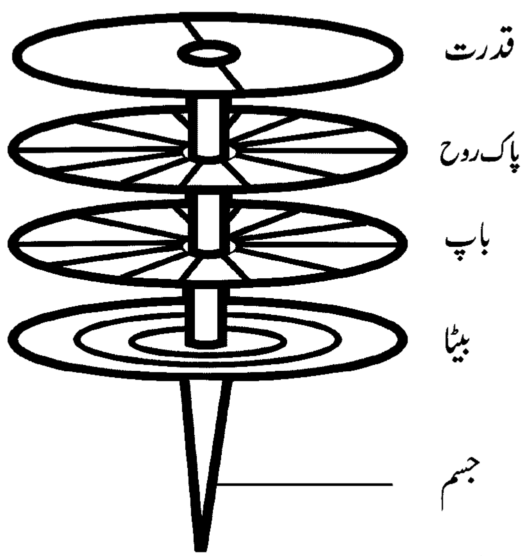

یہ مکمل اللہ کی مہر اور اللہ کا نشان ہے

گیا کہ انہیں حکم دیا گیا کہ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اللہ کی مہر نہیں پہنی درخت اور گھاس کے پودوں کو ضرر نہ پہنچانا۔ حکم کسنے دی؟ اور کس کو دی؟ اگر یہ بات زرا سمجھ لئے تو اوپر جو بھی جملے بتائے گئے ان پر یقین آجائے گا۔ جب ہر کوئی اللہ کی مہر کی عزت کرے گا اور اسے پہنے گا۔ اللہ کی مہر کو علمی طریقے سے تفصیل سے بیان کر لئے ہیں۔ ایسا ہی اللہ کے نشان کو بھی علمی طریقے سے تفصیلی سے بیان کر لئے۔ اب تک ہم نے کہی ہوئی اللہ کے نشان یا اللہ کی مہر کے بارے میں ہو اِدھر مسلمانوں کو ہو یا اُدھر عیسائیوں کو ہو نہیں معلوم۔ اگر ہندوؤں کی بات کرے تو وہ لکیرے، وبھوتی یا کمکم جو اپنے پشانیوں پر پہنتے ہیں ان کا اس مہر سے کوئی تعلق نہیں ہیں۔ اسی لئے ہندوؤں کو بھی اللہ کی مہر کے بارے میں بالکل نہیں معلوم ہے۔ اب تک یہ نشان کسی بھی مذاہب کے لوگوں کو نہیں معلوم۔ اللہ کے نشان کے بارے میں خاص طور پر تین مذاہب کے لوگوں کو معلوم ہو کر رہنا چاہئے تھا۔ تو اندو، اسلام، عیسائی تینوں اس مہر کے بارے میں بالکل نہیں جانتے۔ جب کہ یہ نشان تین مذاہوں سے تعلق رکھتی ہے، اللہ نے تین گرنتھوں میں اللہ کی مہر کو بتانے کے باوجود بھی تین مذاہب کے لوگ اللہ کی مہر کو بھول گئے۔ اللہ نے کہی ہوئی تعلیم کو انسان کے علاوہ انسان کے ساتھ پیدا ہوئے سومہا بھوت (پانچ اناصر)، بھوت ،گرہ (planets)، اُپ گرہ (sub planets) یہ سب جو اللہ کے حکومت میں حاکموں کی طرح ہے اللہ کے علم کو جان رہے ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کی حکومت میں ہے سب اللہ کے علم کو بہت ہی پسند کے ساتھ جاننا ہی نہیں بلکہ وہ احکام لازمی طور پر پورا کر رہے ہیں جو ان کے پاس آتے ہیں۔ یہاں اس جملے میں 'حکم دیا گیا' کہا نا! حکم ان لوگوں کو دیا گیا جو اللہ کے حکومت میں حکمران ہے۔ اب اہم سوال یہ ہے کہ جس نے حکم دیا وہ کون ہے؟۔ ان کے بارے میں معلوم کرنے سے پہلے کہ جس نے حکم دیا، یہ بات انسانوں کو تھوڑا سمجھ میں آنا ضروری ہے کہ (پہلے یہ پہچاننا ضروری ہے کہ) حکم کیا ہے پھر وہ حکم کو

عمل کرنے والے حاکم کتنے لوگ ہیں؟اور وہ کیسے ہیں؟اسی لئے پہلے حکمرانوں کے بارے میں اشارے کے طور پر معلوم کرتے ہیں۔

زمین پر دو قسم کے مخلوق موجود ہے۔ایک وہ لوگ ہے جو پالے جاتے ہیں،دوسرے وہ لوگ ہے جو پالتے ہیں یا پالنے والے۔انسان اور تمام مخلوقات پالے جانے والے ہیں۔پالنے والے دو قسم سے ہے وہ ایک **بھوت(اناصر)**،دوسرے والے **گرہ(planets)** ہے۔پالے جانے والے انسان اور جانداروں کے شکلیں،نام تھوڑے حد تک معلوم ہو کر ہی ہے۔تو پالنے والے بھوت،گرہ اور اُپ گرہ کے شکلیں انسانوں کو بالکل نہیں معلوم۔ان کے شکلوں کو پوری طرح نہیں بلکہ اشارتاً بیان کرنا چاہتے ہیں۔یہ کہہ سکتے ہیں کہ حاکموں کی تعداد بھوت،گرہ اور اُپ گرہ اس طرح سے تین قسم کے لوگ چند کروڑوں کی تعداد میں ہوں گے۔یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ گرہ اور بھوت جو کروڑوں کے تعداد میں ہے کسی کو نہیں معلوم۔ان کے شکل ایسے رہتے ہیں جیسے کہ جانوروں کو،کیڑوں کو،پرندوں کو،انسانوں کو اور سانپوں کو ملا کر بنایا ہو۔بعض ایسے ہوتے ہیں جیسے کہ انسان اور جانور مل کر پیدا ہوئے ہو۔اور بعض ایسے ہوتے ہیں جیسے جانور اور پرندے مل کر پیدا ہوئے ہو۔اس طرح حاکم ایسے شکلوں میں موجود ہیں جو انسان کے عقل کے باہر ہے۔بعض حکمرانوں کے شکل ایسے ہیں جیسے دو تین ذات مل کر پیدا ہوئے ہو۔بعض حکمران ایک ہی شکل میں پیدا ہوئے ہیں۔کونسے کسی بھی شکل میں ہو وہ چند کروڑوں کے تعداد میں موجود ہے کہہ سکتے ہیں۔مان لیجئے کہ زمین پر فی الحال ۷۰۰ کروڑ لوگ ہو سکتے ہیں۔ایک اندازہ ہے کہ ۷۰۰ کروڑ لوگوں کے لئے ۷۰۰۰ کروڑ یا اس سے بھی زیادہ حکمران ہونگے۔

اگر ایک انسان کے لئے تقریباً دس لوگ حکمران ہے تو یہ کہنا ناممکن ہے کہ باقی مخلوقات سب کو ملا کر کتنے حکمران ہوں گے۔اگر انسان انسانوں کو پالنے والوں کے حد تک سمجھ لئے تو ایسا ہوگا

کہ اس نے بہت ہی علم حاصل کر لیا۔ انسانوں کو پالنے والے حکمران اللہ کے علم میں اول علم والے ہے۔ اللہ بولے تو ان لوگوں کو بہت ہی پسند ہے۔ اور ان لوگوں پر بہت ہی غصہ ہوتا ہے جو اللہ کو سخت باتیں کہتے ہیں اور اللہ کی علم کو سخت سست کہتے ہیں۔ لیکن جو حکم ان کو دیا گیا اسی کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ان پر غصے سے رہتے ہیں جو علم کے معاملوں میں لاعلمی سے پیش آتے ہیں یا جہالت سے چلنے والوں پر اور ان لوگوں پر جو اللہ کو عزت نہ دیتے ہوئے دیوتاؤں کو اور انسانوں کو پوجتے ہیں۔ پھر بھی ان کے مرضی کے حساب سے وہ نہیں چلتے جو حکم انہیں دیا گیا اس حکم کے مطابق ہی کام کریں گے۔ خاص طور پر اگر ان کے شکلوں کے بارے میں بیان کئے تو شاید ہماری بات پر بعض کو یقین نہیں ہوسکتا اور یہ بھی پوچھ سکتے ہیں کہ اس بات کی کیا دلیل ہے۔ اس کے لئے ہمارا جواب اس طرح سے ہے۔ میں نے براہ راست تو کسی کو نہیں دیکھا مگر تھوڑا میرے علم کی وجہ سے اور ان دلیلوں کے وجہ سے ہی کہا جو اللہ کے گرنتھوں میں فرمایا تھا۔

ان کے شکل کو جو اللہ کے حکمرانوں میں گرہوں کے نیچے اُپ گرہ ہے اسی پرکٹن گرنتھ میں لکھی ہوئی طریقے کو دیکھ کر سمجھتے ہیں۔ پرکٹن باب ۹ ساتوی جملے سے دسوی جملے تک دیکھتے ہیں۔ **(یوحنا پرکٹن ۱۰،۹،۸،۷-۹) ''وہ ٹڈیوں کے شکلیں اُن کھوڑوں کی طرح دکھائی دے رہی تھیں جو لڑائی کے لئے تیار کئے گئے ہوں۔ ان ٹڈیوں کے سروں پر گویا سونے کے تاج تھے اور ان کے چہرے انسانوں کی چہروں کے مشابہ تھے۔ ان کے بال عورتوں کے بالوں کی طرح تھے اور دانت شیرِ ببر کے دانتوں جیسے تھے۔ ان کے بکتر لوہے کے بکتروں کے مانند تھے۔ اور ان کے پروں کی آواز ایسی تھی جیسی میدانِ جنگ میں لا تعدا گھوڑوں کی رتھیں دوڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ ان کی دُمیں (tails) بچھوؤں کی دُموں کی طرح تھیں جن میں ڈنک تھے اور ان دموں سے پانچ ماہ تک انسانوں**

کوضرر (نقصان) پہنچانے کی اختیار انہیں تھی۔"

اس طرح انسانوں کو نقصان پہنچانے والے فرشتوں کے شکلوں کے بارے میں تھوڑا یہاں بتایا گیا۔ میں اس سے پہلے بھی بہت بار اللہ کے حکومت میں کام کرنے والے حکمرانوں کا زکر کر چکا۔ اور ان کو سوہنداروں کے ہاتھ بھی ہیں کہا تھا اور زیادہ ہاتھوں والے حکمرانوں کے بارے میں بھی بتا چکے ہیں۔ ان کے شکلیں ملے ہوئے (mixed) شکلوں کی طرح ہے جیسے یہاں پر بتایا گیا۔ انکی طاقت کا انداذہ نہیں لگا سکتے۔ کیوں کہ انہیں اللہ کی علم پر محبت اور بھکتی ہے ہونے سے، جن لوگوں نے ان کے سامنے اللہ کو اور اللہ کی علم کو سخت سست باتیں کی ان لوگوں کو سزا دینے حکم کے لئے دیکھتے رہتے ہیں۔

معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کے حکومت میں کروڑوں کے تعداد میں رہنے والے حکمران اپنے مرضی کے مطابق پیش نہیں آتے اور وہ اسی حکم کے مطابق چلتے ہیں جو اپنے پاس آتا ہے۔ **(یوحنا پرکٹن ۵-۹)" انہیں جان سے مارنے کے لئے اختیار نہیں دیا گیا مگر پانچ مہینوں تک تکلیف پہنچانے کے لئے انہیں اختیار دیا گیا تھا"**۔ ایسا ہی دسوی جملے میں بھی کہا گیا کہ **"انسانوں کو ضرر پہنچانے کا اختیار ان کو دیا گیا"** ہے۔ اس کے مطابق معلوم ہو رہا ہے کہ تمام حکمران کو جو حکم دیا گیا اس حکم کے مطابق ہی کام کرتے رہتے ہیں۔ بعض موقعوں پر انسانوں کے گناہوں کے مطابق جو انہوں نے کر لیا انہیں جان سے مارنے کا بھی حکم دیا جاتا ہے۔ حکمران کئی شکلوں میں موجود ہے اور ان کے کئی ہاتھیں ہیں پھر بھی اس کا کوئی سبوت نہیں ہے کہ کہیں بھی ہو کسی بھی موقع پر ہوا انسانوں کو وہ دکھے ہو۔ اسی لئے حمرانوں کی وجہ سے انسان سزائے بھکت رہے ہیں پھر بھی ان لوگوں کو یہ نہیں معلوم کہ وہ تکلیفیں کن کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ بڑے سڈک کے حادثات کرنے والے حکمران ہی ہے پھر بھی وہ بات انسانوں کو نہیں معلوم۔ کئی روگوں کو (بیماریوں کو) لانے والے بھی حکمران ہی ہے پھر بھی یہ بات

بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ چھوٹے واقعات سے لیکر بڑے بڑے توفانوں تک اور سنامیوں تک اور زلزلوں تک کئی قدرتی مصیبتوں کی طرح آنے والے حادثات بھی حکمرانوں کے وجہ سے ہی ہے یہ بات بہت سے لوگوں کو نہیں معلوم۔ یہ سب انسانوں نے جو گناہ کر لئے اسی کے وجہ سے ہو رہے ہیں۔ انسانوں کی گناہوں کے مطابق حکام کو حکم دیا جا رہا ہے۔ حکام کو آئی ہوئی حکم کے مطابق وہ حکام جو اللہ کے فوج ہے ان کے کام وہ کرتے ہیں۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ تمام طریقہ جاننے کے لئے اللہ کی علم ضروری ہے۔

حکام آسمان سے زمین تک پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ کہیں بھی جا سکتے ہیں اور کہیں پر بھی رہ سکتے ہیں۔ انسانوں کو پالنے والے حکام باہر دنیا میں چندسو کروڑوں میں موجود ہیں پھر بھی انسان ان کے بارے میں نہیں جانتے۔ پورے قدرت میں گھومتے ہوئے (پھرتے ہوئے) انسانوں کے اعمال کے مطابق پیش آنے کے لئے قدرت کے ذریعے سے ہی احکام دئے جا رہے ہیں۔ وہ حکم کو جو قدرت سے آرہا ہے سیارے اور اناصر جو حکام ہیں پورا کر رہے ہیں۔ قدرت کے پیچھے سے قدرت کو چلانے والا اللہ (پرماتما) ہی ہے۔ یہ بات ہم لوگوں کو نہیں معلوم کہ اللہ کس طرح سے قدرت کو اپنے اشارے بتا رہا ہے۔ قدرت اللہ کے اشارے کے مطابق حکام کو حکم دیتی ہے تو حکام ویسے ہی کام کر رہے ہیں۔ انسان کے پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک دو طریقوں سے پالے جا رہے ہیں۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک باہر کی حکومت (پالن) کے ذریعے سے، دوسرا اندر کی حکومت کے ذریعے سے۔ اندر اور باہر سے مراد یہ ہے کہ جسم کے اندر اور جسم کے باہر کہہ سکتے ہیں۔ جسم کے باہر قدرت کے ذریعے احکام آتے ہیں تو وہ احکام کے مطابق حکام کام کرنے پر، جسم کے اندر خود روح ہی انسان کو سکھ دکھ بھگتوا رہی ہے۔ باہر قدرت کے سوا پرماتما (اللہ) کام نہیں کرتا۔ قدرت سے آنے والے احکام خود قدرت دئے

جیسا ہی رہتے ہیں۔ پھر بھی عزت کے طور پر قدرت کو پر ماتما کے اشاروں کے ذریعے قدرت احکام دے رہی ہے کہہ رہے ہیں۔ پھر بھی ایسے کہنے کے لئے کوئی شاستر آدھار نہیں ہے کہ پر ماتما قدرت کو اشارہ کر رہا ہے۔

جسم میں روح اللہ اور فعل کرنے والے کی طرح رہتے ہوئے ،اس طرح دونوں طریقوں سے کام کرتے ہوئے نفسوں کو پال رہا ہے۔ روح جسم میں ایک طرف اللہ جیسا اور دوسرے طرف فعل کرنے والے جیسا یعنی clerk کے مانند کام والے کی طرح رہ کر، کام کرتے ہوئے مخلوقات کو(انسان کو) سکھ دکھوں کو بھوگتوا رہا ہے۔وہ نفس جو جسم میں موجود ہے اس نے جو پرار بد کرم(prarabda karma) کر لیا اس اعمال کے مطابق سکھ دکھوں کو بھوگتوانے کے لئے جسم میں رہنے والی روح ہی خود کام کرتے ہوئے سکھ دکھوں کا احساسات کروا رہی ہے۔عمل کے مطابق چلنے والی روح عمل کے مطابق ہی نفس کو چلا رہی ہے۔ایسا ہی عمل کے مطابق ہی نفس کو جان سے مار رہی ہے۔ ویسا ہی نفس کو اور ایک جسم میں پیدا کر رہی ہے۔ وہ روح جو سکھ دکھ اور موت و پیدائشوں کو دے رہی ہے وہی نفس کے شردھا کے مطابق علم بھی دے رہی ہے۔جس طرح انسان کے پسند کے مطابق علم دے رہی ہے اسی طرح انسان کے ناپسند کے مطابق جہالت بھی دے رہی ہے۔جسم کے اندر روح پال رہی ہے تو باہر حکام پالتے ہوئے نفس کو چلا رہے ہیں۔ وہ پریشانیاں اور سکھ دکھ جو جسم کے باہر حکام رکھتے ہیں ان سے برداشت نہ کر پا کر انسان موت کو ڈھونڈے گا۔ کیوں کہ سب کچھ عمل کے مطابق ہی ہوتا ہے اس لئے اسے جو بھگوتنا چاہئے اس کو بھگوتنا ہی پڑے گا۔اسی لئے تکلیفوں کو برداشت کر نہ سک کے موت کو ڈھونڈنے پر بھی موت نہیں آتی۔جسم میں روح ہی سب کچھ کر رہی ہے۔اسی لئے روح کو معلوم ہوئے بغیر موت نہیں آتی۔جسم میں ہر پل حکومت ہو رہی ہے تو جسم کے

باہر پالن کبھی کبھی ہوتا رہتا ہے۔باہر کی احساس ہو یا اندر کا احساس دونوں کا وجہ عمل ہی ہے اسی لئے سب کچھ عمل کے حساب سے ہی عمل کے مطابق ہی ہو رہے ہیں۔تو انسان کے اندر کی روح کی حکومت کو معلوم کر سکے تو بعد میں تھوڑا تھوڑا باہر کی حکومت سمجھ میں آئے گا۔

جسم میں روح ہی اللہ ہے، روح ہی حکمران ہے، روح ہی فعل کرنے والا ہے۔باہر کا اللہ پرماتما رہنے پر بھی وہ ایسا ہے کہ وہ ہے ہی نہیں۔پرماتما کچھ نہ کرے تو بھی باہر والی قدرت ہی باہر کے حکام کے ذریعے سے انسان کو پال رہی ہے۔پرماتما جو اللہ ہے قدرت کے پیچھے رہ کر کسی کو معلوم ہوئے بغیر ہے۔پرماتما ہی مول کرتا ،اول اللہ ہے لیکن قرآن گرنتھ (18-3) میں خود اللہ نے ہی اعلان کیا کہ تمام انسانوں کے جسم میں رہنے والا روح ہی اللہ ہے اور اپنے پورے طاقتوں کو روح کو دے کر ایسا کیا کہ وہ لوگوں کے لئے معبود رہے۔ایک قرآن گرنتھ میں ہی نہیں بلکہ باقی بھگوت گیتا میں بھی بائبل میں بھی روح کو ہی معبود کہا گیا۔روح اللہ ہی نہیں بلکہ فعل کار بھی ہے یہی بات قرآن گرنتھ میں (6-102) جملہ میں کہا گیا۔انسان نے جو عمل کر لیا اس عمل کے مطابق ہی روح کام کرتے ہوئے ثواب و گناہوں کے حساب سے سکھ دکھوں کو دیتی رہتی ہے۔وہ ہر ایک گناہ ہو یا ثواب ہو جو روح نے جسم میں احساس کراوایا اسے نفس بھگت رہا ہے۔اب تک یہ معلوم کیا کہ باہر کی دنیا میں قدرت نے اپنے حکام کے ذریعے انسان کے ساتھ ایسا کیا کہ وہ لوگ چند حادثوں سے گزرے۔وہ بھی انسان کے کرتوتوں کے وجہ سے ہی یعنی اس نے جو گناہ کر لئے اسی کے وجہ سے ہی وہ سب ہو رہا ہے۔جسم میں کی روح گناہ وثوابوں کو اپنے جسم کے اندر ہی حکومت کی تو، وہ گناہ وثواب جو باہر بھگوتنی ہے ان کو باہر کا اللہ یعنی پرماتما قدرت کو اشارہ دینے پر، قدرت نے حکام کو اشارے دی، تو حکام انسان کو سکھ دکھ پہنچا رہے ہیں۔

انسان جسم کے باہر احساس کرے یا اندر وہ سب احساس انسان کے سر میں کرم چکر میں جو کرم ہے اسی کے مطابق ہوتا ہے۔ وہ کرم یا اعمال جو پہلے ہی طے ہو چکے کہ انہیں باہر بھگتنا چاہئے، ان اعمال کو قدرت باہر ہی بھگتوائے گی۔ وہ اعمال جو جسم کے اندر بھگنا چاہئے ان (اعمال) کو روح جسم کے اندر ہی بھگتے جیسا کرتی ہے۔ جسم کے باہر پالنے والے اناصر (بھوت)، سیارے (گرہ) ان کے پاس آیا ہوا حکم کے مطابق عمل کو بھگتوانا ہی نہیں بلکہ عمل کو بھگتوائے بغیر عمل کو ختم کرنے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ یہ معلوم کر چکے ہیں کہ وہ شخص کے اعمال کو روح جسم میں ہی معاف کر دیتی ہے جیسے اللہ پر ایمان یا یقین ہے۔ اس کے مطابق جیسے بھگوت گیتا میں کہا ہے ویسے جو انسان علم رکھتا ہے اس کے پاس علم کی طاقت رہتی ہے۔ وہ علم کی طاقت ہی علم کی آگ بن کر وہ عمل کو جلا دیتی ہے جو انسان کے اندر ہے۔ بھگوت گیتا میں گنان یوگ باب میں ۳۷ شلوک میں یہ بات بتایا ہے، دیکھئے۔

شلوک: یتھائتھامثِ سمددھگنِ ربھسم ساتکُرتے رجنہ ۱

گناناگنِ سروکرمانی بھسم ساتکرتے ۱۱

مطلب: ''جس طرح آگ میں کتنے بھی لکڑیاں کیوں نہ ہو جل کر راخ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح علم کی آگ میں تمام اعمال جل جاتے ہیں۔ اس میں زرا بھی شک نہیں ہے۔'' اس طرح کہا گیا ہے۔ اس بات کے مطابق وہ اعمال جو جسم کے اندر احساس کرنی ہے یا بھگتنی ہے، علم کے ذریعے جسم کے اندر ہی معاف کئے جائیں گے۔ اسی کو سمجھ میں آئے جیسا کہا کہ 'جل جاتے ہیں'۔ جسم میں رہنے والا روح ہی جسم کے اندر کے چند اعمال کو جلا دے رہا ہے۔ یعنی ختم کر رہا ہے۔ وہ چاہے کوئی بھی انسان ہو اللہ کی اصلی علم جان کر عمل کرنے سے اور صاف (pure) علم جان کر وہی نیت رکھنے کی وجہ سے اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں یعنی معاف کئے جاتے ہیں۔ وہ انسان جو اللہ کی علم رکھتا ہے اس کے اندر اسے

جواعمال بھگتنی ہے وہ اعمال کو بھگتے بغیر جسم کے اندر کا اللہ یعنی روح ہی کر رہا ہے۔جسم کے باہر والے اعمال کو بھگتے بغیر پر ماتما اللہ ہی کر رہا ہے۔تو وہ (کچھ) کام کرنے والانہیں ہے اسی لئے وہ خود کچھ نہ کرتے ہوئے اپنے حکام کے ذریعے کرواتا ہے۔اسی لئے اللہ کے گرنتھوں میں کہا گیا کہ اللہ بخشنے والا ہےاور رحمان ہے۔وہ شخص کے لئے اللہ رحمان اور بخشنے والا ہے جسے اللہ پر ایمان ہواوراس (اللہ) کا علم جانتا ہو۔اتنا ہی ہے لیکن اللہ سب کے لئے بخشنے والانہیں ہے۔یہ جان لیں کہ اس کی رحمت گناہ کو معاف کرنے میں ہی ہے اور وہ معاف کرنے والا ہے مگر وہ جہالت یا نادانوں کے اُور معاف کرنے والانہیں ہے۔

اللہ کے گرنتھوں کے مطابق علم معلوم کر کے وہی نیت سے رہنے والے کو اس کے جسم میں رہنے والی روح ہی اس کے اعمال کو جلا رہی ہے۔وہ اعمال جو جسم کے باہر بھگتنی چاہئے اسے بھگتوانے کے لئے ہو یا بھگتے بغیر اعمال کو ختم کرنے کی قابلِ قدر جسم کے باہر والے حکام ہی ہیں۔وہ کام کو جو جسم کے اندر روح کرتی ہے،جسم کے باہر قدرت میں رہنے والے حکام سزا دینا ہو یا معاف کرنا ہو کر رہے ہیں۔یہ سب آنکھ کو دکھنے والی بات نہیں ہے۔صرف علم سے سمجھنے والی بات ہے۔اسی لئے وہ لوگ جن کے پاس علم ہے وہی اِن باتوں کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔جنہیں علم نہیں ہے اور جن لوگوں کو اللہ پر ایمان نہیں ہے وہ ہماری باتوں پر یقین نہیں رکھتے۔وہ اس طرح سوال کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ بتا رہے ہیں کیا اس کی کوئی دلیل ہے؟ بھگوت گیتا میں گنان یوگ کے ۳۷ شلوک میں جو پیغام ہے اسی کے بنیاد پر ہم یہ بات کہہ رہے ہیں اور وہی ہمارے لئے دوشن دلیل ہے۔اس طرح بتانے کے باوجود بھی بعض لوگ ایسے ہیں کہ ہم خود اپنے آنکھوں سے جب تک نہیں دیکھیں گے تب تک اس کا یقین نہیں کریں گے۔ویسے بھی ایسے لوگوں کو جسم کے اندر ہونے والے عمل کی معافی کے بارے میں تو

کچھ نہیں پتا ہے ۔اسی لئے ہمارے دادا پر ماتما نے ایسا سمجھا کہ باہر ہونے والے عمل کی معافی کے بارے میں ہی صاف طور پر (براہ راست) دکھے جیسا کرنا چاہیئے۔اس سے نادان لوگ تک ایمان لائیں گے اور وہ بھی علم والے بنیں گے اور ریشنلسٹ (Rationalists)، ناستک واد (Atheists) بھی سوچیں گے سمجھ کر یہ چیز یعنی حکام کے ذریعے گناہ کی معافی کی ظہور آج براہ راست دکھے جیسا خود اللہ نے ہی کیا ہے کہہ سکتے ہیں۔ باہر والا اللہ کچھ کئے بغیر مستحکم رہتے ہوئے سب کام اپنے کام کرنے والے قدرتی حکام کے ذریعے کروار ہا ہے۔ یہ بیان کر لئے کہ ایک دونوں کو نہیں بلکہ جس جگہ پر زیادہ تعداد میں یعنی گروپ (group) میں انسان موجود ہیں وہاں بڑے حادثے پیدا کر کے ،سو ہزاروں لوگوں کو مر گئے جیسا کر رہے ہیں۔ان کے عمل کو بھگتوانا ہی نہیں بلکہ عمل کو جلانے کا کام بھی کر رہے ہیں۔اب ایک ظاہری واقعہ کے ذریعے یہ معلوم کرتے ہیں کہ کیسے باہر کے حکام ان لوگوں کے عمل جلا دئے یا (نکال دئے) جو اللہ پر اور اللہ کے علم پر ایمان رکھتے ہیں۔جسم کے اندر کا اللہ یعنی روح (آتما اللہ) عمل کو مٹا رہا ہے یا نکلا دے رہا ہے پھر بھی وہ بات کسی کو سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ نہیں معلوم کہ وہ کس طریقے سے ہوا ہے۔ایک مار لگنے والا ہے لیکن وہ نہیں لگا (اس سے بچ گئے) یا ایک مہینہ ستانے کی روگ (بیماری) آئی ہے لیکن وہ ایک دن میں چلی گئی تو ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ سب کچھ عام طور پر ہی ہوا ہے۔ایک شخص کو پیٹ میں درد، ایک مہینہ بھگتنے والا کرم عمل میں آیا ہے۔تو وہ شخص اللہ کے پناہ میں (یعنی اللہ کے علم کے پناہ میں) آنے کی وجہ سے اس کا پیٹ میں درد ایک روز رہ کر باقی ۲۹ روز رہے بغیر چلا گیا۔ جب وہ شخص ایسا سمجھنے کا موقع نہیں ہے کہ وہ روگ اس کے پاس جو علم ہے اس کے وجہ سے چلا گیا ہے یا جسم کے اندر کا اللہ اپنے عمل کو معاف کیا ہے۔وہ ایسا سمجھے گا کہ اس نے جو دوا کھایا تھا اس کے وجہ سے ہی وہ پیٹ کا درد چلا گیا ہے۔اسے صرف وہ دوا (Tablet) دکھتی ہے جو اس نے ظاہری طور

پر نگلا ہو،اس طرح سمجھنے کا موقع بالکل نہیں ہے کہ علم کے وجہ سے معافی ہوئی ہے۔اوپر سے اس کو یہ بات بھی نہیں معلوم ہے کہ اسے وہ پیٹ کا درد ایک مہینہ بھگتنا تھا۔اسی لئے اس کا درد ایک گھنٹے میں جانے پر بھی یا ایک دن میں جانے پر بھی ہم لوگوں کے حساب سے اس کو عمل کی معافی یا عمل کو جلا دینا کہہ سکتے ہیں۔وہ بات اس شخص کو نہیں معلوم جسے پیٹ کا درد ہے۔وہ سمجھتا ہے کہ اپنا درد اس نے جو دوا (Tablet) نگلی یا کھائی اس کے ذریعے سے ہی گیا ہے۔وہ ایسا نہیں سمجھے گا کہ اس نے جو علم پر ایمان یا یقین رکھا اس کے وجہ سے وہ گیا ہے۔

اس طرح عمل کی معافی یا عمل جلنا ہوا تو بھی وہ انسان کو معلوم ہونے کا موقع نہیں ہے۔اس سے اللہ کی بات جھوٹ جیسا دکھنے کا موقع ہے۔اسی طرح جسم کے باہر کے اعمال حکام سزا دئے بغیر جلا دینے پر بھی اس کو ایسا سمجھنے کا موقع تک نہیں کہ وہ (اعمال) اللہ کے معاف کرنے سے گئے ہے یا جیسے اللہ کے گرنتھوں میں فرمایا ویسے عمل کو جلا دینا ہوا۔وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا عمل بہت ہی کم (تھوڑا ہی) ہے۔اس طرح حق معلوم ہوئے بغیر جانے کا موقع ہے۔انسان اس کے آنکھوں کے سامنے ظاہری طور پر جو دکھتا ہے اسی پر غور کرتا ہے مگر جو آنکھوں کو نظر نہیں آتا یا غیبانہ (Invisibly) جو چیزیں ہوتے ہیں ان کو سمجھ نہیں سکتا۔اس کے وجہ سے انسان علم میں آنے کا موقع کم ہو جاتا ہے۔نادان (جاہل) بننے کا موقع ہی زیادہ ہے۔ایسی صورت میں ہم نے اس طرح طلب کیا کہ وہ عمل کی معافی یا اعمال کا جل جانا ظاہری طور پر ہوتا کہ انسان اس کو سمجھ سکے۔اس طرح معلوم ہونے سے انسان کرم کی دہن یا عمل جل جانے کو پہچان کر بھگوت گیتا گنان یوگ ۳۷ شلوک میں کہی ہوئی '**کرم دہن یا عمل کا دہن**' یہ بات حق ہے کہہ کر معلوم ہوگا۔ایسا ہی بائبل گرنتھ میں کہی ہوئی '**گناہ کی معافی**' یہ جملہ کو یقین کریں گے۔ایسا ہی قرآن گرنتھ میں کہی ہوئی '**اللہ بخشنے والا ہے**' یہ بات کو بھی یقین کریں گے۔

کرم دہن کی بات بغیر باطن کے ظاہری طور پر معلوم ہوئے جیسا اللہ نے چاہا تا کہ انسان اللہ کی علم کو سمجھ سکے، اسی لئے ایسا کیا کہ کرم دہن ظاہری طور پر ہوا اور اسے انسان پہچان سکے۔ وہ لوگ جنہیں یہ معلوم ہوا کہ اپنے عمل سے باہر پڑے انہوں نے بول لئے کہ اللہ نے اپنے عمل کو معاف کیا اور ہمارے عمل کو نکال دئے، ایسا سن کر ہم خوش ہوئے۔ انسان دنیوی خواہشات مانگے بغیر دینی خواہشات مانگ سکتا ہے۔ وہ شخص کو اللہ پسند کرئے گا جو دینی خواہشات طلب کرتا ہے۔ میں نے سمجھا تھا یا سوچا تھا کہ کرم دہن ظاہری طور پر معلوم ہوتا تو اچھا ہوتا تب انسانوں کو معلوم ہوگا کہ اللہ کی علم کی اہمیت کیا ہے اور اس کی پاکیزگی کیا ہے۔ یہ بات اللہ بھی جانتا ہے اسی لئے وہ اللہ جس نے میری خواہش سنا باہر اعمال کی دہن کرنا ظاہری طور پر معلوم ہوئے جیسا کیا۔ بعض سوال کر سکتے ہیں کہ ظاہر سے کیسے معلوم ہوگا؟۔ اسی لئے اب ایک حقیقی واقعہ جو مجھے معلوم ہے اور جو میں نے دیکھا ہے اس کے بارے میں بیان کر لیتے ہیں۔ اس سے پہلے میں چند سینکڑوں واقعات کے بارے میں دوسرے لوگ مجھے بتائے تو میں نے سنا مگر براہ راست نہیں دیکھا۔ بہت سے لوگ مجھے کہنے سے بھی ظاہری شکل میں دکھانا بہتر ہے سمجھ کر ویڈیوز (videos)، فوٹوز (photos) لا کر دکھائے۔ تو میں اس کے بارے میں زیادہ سوچ نہیں پایا۔ کیوں کہ میں زیادہ وقت گرنتھوں کی تحریر میں گزارنے کی وجہ سے وہ ویڈیوز کے بارے میں، فوٹوز کے بارے میں ان کی وجہ کو ہو حقیقت کو ہو اس کے پیچھے کا علمی طریقہ کو سوچ نہیں پایا۔ ایک دن ایک مسلم شخص اور ایک شخص کے ساتھ جسے میں جانتا ہوں مل کر آنا ہوا۔ وہ مسلم شخص جو آیا تھا پانچ (۵) دن یا نو (۹) دن یہی رہ کر گیا تھا۔ وہ کتنے دن رہا وہ بات مجھے اب یاد نہیں ہے۔ شاید پانچ دن سمجھتے ہیں۔

وہ لوگ جن کی جسمانی صحت ٹھیک نہیں ہیں اور وہ لوگ جنہیں بہت سے صحت کے مسائل

(Health Problems) ہیں کرشن کے عبادت گاہ میں ۳،۵،۹ روز (دن) نیند کر کے جاتے ہیں۔ ان کا یہ یقین ہے کہ چند دن یہی رہ کر یہاں کا کام خدمت کے صورت میں کرنے کی وجہ سے ان کے صحت کے مسائل ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی ایمان و یقین کے ساتھ ایک مسلم فاملی (Family) یعنی تقریباً ۶۰ سال کا شخص اور اس کی بیوی دونوں آنا ہوا۔ جب میں مندر میں ہی تھا مگر میرے کمرے میں میں رہتا ہوں۔ نہ کوئی میرے پاس آتا ہے نہ میں باہر جاتا ہوں۔ وہ شخص جس نے اُس مسلمان کو بلا کر لایا تھا مجھ سے مل کر بات کرنے کے لئے اجازت مانگنے پر میں نے اجازت دی اور صرف وہ شخص میرے پاس آ کر بات کرنا ہوا۔ اس وقت اس نے اس مسلمان کے بارے میں زکر کیا تھا جو اس کے ساتھ یہاں پر آیا تھا۔ وہ شخص جو میرے پاس آیا تھا ہائی سکول میں استاد (ٹیچر) کی نوکری کر رہا ہے۔ اور وہ شخص کا بھی ٹیچر نوکری ہی ہے جسے وہ اپنے ساتھ لایا تھا، ایک ہی سکول میں کام کر رہے ہیں اسی لئے ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات ہے۔

وہ دونوں ٹیچرز (Teachers) نیلور ضلع، آتمکور میں نوکری کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ مسلم کو تقریباً چند سالوں سے پیٹ کا کینسر (cancer) ہے۔ اور وہ تین، چار سالوں سے بیماری سے تکلیف اٹھاتے ہوئے دواخانہ میں علاج کروا رہا ہے۔ اب تک کم از کم ۱۵ لاکھ روپے خرچہ ہو گئے۔ پھر بھی وہ ٹھیک نہیں ہوا۔ وہ سکول کو آ کر بیٹھ نہ سک کے سو جایا کرتا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر سب لوگ اس کی مدد کرتے تھے۔ سکول کو آ کر چلے جانے پر بھی حاضری ڈال کر تنخواہ دیتے تھے۔ وہ شخص جو میرے پاس آیا اس شخص کی بیماری نہ دیکھ سک کے میرے گرنتھ کو اس کے پیٹ پر رکھا جہاں پر اسے درد تھا تو وہ کرنتھ اس کے پیٹ کو چپک گیا۔ وہ کرنتھ جو پیٹ کو چپک گیا لگاتار (ceaselessly) آٹھ گھنٹوں تک چپک لینا ہوا۔ پھر آٹھ گھنٹوں کے بعد اس کا پیٹ درد چلا گیا۔ پیٹ کا درد چلے جانے

کے بعد وہ گرنتھ پیٹ سے اُکھڑ کر آ گیا۔ یہ سب دیکھ کر ان دونوں کو حیرانی ہوئی یعنی سدھاکرا چاری(sudhakarachari) جس نے گرنتھ دی اور وہ مسلم جسے گرنتھ چپک لیا۔ اور اس نے کہا کہ ہر دن کینسر بیماری سے تکلیف پڑنے والے محبوب باشا صاحب کو اس کے بعد پھر کبھی بھی وہ پیٹ کا درد نہیں آیا!۔ آنکھوں کے سامنے گرنتھ پیٹ پر لگا تار آٹھ گھنٹے چپک کر رہکے اس کرم (علم) کو جلانا جو تکلیف کے صورت میں ہے انہیں بہت تعجب اور حیرت انگیز (amazingly) لگا۔ وہ فوٹو مجھے دکھائے تھے جس میں میری گرنتھ اس کے پیٹ کو چپک لیا۔

پیٹ میں کا درد پورا چلے جانے کے ایک مہینہ کے بعد انہیں لگا کہ آشرم میں نیند کرے تو اچھا رہے گا۔ پھر وہ لوگ یہاں آئے۔ یہ پورا قصہ میرے پاس آکر جس شخص نے بات کی اس نے کہا تو میں نے سنا۔ پھر اُس دن اس (مسلم شخص کو) بلا کر بات کیا تھا جس دن وہ اپنے گاؤ واپس جانے والا تھا۔ اس نے کہا کہ اس کا نام محبوب باشا ہے اور پھر اس نے وہ پورا قصہ سنایا جو اس کے ساتھ ہوا تھا۔ اس سے مجھے سمجھ میں آیا کہ جو کچھ انہوں نے کہا وہ سب سچ ہے۔ جب تک اس بات پر میں نے غور نہیں کیا۔ پھر میں نے تھوڑا **آلوچنا (سوچ)**، تھوڑا **الوچنا (غور)** کیا تو اور تھوڑا یوچنا سے **معلوم** ہوا۔ جو فوٹو مسلم نے مجھے دکھایا تھا وہ (تصویر) مجھے بار بار یاد آتی تھی۔ اسی لئے اس بات کو میں نے لوچنا اور یوچنا تک لیکے گیا ہوں۔ اس فوٹو کو ۱۰۷ پیج کے شروع میں ہی دیکھ سکتے ہیں۔ ۱۱۸ پیج سے لیکر ۱۳۳ پیج تک اور تھوڑے تصویروں کو بھی آپ دیکھ سکتے ہیں۔

جو فوٹو میں نے دیکھی وہ ایک مسلمان کی ہے اور وہ گرنتھ ہندوؤں کی ہے جو اس شخص کو چپک لی۔ اللہ کو مذہب نہیں ہے۔ ہم انسان مذہب رکھ لئے۔ اللہ کے نظر میں تمام انسان ایک ہی ہے۔ اللہ نے انسانوں کا مذہب نہیں دیکھا۔ ان کے ایمان کو دیکھ رہا ہے۔ ایک مسلم نے اللہ پر ایمان

رکھ کے وہ گرنتھ کو جس میں اللہ کا علم ہے اپنے پیٹ پر رکھ لیا تو وہ گرنتھ اس کے جسم سے ایسے چپک گئی جیسے گوند(gum)لگا کر چپکایا ہو۔ وہ سب کو دکھنے والی منظر ہی ہے۔ ایسے دکھنے والے منظروں میں تین مذاہب کے لوگوں کے تصویریں موجود ہیں۔ اگر ایک گرنتھ انسان کو چپک لینے کی حد تک ہی بات ہوتی تو اس کو(لوگ) یہ کہہ کر برابر کر سکتے ہیں کہ کچھ تو بھی مایایا منتر کئے ہوں گے۔ اس طرح چپک لینے کے علاوہ اس فعل کے پیچھے روحانی راز چھپی ہوئی ہے۔ جس انسان کو گرنتھ چپک کر ویسے ہی ٹہر گئی ہے اس منظر کے پیچھے ایک ایسا بہادرانہ فعل ہو رہا ہے جو کسی کے عقل کو بھی نہیں ملے گی۔ ظاہری دنیا میں گرنتھ چپکنا ایک بڑی تعجب کی بات تو ہے ہی، اگر چھوٹی موٹی گرنتھ چپک لی ہوتی تو ایسا سمجھ سکتے ہیں کہ چلو، ہو سکتا ہے(اس میں کیا بڑی بات ہے)۔ لیکن ۸۰۰ صفحات کی گرنتھ کم از کم ایک کلو(1kg) سے تقریباً دو کلو وزن والی گرنتھ گراوٹیشنل اٹراکشن(gravitational attraction یا زمین کی کشش) کو بھی نیچے گرے بغیر، گراوٹیشنل اٹراکشن کے خلاف(opposite)ٹہرنا کسی کو بھی تعجب کی بات کی طرح ہی دکھتی ہے۔ ریشنلیسٹس(rationalists) جو اصل میں ناستک وادیاں(atheists) ہے اس منظر کو دیکھ کر ایسا سمجھ لے سکتے ہیں کہ یہ دھوکہ یا فریب ہے اور شہرت(publicity) کے لئے کسی چیز سے چپکا کر یہ سب فوٹوز دکھا رہے ہیں۔ چلئے، ٹھیک ہے ان کے بات کے برابر ہی دکھنے والی منظر دھوکہ، فریب ہو سکتا ہے۔ لیکن اس فعل کے بارے میں جو وہاں دِکھے بغیر ہو رہا ہے کوئی بھی کسی طرح کا تفسیر بیان نہیں کر سکتے۔ ہم نے خود اُس فعل کے بارے میں سوچنا ہوا جو وہاں بغیر دِکھے ہو رہا ہے۔ جب تک ہماری گراہت شکتی لوچنا، یوچنا تک نہیں گئی تب تک ہمیں ہی یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ لہذا، اس بات پر کوئی الزام نہیں لگا سکتا۔

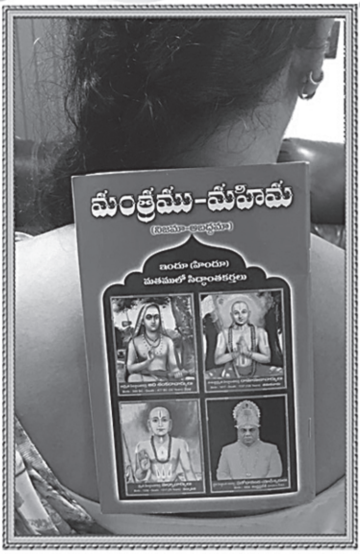
మంత్రము-మహిమ
(నిజమా-అబద్ధమా)
ఇందూ (హిందూ)
మతములో సిద్ధాంతకర్తలు

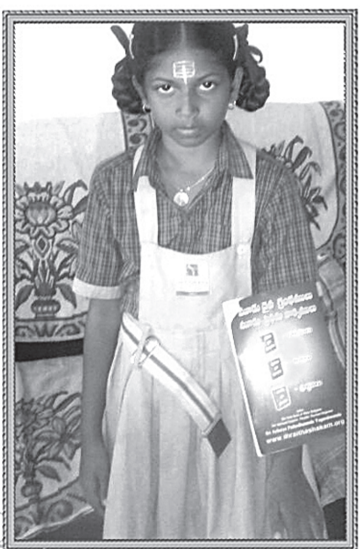

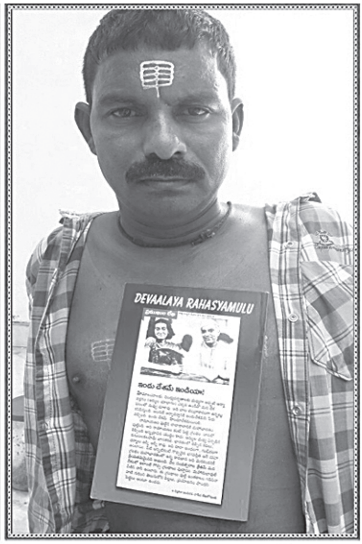
DEVAALAYA RAHASYAMULU

అంతిమ

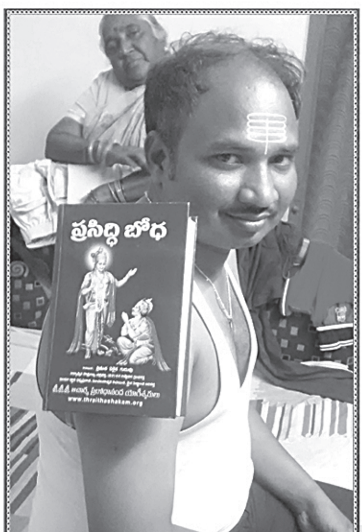
ప్రసిద్ధి బోధ
www.thraithashakam.org

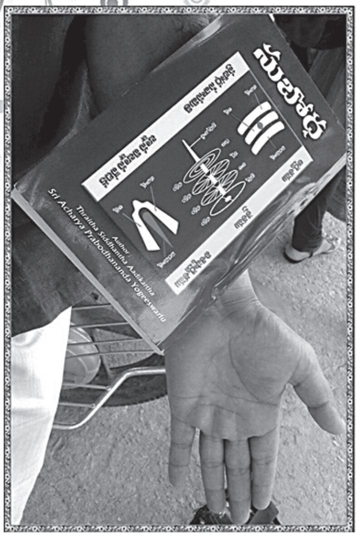

శ్రీకృష్ణుడు
దేవుడా! భగవంతుడా!!

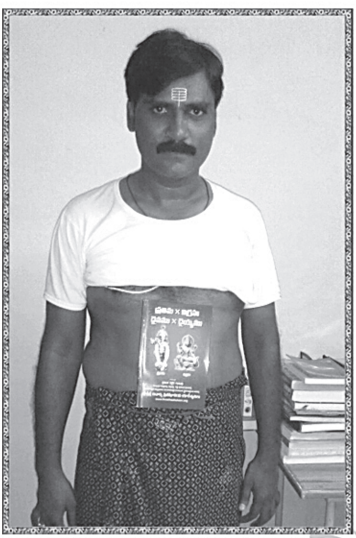

కల్వరి టెంపుల్
నేడు రక్షకుడు మీ కొరకు పుట్టియున్నాడు.
లూకా 2:11
నవంబర్ 2015 డిసెంబర్

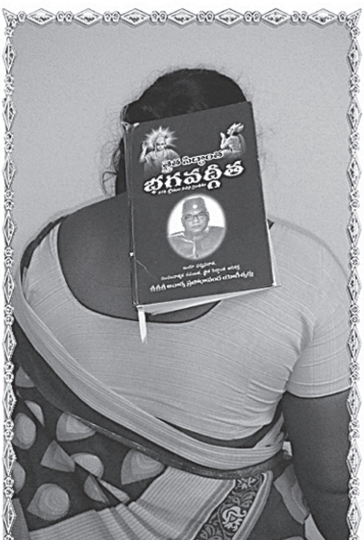
భగవద్గీత

దేవుని ముద్ర

ప్రసిద్ధ బోధ

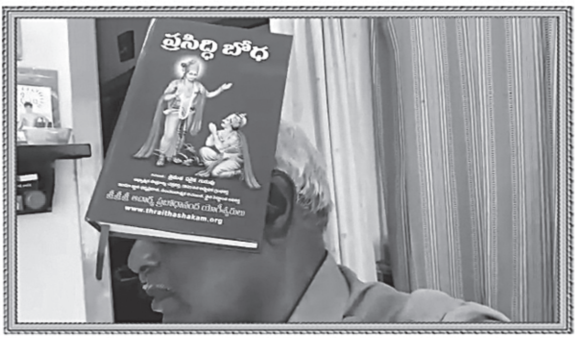
ప్రసిద్ధ బోధ
www.thraithashakam.org

గీటు రాయి
www.thraithashakam.org

www.thraithashakam.org

భగవద్గీత
www.thraithashakam.org

అంతిమ
దైవగ్రంథములో
జ్ఞాన వాక్యములు

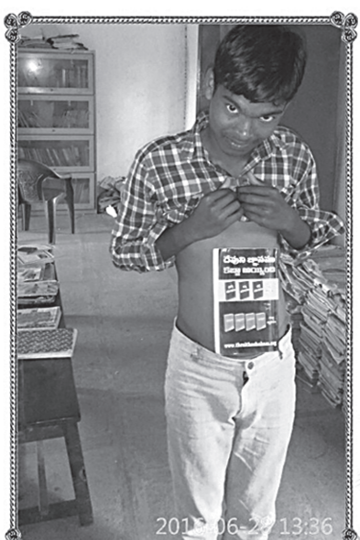

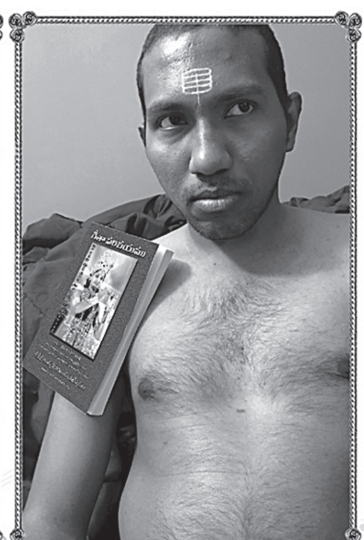

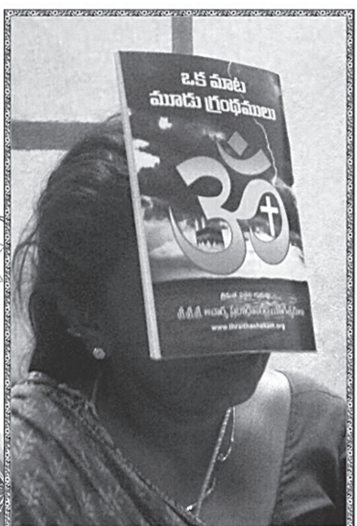
ఒక మాట
మూడు గ్రంథములు
www.thraithashakam.org

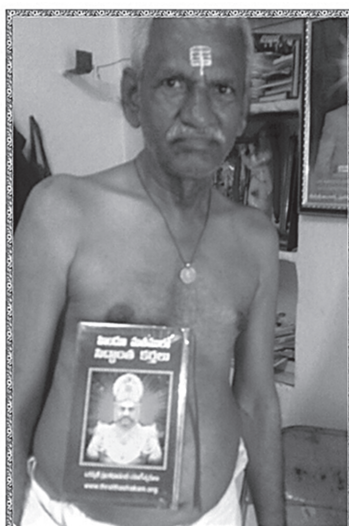

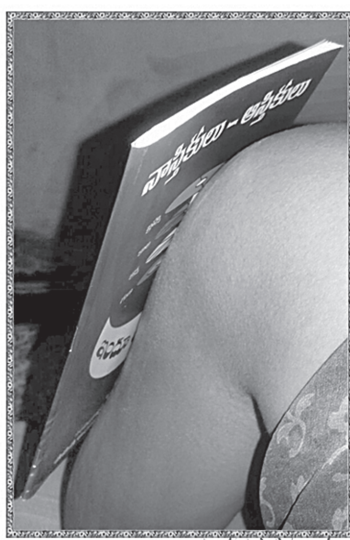

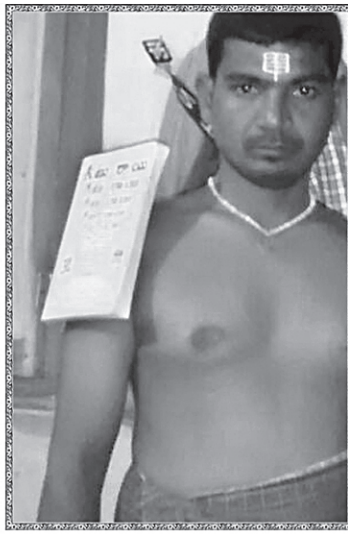

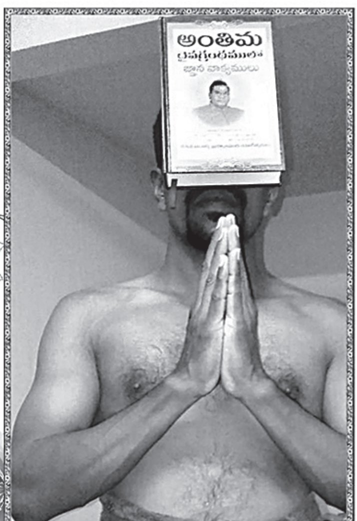
అంతిమ
జ్ఞాన వాక్యములు

దైవ గ్రంథములో
సత్యాసత్య విచక్షణ

NAASTIKULU - AASTIKULU

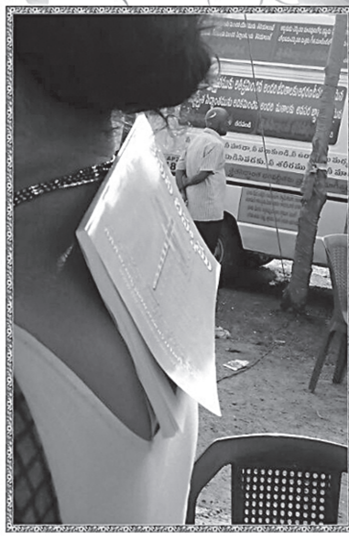

గురు ప్రార్థనామంజరి

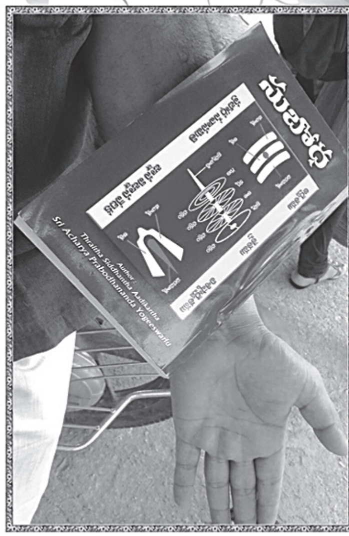
Author
Thatha Siddhantha Aadikartha
Sri Acharya Prabodhananda Yogeeswarulu

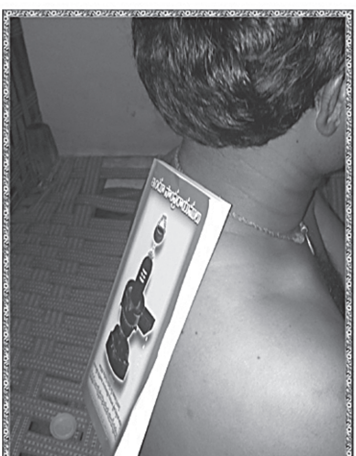

اب اصل بات پر آتے ہیں۔اس بات کو سننے کے بعد اور چند تصویریں دیکھنے کے بعد بھی میں نے ہلکے سے لیکر،اس کے بارے میں سوچا نہیں۔لیکن اب وہ محبوب باشا صاحب جو اپنے آپ کو غیر مذہبی کہتے ہیں انہوں نے اپنے بیماری کے بارے میں اور انہوں نے اس کے لئے جو خرچہ کیا اس کے بارے میں تفصیل سے بتانے کے بعد تھوڑے حد تک اس بات کے طرف میری نظر پڑی۔وہ روگ (بیماری) جو چند سالوں سے ہے ایک روحانی گرنتھ لگلے کے چند گھنٹوں تک نہ چھوڑنا، پھر وہ روگ (بیماری) چلے جانے (یعنی خوب ہوجانا) سے یہ دیکھنا پڑا کہ آخر اس کے پیچھے ایسا کیا طریقہ چل رہا ہے جو (انسانوں کے) آنکھوں کو نظر نہیں آرہا ہے۔خاص طور پر غور کرنے والی بات یہ ہے کہ! اس طرح کا کام صرف وہ گرنتھ کر رہے ہیں جو ہمارے ہاتھوں سے لکھے گئے اور وہ گرنتھ جو ہم نے ریلیز (Release) کیا ہے۔وہ گرنتھ جو ہم سے لکھی گئی چاہے وہ کسی بھی مذہب (ہندو،عسائی ہسلم) کی گرنتھ کیوں نہ ہو، تکلیف اُٹھانے والا شخص چاہے وہ کسی بھی مذہب کا کیوں نہ ہو،اس کی طرف وہ گرنتھ اثر (react) کر کے عمل (کرم) کی روک تھام کے لئے عمل کی معافی کے لئے اور عمل کو جلانے کا کام کر رہی ہے۔محبوب باشا صحاب جنہیں آپ لوگ تصویر میں دیکھا انہوں نے اپنا انوبھو (Experience) کو بتایا تو میں نے سنا۔جب تک اس بات کے بارے میں ہم نے غور و فکر نہیں کی ،بعد میں اس کے بارے میں گہرائی سے دیکھنا پڑا۔تو یہ بات میرے جاننے سے یا نہ جاننے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔لیکن دوسروں کو یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ آخر اس طرح گرنتھ لگ لینے کے پیچھے کیا ہو رہا ہے۔اس میں سب کو معلوم ہوئے بغیر جو طریقہ ہو رہا ہے اس طریقے کے راز کو تفصیلی سے بتانا ہی پڑے گا کیوں کہ اس سے سب کو علمی طریقے سے یہ بات معلوم ہو جائے گا یا سمجھ میں آجائے گا کہ آخر تین اللہ کے گرنتھوں میں اللہ عمل (کرم) کیسے معاف کرتا ہے؟۔

اس سے پہلے لکھی گئی لکھت (writing) میں ہم کہیں تھیں کہ انسان اللہ پر اور اللہ کے علم پر ایمان رکھیں گے تو جسم کے اندر اور جسم کے باہر گناہ کی معافی ہوگی۔ جسم کے باہر اللہ کی سلطنت یعنی قدرت میں وہ بھوت، گرح جو پالک ہے خاص طاقتیں اپنے اندر رکھتے ہیں اور ان کی شکلیں بھی بہت خاص رہ کر اعمال کو بھوگتوانے کے کام کے علاوہ ایسی صلاہیت یو طاقت رکھتے ہیں جس سے وہ ان لوگوں کے جو اللہ پر اور اللہ کی علم پر ایمان و یقین رکھتے ہیں گناہوں کے اعمال معاف کر کے احساس میں آئے بغیر جلا دے سکتے ہیں۔ تو اس طریقے سے ہی وہ سب ہوا ہے لیکن وہ بات ایسی نہیں دکھ رہی ہے کہ جس کا کوئی یقین کر سکے۔ اسی لئے اللہ سے ایسا طلب کرنا ہوا کہ اگر وہ صاف صاف ظاہری طور پر ہوتا تو اچھا ہوتا۔ اور اس سے سب کو یہ سمجھ نے کا موقع ملے گا کہ اللہ کی طاقت کیا ہے۔ میں خواہشات یا منتیں طلب کرنے والا نہیں ہوں۔ لیکن میں نے جو مانگا وہ میرے لئے نہیں ہے۔ اللہ کا علم دوسروں کو آسانی سے سمجھ میں آنے کا طریقے کو مانگا تھا۔ اسی لئے ہم نے سوچا (سمجھا) کہ یہ تمام لوگوں کی خواہش ہے اور یہ ان سب کی خواہش ہے جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ پھر اللہ نے بھی یہ خواہش یا ارادا میرے ایک کا نہیں بلکہ اس کے تمام بندوں کا ہے سمجھ کر میرے خواہش کو میرے پاس ہی، میرے گرنتھوں پر ہی دکھانا اور پورا کرنا ہوا۔ یہ دنیوی معاملہ نہیں ہے، اللہ کا معاملہ ہے۔ اس وجہ سے دھیان سے غور کرنا چاہئے۔

وہ اناصر اور سیارے جو تمام کائنات میں آسمان سے لیکر زمین تک پھیلے ہوئے ہیں ان میں سے چند خاص اناصر اور سیارے آ کر میرے پاس رہتے ہیں۔ وہ گرنتھ جو میرے ہاتھ کے ذریعے لکھی گئی، پورے طریقے سے تیار ہو جانے کے بعد اس گرنتھ کا پہلا نقل (copy) جب میرے پاس آتا ہے تو ایک بار میں اس گرنتھ کو دیکھنے کے بعد، وہ پالک جو میرے پاس موجود ہیں اُس نقل میں داخل

ہوتے ہیں، بعد میں باقی سب لوگ میرے پاس تیار ہوئے سو ہر ایک گرنتھ میں بھی ایک ایک کر کے ایک ایک گرنتھ میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ(procedure) ۱۹۸۰سے ہو رہا ہے پھر بھی یہ بات مجھے سچ مچ نہیں معلوم۔ اگر ایک گرنتھ کے ہزار copies بنے تو ہذار حکام آ کر گرنتھوں میں داخل ہو رہے ہیں۔ ۲۰۰۸ سال **''جنات- بھوتوں کا حقیقی واقعات''** گرنتھ کو لکھ کر پانچ ہذار copies تیار کرنا ہوا۔ جب پانچ ہذار حکام ایک بار سے وہ گرنتھوں میں داخل ہونا ہوا۔ جب وہ گرنتھ جس کے گھر میں بھی داخل ہو، اس گرنتھ کو کوئی بھی پڑھیں، جنہوں نے پڑھا ان لوگوں کو جب تک جو روگ بہت دن سے تڑپا رہے تھے، ٹھیک ہو گئے۔ اس گھر میں صحد کے مسائل چند صحیح ہو جاتے تھے۔ اس وقت ہی بہت سے لوگ یہ بات بتائے ہوئے آئے تھے۔ میں نے وہ باتیں بھی سنی جن میں چند اہم عمل کا روک تھام ہوا تھا۔ لیکن جب ان باتوں پر میں نے توجہ نہ دی۔ شاید، میں اپنے گرنتھ کے تحریروں میں مصروف رہنا ہی اس کی وجہ ہو سکتا ہے۔

حال ہی میں محبوب باشا، شاید تین سال پہلے جب مجھ سے مل کر بات کی اس وقت انہوں نے جو خوشی ظاہر کی تو مجھے وہ سارے باتیں یاد یا خیال آنے لگے کہ وہ طریقہ جس میں پچھلے زمانہ میں بہت سے لوگ اپنے روگ گوا لئے اور جو باتیں انہوں نے کہا ہے۔ آج کل اس طرح گرنتھ چپک لینا ویڈو میں اور فوٹوں میں دیکھا تھا مگر براہ راست نہیں دیکھا۔ لیکن میرے سامنے ایک انسان جسے گردن درد تھا اور وہ بہت تکلیف اٹھا رہا تھا۔ اور اس نے گردن کے نیچے حصے میں **'منتر- مہما'** گرنتھ رکھا اور وہ چپک لینا ہوا۔ آپ نے جو ۳۲ فوٹوز دیکھیں ہیں اس میں وہ فوٹو بھی ایک ہے۔ پیٹ(back) کے اوپر کے حصے میں سدھانتھ کرتائے کا تصویر اوپر سے دکھنے والا گرنتھ چپک لیا۔ تو اسے میں نے نیچے کے حصے میں پکڑ کر کھینچا۔ وہ اکھڑ کر نہیں آیا۔ پہلے مرتبہ تھوڑا پکڑ کر کھینچا بعد میں تھوڑا زور سے کھینچا پھر بھی

نہیں آیا۔ مجھے لگا ایسے کیسے ایک گرنتھ اتنی مضبوتی سے چپک سکتا ہے سمجھ کر میں نے شاید ۵۰ کلو وزن اٹھانے کی طاقت کو استمال کر کے یعنی میرے ہاتھوں کا پورا طاقت استمال کر کے نیچے کھینچا۔ جیسے اُڑُم دیوار پر چپک لیتا ہے ویسے ہی وہ بھی چپک لیا مگر اتنا زور سے کھینچنے پر بھی وہ اکھڑ کر نہیں آیا۔ پہلی بار اتنی مضبوتی سے گرنتھ جسم کو چپک لینے پر مجھے ہی تعجب لگا۔ پہلے ہی کہا تھا 'گرنتھوں میں حکام داخل ہوئے' ان کے طاقت کی وجہ سے گرنتھ نیچے کھینچنے پر بھی نہیں آیا۔ اور ایک قسم سے گرنتھ کو جسم سے اوپر نکالے تو وہ آسانی سے ہمارے ہاتھ میں آ رہی ہے۔ رکھتے وقت جیسے رکھا ویسے رکھے تو بنا محنت کے جسم سے الگ ہوکر آ رہی ہے۔ اگر نیچے کھینچے تو ہاتھ کے انگلیوں سے گرنتھ پھسل جا رہا ہے مگر وہ زرا بھی نیچے انگول بھی نہیں آ رہا ہے۔ پچھلے بھی ایسے لوگ ہیں جنہوں نے نیچے کھینچا۔ جب بھی جتنا بھی طاقت سے کھینچنے پر بھی وہ زرا بھی اس جگہ سے نہیں ہٹا کہیں تھے۔ نیچے کھینچے تو نہ آنے والا گرنتھ باہر سے نکالے تو آسانی سے اکھڑ کر آ رہا ہے۔

اور ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ! بعض لوگوں کو گرنتھ پیٹ پر چپک لیا اور جیسے جیسے جسم میں کا درد اوپر سرک رہا ہے تو گرنتھ بھی اس کے ساتھ جا رہا ہے۔ ایسے بھی کئی واقعات ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ نیچے سے جا کر گلے کو لگ لیا۔ بہت سے لوگوں نے یہ بھی کہا کہ بعض لوگوں میں جیسے درد بازو (side) ہٹ کر جا رہا ہے ویسے گرنتھ بھی خود بہ خود وہی ہل کر جا رہا ہے۔ گھٹنوں کے درد والے گھٹنوں پر گرنتھ کو رکھ لئے تو وہ ویسے ہی چپک گیا اور ان منظروں کو گرنتھ کے فوٹوز میں دیکھ سکتے ہیں۔ اور وہ گرنتھوں کے منظر بھی دکھ رہے ہیں جو پیٹوں پر، ہاتھوں پر، پیٹوں (stomach) پر، گردنوں پر ، سروں پر، گالوں پر چپک لئے۔ اور ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ! ان میں ایسا بھی ایک منظر ہے جس میں وہ '**اللہ کی مہر** (اللہ کی نشان)' جسے چہرے پر لگاتے ہے اس کا نشان (یعنی جس سے وہ نشان لگایا

جا تا ہے) بھی پیشانی کے حصے میں لگ کر ویسے ہی رہ گیا۔فوٹو میں ہی صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ شخص جس نے اس نشان کو لگا لیا ایک عیسائی ہے۔آپ ان منظروں کو دیکھ سکتے ہیں جن میں تین مذہب کے لوگوں کو گرنتھ چپک لئے۔ایسا چپک لینے سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ انسان کوئی بھی ہو اللہ پر ایمان رکھ سکتے ہیں اور اللہ کو، اللہ کے علم پر جو شخص ایمان رکھتا ہے وہ کوئی بھی مذہب والا کیوں نہ ہو اللہ کے حکام اس کے کرم کو نکال دیتے ہیں۔گرنتھ کے فوٹوز میں چھوٹے بچوں سے لیکر بوڑھوں تک، ہندوؤں سے لیکر عیسائی اور مسلمان بھی دکھ رہے ہیں۔اس کے مطابق معلوم ہو رہا ہے کہ انسان کو بھگتی ہے تو کافی ہے یعنی تھوڑا سا اگر ایمان ہے تو بھی کافی ہے، چاہے وہ چھوٹے عمر کے ہو یا بڑے عمر کے ہو ایسا ہی کوئی بھی فرقے کے ہو یا کوئی بھی مذہب کے ہو ان کے اعمال کو حکام جلا کر ان کے تکلیفوں سے چھوٹ کارا دلا کر یہ ثابت کر دیا کہ اللہ بڑا معاف کرنے والا ہے یا کرم جلانے والا ہے۔خاص طور پر غور کرنے والی بات یہ ہے کہ! صرف وہ گرنتھ ہی ایسا کام کر رہے ہیں جو ہمارے ہاتھ سے باہر آئے اور ہمارے علم سے بھرے ہوئے ہیں۔ہمارے پورے گرنتھ ایسے ہی ہے کہہ رہے ہیں۔ہم سے لکھی گئی، ہمارے ہاتھ سے باہر آئے (publish) ہوئے، **پر بودھا آشرم** کے گرنتھ میں ہی اللہ کے حکام آ کر داخل ہو رہے ہیں کہہ رہا ہوں۔

آپ گرنتھ میں 118 پیج سے لیکر 133 پیج تک جو فوٹوز ہیں ان میں چھوٹے بچے، درمیان عمر والے ، بوڑھے تین قسموں کے عمر والوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ایسا ہی ہندو، اسلام، عیسائیوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ایسا ہی وہ گرنتھوں کو دیکھ سکتے ہیں جو تین مذاہب سے متعلق ہے۔میں تین مذاہبوں کے علم کو اکیلا کہہ رہا ہوں۔اسی لئے بعض لوگ مجھے 'تین مت کا اکیلا گرو' کہہ رہے ہیں۔بعض مذہبی لوگوں کو ہمارا طریقہ یعنی تین الٰہی گرنتھوں کا علم کہنا ہضم نہیں کرتا ہوگا۔پھر بھی

میں سمجھتا ہوں کہ میں جو کام کر رہا ہوں وہ نیک کام ہے۔میں سمجھتا نہیں آپ لوگ ایک بار میرے گرنتھوں کو پڑھیئے۔میرے گرنتھوں میں جو مزاہ ہے وہ آپ کو خود معلوم ہو جائے گا۔گرنتھوں کے طرف اللہ کی عظمت صاف طور پر نظر آرہی ہے پھر بھی مذہب کے پیچھے پڑ کر مجھے سخت سست کہنے والوں کو گناہ کی معافی نہیں ملے گی۔میں کچھ نہیں سمجھوں گا لیکن حکام عذاب دکھائیں گے۔یہ میں اپنے تجربہ کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔بہت سے لوگ کو سزا بھی ملا، میں نے خود دیکھا اسی لئے کہہ رہا ہوں۔

اب تک یہ گرنتھ سے ملا کر میں نے چوراسّی (84) گرنتھ لکھے۔بعد میں بعض گرنتھ ایسے بھی ہیں جو ہمارے یہاں publish ہوئے اور ہمارے بھکت ہمارے علم کے مطابق لکھے۔ان گرنتھوں میں سے بعض گرنتھوں کو میں نے دیکھا اور انکو میرے ہاتھ کے ذریعے رہا کرنا ہوا۔اس طرح میرے پاس سے آئی ہوئی گرنتھوں کو بھی اللہ کی طاقت پھیل گئی۔کہہ رہا ہوں کہ اس میں حکام داخل ہوئے ہیں۔ایسے گرنتھ پانچ، چھ موجود ہیں۔میرے گرنتھ اب تک 84 ہوئے تو اللہ کا ارادہ ہے کہ آنے والے زمانہ میں سو گرنتھ سے اوپر آنا چاہیئے۔میں سمجھ رہا ہوں کے آنے والے گرنتھوں میں اب سے **خاص حکام** آنے والے ہیں۔میں جو باتیں کہہ رہا ہوں وہ دیکھ کر بعض لوگ حسد سے مذاک اڑاتے ہوئے بات کر سکتے ہیں۔میں جو کہتا ہوں وہ تمام خاص ہونے کی وجہ سے بعض لوگ بھکتی سے سن سکتے ہیں، بعض حسد سے بات کرنا بھی عام ہے۔اگر سمجھ میں نہیں آیا تو اور ایک بار پڑھ کر معلوم کر سکتے ہیں ورنہ خاموش رہنا بہتر ہے اگر آپ ایسے سمجھیں گے کہ ہم کیوں خاموش رہیں گے ضرور سخت باتیں کہیں گے تو اس وقت، وہ جگہ میں نظر نہ آتے ہوئے گرہ ہو یا بھوت ہو وہاں رہ کر اگر وہ سنیں گے تو وہ ان لوگوں کو اتنی آسانی سے نہیں چھوڑیں گے جنہوں نے سخت سست کہا۔اب تک بہت سے لوگ ایسے ہے جو روگوں کے شکار ہوئے۔ایسا ہی ایسے لوگ بھی ہے جو بلا وجہ مر گئے۔بعد میں ڈاکٹر

heart fail ہوا کہنا بھی عام ہے۔ جب کہنے کے لئے کچھ وجہ نہیں دکھتا تو سب heart fail ہی کہتے ہیں۔ جان بوچ کے اتنا خترہ مول لینا کیوں بولئے۔ سن کر خاموش رہو یا معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ کچھ بھی نہ کرتے ہوئے بلا وجہ بات کرنے سے بلا وجہ کے پریشانیاں، بلا وجہ کے موت ہونا ہم نے دیکھا ہیں۔ ہم نے لکھی ہوئی "جنات - بھوتوں کے حقیقی واقعات" گرنتھ میں اور "**شری کرشن اللہ ہے! یا خدا**" گرنتھ میں بھی ایسے باتیں لکھے گئے ہیں۔ اسی لئے آپ کے بھلائی کے لئے یہ کہہ رہے ہیں کہ! میں خود یہ کہہ رہا ہوں نا کہ! ہم نے اب تک جو بھی باتین کہی ہے وہ یقین کے لائق نہیں ہے ۔میرے بات کے مطابق معلوم کرنے کی کوشش کیجئے۔ ورنہ ایسے چپ چاپ رہئے جیسے آپ کو کچھ معلوم ہی نہیں۔

سوال: آپ نے کہا کہ "وہ گرنتھوں میں خاص حکام آئیں گے جو ہم لکھنے والے ہیں"۔ یہ کہنا ہی بڑی خاصیت ہے کہ آپ کے گرنتھوں میں حکام موجود ہیں۔ اب تک آپ نے وہ طریقہ بیان کیا جو دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے۔ اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ آنے والے گرنتھوں میں خاص حکام آئیں گے۔ یہ بات ہماری سمجھ کے باہر ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ یہ بات ہمیں تفصیل کے ساتھ سمجھائیے۔

جواب: ہم نے اللہ سے جو طلب کیا وہ حلال ہے یعنی ہم نے چاہا کہ کرم (اعمال) کا روک تھام اور پالنے کا طریقہ ظاہری طور پر (لوگوں کو) معلوم ہو۔ اسی لئے جسم کے باہر اللہ کے حکام کرم کو کیسے پال رہے ہیں وہ باطن سے سمجھ میں آنے پر بھی کیسے کرم کی روک تھام ہو رہی ہے یہ بات ظاہر سے معلوم ہوئے جیسا کیا۔ اور وہ بھی کہیں دوسرے جگہ نہیں بلکہ ہمارے گرنتھوں کے ذریعے ہی ہو رہا ہے۔ یہ تو سب کو صاف دکھ رہا ہے کہ گرنتھ کیسے جسم سے چپک لئے ہیں لیکن وہ کیسے ہو رہا ہے یہ بات ہمیں تھوڑے حد تک سمجھ میں آیا۔ اس کی تفصیل ایسا ہے ۔اللہ کے حکام دو قسم سے موجود ہیں۔ انہی کو

گرہ(graha) اور بھوت(bhoot) کہہ رہے ہیں۔بھوت اور گرہ دو بھی اللہ کے حکام ہی ہے لیکن گرہوں سے بھوت تھوڑا خاصیت اپنے اندرر کھتے ہیں۔گرہ یعنی سورج، چاند، کُج، بودھ، گرو، شکر، شنی وغیرہ گرہوں کا ورشہ رکھتے ہیں۔گرہوں کے لئے سات گرہ ورشہ گرہ ہے ایسا ہی بھوت یعنی آسمان ،ہوا، آگ، پانی، زمین یہ پانچ مہا بھوت ورشہ رکھتے ہیں۔بھوت اور اُپ بھوت جوقدرت کے حصے ہیں وہ پانچ طاقتوں کے اولاد کے مانند ہیں۔بھوت اور اُپ بھوت موجود ہیں۔پانچ بھوتوں سے تعلق رکھنے والے بھوتوں کی قوم چند ہذار کروڑ ہیں۔ایسا ہی سات گرہوں سے تعلق رکھنے والے گرہوں کی قوم بھوتوں سے دوگنا ذیادہ ہی چند کروڑوں میں ہیں۔اتنا ہی نہیں ہذار کو دوسو(200) کے حساب سے گرہ حکام (یعنی گرہوں کا قوم) میں کئی کروڑوں کے تعداد میں کسی کو معلوم نہ ہونے والے، بلاشکل والے اُپ گرہ بھی موجود ہیں۔یہ سب اللہ کے حکام کے details ہے تو ہر ہمیشہ انسانوں کے جسم میں بھی، جسم کے باہر بھی پالن جاری ہے۔جسم کے اندر روح ہی ایک طرف اللہ، اور ایک طرف فعل کار ہے۔

پرماتما ہی جسم کے باہر اللہ ہے پھر بھی وہ کچھ نہ کرتے ہوئے، اپنے قدرت کو سب کچھ سونپ کر وہ کچھ کام نہ کرتے ہوئے بیٹھ گیا۔قدرت پانچ حصوں میں رہتے ہوئے اپنے ورشہ حکام کو مقرر کر لی اور سات گرہوں کے ورشہ گرہوں کو بھی مقرر کر کے پالن کر رہی ہے۔قدرت، پرماتما کے کام کرنے سے اللہ کو کچھ کام نہیں رہا۔بھوتوں کی قوم کے حکام، قدرت سے تعلق رکھتے ہیں اور گرہ بھوتوں سے تیار ہوئے ہیں۔اس کے مطابق ہم نے بتایا کہ گرہوں سے بھی بھوت تھوڑا اہمیت والے ہیں۔گرہ (سیارے) قدرت کے حکم سے ہی کام کرتے رہتے ہیں۔ان کو یعنی گرہوں کو صرف 'تکلیف دینے کی اختیار' ہی ہے مگر انسانوں کو 'جان سے مارنے کی اختیار' نہیں ہے۔ایک بار انسان کو پکڑ لئے تو

پانچ مہینوں تک تکلیف دینے کی اختیار رکھتے ہیں بچھو کے زہر کے مانند تکلیف تک دینے کی اختیار رکھتے ہیں ایسا بائبل پر کٹنا گرنتھ میں بھی کہا ہے۔ وہ کوئی بھی تکلیف ہو جو انسان کو تکلیف پہنچاتی ہے قدرت کے اجازت کے بغیر گرہ (سیارے) انسان کو تکلیف نہیں پہنچاتے۔ اب تک تقریباً ۸۰ گرنتھوں تک ہمارے گرنتھوں میں صرف پالنے والے سیاریں ہی موجود ہیں۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ۸۰ گرنتھوں سے اب آنے والے گرنتھوں میں بھی گرہ نہیں بلکہ خاص بھوت داخل ہوں گے۔ بھوت خود قدرت کے ورثہ (heredity) ہی ہے اس لئے پانچ اناصر کے طاقت ان میں رہتی ہے۔ اسی لئے قدرت کے حکم کا انتظار کئے بغیر جب ضرورت پڑتا ہے تب 'خود فیصلہ' لینے کا اختیار رکھتے ہیں۔ انسانوں کے عمل کے مطابق گرہوں کی طرح نہیں، انسانوں کو مارنے کا اختیار بھی بھوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ انسانوں کو تکلیف دینے کے علاوہ مارنے کی اختیار گرہوں کو نہیں ہیں۔ بھوت ویسے نہیں جب بھی ضرورت پڑتا ہے تب فیصلہ لینا اور ضرورت کے مطابق مار ڈالنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ بعض لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ اس سے پہلے ہمارے خلاف جن لوگوں نے بات کیا ان لوگوں کو دوسرے دن ہی بھوتوں نے ماڈالا۔ اس دن اس شخص کے جس نے سخت سست کہا اس کی موت کی وجہ بھوتیں ہی ہیں لیکن یہ بات بہت سے لوگوں کو معلوم نہیں۔ اب یہ گرنتھوں میں بھی بھوتیں ہی داخل ہونے والے ہیں۔

بھوتیں اور گرہیں اللہ کی حکومت میں برابر کام کر رہے ہیں۔ بھوتوں کو اور گرہوں کو وہ اللہ نہیں معلوم جو قدرت کے پیچھے ہیں۔ پھر بھی جتنا بھکتی قدرت اللہ پر رکھتی ہے اتنا ہی بھوتیں اور گرہیں بھکتی کے ساتھ اللہ کے علم میں شردھا کے ساتھ وہ مکمل علم اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اب سے ۳۸ سال پہلے 'اللہ کا نشان' کو پہچان کر اس کے شکل کو تیار کر کے دکھانے کے بعد انسانوں سے پہلے اپنے پیشانی کے حصے میں 'اللہ کے نشان' یا 'اللہ کی مہر' کو جنہوں نے پہنا وہ بھوتیں اور گرہیں ہیں۔ جب سے ہمیشہ

اللہ کا نشان کا معنی ،اللہ کی مہر کا معنی دونوں قسم کے معانی جان کر پہن رہے ہیں۔زمین پر انسانوں سے بڑے علم والے ہیں۔زمین پر جو انسانوں کے صورت میں رہنے والے سومیاں، پنڈت اور مذہب کے بڑوں میں کتنے حد تک اصلی علم ہے پہچان کر ان کی علم کی صلاحیت کو صحیح تول کر بتانے والے پالک ہے۔باہر انسانوں میں وہ کتنا بھی بڑا علم والا کہلائے ،اس کے پاس صحیح علم نہیں ہے تو اس کی زرا بھی عزت نہیں کرتے۔اس کو عظیم نظر سے نہیں دیکھتے۔اس کے عمل کے مطابق بھگتواتے ہیں۔

سوال: "پالنے والے بھوت ایک ایک بار قدرت حکم دینے سے پہلے ہی خود فیصلہ لیتے ہیں" کہا ہیں ۔ایسے فیصلے کہیں پر لئے جیسا آپ کو کیسے معلوم ہے؟ ایسے فیصلے کہاں پر لئے ہیں زرا تفصیل کے ساتھ سمجھایئے؟

جواب: مجھے کیسے معلوم ہے یہ بات تجھے بتانے پر بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔اگر میں نے کہا تو بھی تجھے سمجھ میں نہیں آئے گا۔تمہیں سمجھ میں آنے کے لئے پہلے **بھوت کیا ہے؟ گرہ کیا ہے؟** یہ بات پہلے معلوم ہو کر رہنا ضروری ہے۔بعض لوگ مجھے پوچھ رہے ہیں کہ بھوت یعنی جنات ہی ہے نا!۔ان کو ویسے ہی سمجھ میں آئے گا۔میں نے ایسے لوگوں سے کہا کہ دیکھو! بھوت مطلب ایک خاص قوم سمجھو۔جنات اور بھوتوں کو بالکل تعلق نہیں ہے"۔میرے بات پورا ہونے سے پہلے ہی کہہ رہے ہیں کہ "آپ نے" **جنات اور بھوت**" گرنتھ کو لکھے تھے نا!" جب اس کا مطلب دو بھی ایک ہی ہے نا!۔ میں نے کہا کہ وہاں پر میں نے اس لئے لکھا تا کہ یہ معلوم ہو کہ جنات اور بھوت الگ ہے۔تو وہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں نہیں ہمارے بڑوں نے کہا کہ جنات اور بھوت ایک ہی ہے۔لیکن وہ یہ بات نہیں جانتے کہ ان کو ہو یا ان کے بڑوں کو ہو یہ بات معلوم نہیں ہے۔

انسانوں کو تکلیف دینے کی اختیار گرہوں کو دی گئی ہے لیکن ان کو مار ڈالنے کا اختیار نہیں

ہے۔لیکن باہر دنیا میں چند سڑک کے حادثوں میں بعض لوگ مر جانا ہو رہا ہے۔ جب ان لوگوں کو کس نے مارا؟اس بات پر غور کریں گے تو صرف اتنا ضرور بتا سکتے ہیں کہ گرہوں نے وہ کام نہیں کیا۔صاف معلوم ہو رہا ہے کہ جب وہاں جنہوں نے مار ڈالا وہ بھوت ہی ہیں۔ہم نے کہا کہ بھوتوں کو حکم نہ دینے پر بھی وہ اس طرح کے کام کر رہے ہیں۔وہ ایسا اس لئے کر رہے ہیں کہ! بھوت قدرت سے تعلق رکھتے ہیں۔وہ اپنے اندر یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ قدرت میں رہنے والے فیصلے کو قدرت ان سے کہے بغیر ہی پہچاننے کی طاقت رکھتے ہیں۔قدرت ہی بھوتوں کی طرح تقسیم ہو کر بھوتوں کی صورت میں رہنے سے قدرت سے خاص کر حکم کی ضرورت کے بغیر ہی، جو بولنے والے فیصلہ کے برابر کا فیصلہ بھوت لینا ہو رہا ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوا۔بعض موقعوں پر وہ ایسا کر رہے ہیں۔صرف نادان لوگوں کے ساتھ وہ بھوت ایسا پیش آ رہے ہیں۔علم والوں کے ساتھ اور لاعلم والوں کے ساتھ بھوتوں کا سلوک (behaviour) الگ الگ ہوتا ہے۔علم والوں کے معاملوں میں بھوت خود سے فیصلہ نہیں لیتے ہیں۔علم والوں کے معاملوں میں قدرت جیسا فیصلہ کرتی ہے ویسے ہی (اس کے مطابق ہی) وہ کرتے ہیں۔لیکن اس کا کوئی بھروسا نہیں ہے کہ نادانوں کے معاملوں میں بھوت قدرت فیصلہ دینے تک انتظار کرتے ہیں۔صرف وہاں پر بھوت خود کے فیصلوں کے حساب سے ہو رہے ہیں۔

جو شخص زمین پر اللہ کا علم جان کر تین گرنتھوں کے مطابق جیسے اللہ نے کہا ویسے عمل کرنے والے کو عالم کی طرح حساب کر کے بھوت اور گرہ اس کی عزت کر رہے ہیں۔اس کے طرف عزت کا خیال رکھتے ہیں۔لیکن وہ لوگ جن کے پاس اللہ کا علم نہیں ہے اللہ کے حکام ناخوشی سے ان کی عزت نہیں کرتے۔نادان لوگ اللہ کے بارے میں جسم میں ہو یا جسم کے باہر ہو ذرا بھی معلوم نہیں کرتے اور جاننے کی کوشش نہیں کرتے ،اوپر سے چھوٹے موٹے دیوتاؤں اور جنات یعنی بہت سے دیوتاؤں کو

جنہیں خود اللہ نے پیدا کیا ہے ان کو ماننے والوں کو دیکھتے ہیں تو گرہوں کو اور بھوتوں کو بہت ہی غصہ آجاتا ہے۔ غیر اللہ کے درشن کے لئے جو لوگ جاتے ہیں صرف ان لوگوں کا سامنا کر کے سڑک کے حادثوں کو گرہ اور بھوت ہی کر رہے ہیں۔ وہ سفر حکام سے دیکھا نہیں جا سکتا جو غیر اللہ کی درشن کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ وہ اللہ کو چھوڑ کر جس نے ان کو پیدا کیا دیوتاؤں کی عبادت کرنا اور درشن کے لئے جو سفر کرتے ہیں ان میں ہی زیادہ حادثے (accidents) ہو رہے ہیں۔ جنہوں نے حادثہ کیا اگر وہ بھوت ہیں تو انسانوں کو جان سے مار ڈالتے ہیں۔ اگر گرہ کر رہے ہیں تو جان سے مارے بغیر مارا لگنے حد تک (تکلیف) دیتے ہیں۔ سفر بہت سے ہو رہے ہیں مگر ان میں زیادہ فیصد غیر اللہ کی درشن کے لئے جانے والوں کے ہی ہوئے ہیں۔

دیوتاؤں کی سفر کے علاوہ اس کے بعد زیادہ روڈ کے حادثے ہونے کا شادیوں کے معاملوں میں ہی ہیں۔ شادی کا کام پورا اللہ سے متعلق ہے۔ وہ بات ہم نے ''اندوساںپر داے(indu sampradayamulu)'' گرنتھ میں لکھ کر رکھے ہیں۔ شادی میں ہر کام اللہ کے علم سے جڑی ہوئی ہے تو آج کوئی بھی اس طریقے سے یعنی علمی طریقے سے، علم جان کر شادیاں نہیں کر رہے ہیں۔ اسی لئے شادی کے کاموں سے پہلے ہو، شادی میں ہو اور شادی کے بعد ہو جب سفر کرتے ہیں یا باقی وقتوں میں ہو اللہ کے حکام حادثے کرنے کے لئے دیکھتے رہتے ہیں۔ جب موقع ملے تب حادثے کرتے ہیں۔ معلوم ہو رہا ہے کہ شادی سے متعلق اور شادی کے معاملوں میں ہی روڈ کے حادثے زیادہ ہوئے ہیں۔ یہ سب دیکھنے سے یہ پتا چل رہا ہے کہ ''انسانوں کو علم نہ رہنا ہی اس کا پہلا وجہ'' ہے۔ شادی کے کام میں ہو یا شادی کے سفر میں ہو، اگر کوئی گنانی (عالم) ہو تو وہاں حادثے نہیں کرتے۔ جنہوں نے پیشانی کے حصے میں اللہ کا نشان پہنا وہاں کا حادثہ ہٹ جاتا ہے۔ حکام کو اللہ کا علم بہت پسند ہے اور اس

کی عزت کرتے ہیں۔ایسا ہی نادانی سے حکام نفرت کرتے ہیں ویسے لوگوں کواس طرح دیکھتے ہیں جیسے دشمن کودیکھ رہے ہو۔

بائبل پرکٹن گرنتھ میں باب ۹ کی جملہ نمبر۴ میں جو کہا تھا وہ آپ لوگ سن کر ہیں نا! کہ قدرت سے یعنی قدرت کے پیچھے رہنے والے اللہ کا حکم یہ ہے کہ صرف ان لوگوں کو تکلیف پہنچاؤ جنہوں نے اللہ کا نشان نہیں پہنا۔وہ درختوں کواور گھانس کو کچھ تکلیف مت دو جنہوں نے اللہ کی مہر نہیں پہنا۔اس بات کے مطابق معلوم ہورہا ہے کہ ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ کی مہر نہیں پہنی،قدرت ان سے نفرت کرتی ہیں۔ورنہ کہا ہے کہ اللہ کی مہر پہننے سے اس کا گناہ معاف کیا جارہا ہے اسی لئے ان کو تکلیف مت دو۔اگر یہ سب غور کریں تو یہ جان لیں کہ اللہ کو(قدرت کو) اللہ کے حکام کو اللہ کا نشان بہت پسند ہے۔یہ جنات یا سوکشم شریروں کو(sokshma shareer) کو آگ کی گولے کے مانند گرمی چھنکتی(sprinkle) رہتی ہے۔اسی لئے مرنے کے بعد یعنی وہ لوگ جنہوں نے عکال موت (یعنی وقت سے پہلے موت ہونا) پایا ان لوگوں کو دیکھ کر ڈر سے دور ہٹ جاتے ہیں جنہوں نے اللہ کی مہر پہنی ہے۔اگر جنات نادان ہے تو ان کو اللہ کی مہر کی گرمی لگتی ہے۔اگر جنات تھوڑا علم رکھتے ہیں تو ان لوگوں کو اللہ کے نشان سے کوئی تکلیف نہیں رہتی۔

اللہ کی مہر پہنے ہوئے لوگوں کو دیکھیں تو ڈرنے کی وجہ سے، جنات ان لوگوں میں داخل نہیں ہو سکتے جنہوں نے اللہ کی مہر پہنا۔پہلے سے ہی ان کے جسم میں جنات رہنے پر بھی، کیوں کہ انہوں نے اللہ کی مہر پہنا ہے ان کے جسم میں رہنے والے جن کو تکلیف ہوتی ہے۔اسی لئے نئے سے ٦ مہینہ یا سال سے رہنے والے جنات ہو تو وہ جسم کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔سال سے زیادہ وقت سے رہنے والے جنات ان لوگوں کے جسموں سے جن باہر نہ جاسک کے تکلیف اٹھاتی رہتی ہے۔تین یا

چار سالوں سے زیادہ وقت سے رہنے والوں کا حال بھی جسم میں بہت تکلیف سے رہتی ہے۔جسم میں پھنس جا کر رہنے کی وجہ سے وہ جانے کے لئے سوچنے پر بھی نہ جاسکنے کی حالت میں وہ رہتے ہیں۔

اللہ کی مہر کہے یا اللہ کا نشان کہے دوایک جیسا ہی دیکھنا چاہئے۔انسان کے جسم میں رہنے والا اللہ،جسم کے باہر رہنے والا اللہ اس طرح دو قسم سے علم جاننا چاہئے۔تو تین الٰہی گرنتھوں میں بتایا گیا کہ ہر شخص جس کی عبادت کرنی چاہئے وہ جسم کے اندر کا اللہ ہی ہے اور وہ ایک ہی معبود ہے۔اگر اللہ کا علم مکمل معلوم کر سکے تو اور تخلیق سے پہلے کا اللہ، پر ماتما ہے اور تخلیق کے بعد کا اللہ، روح ہے یہ بھی معلوم کر سکے تو معلوم ہوجائے گا کہ خود پر ماتما اللہ نے ہی آتما اللہ کی عبادت کرنے کے لئے کہا ہے۔اتنا ہی نہیں یہ بھی سمجھ میں آجائے گا کہ تین الٰہی گرنتھوں میں آتما اللہ کو ہی معبود کہا ہے جو جسم میں موجود ہے۔اس طرح جاننے سے تخلیق سے پہلے اللہ اور تخلیق کے بعد کا اللہ اس طرح ایک ہی اللہ کو بول لے رہے ہیں۔ایک ہی اللہ کو ایسا کہنا پڑا۔اسی لئے ایک ہی نشان کو مہر،نشان اس طرح دوناموں سے کہنے پر بھی یہ جان لیں کہ وہ دو ایک ہی ہے۔علمی طریقے سے سمجھانے کے لئے جسم میں رہنے والے اللہ کے نسبت **'اللہ کا نشان'** جسم کے باہر رہنے والے اللہ کے نسبت **'اللہ کی مہر'** کہہ رہے ہیں۔تو ہندو خاص طور پر پہلے اللہ کا نشان، بعد میں اللہ کی مہر دونوں جاننی ہے۔اگر عیسائیوں کی بات کریں تو وہ اللہ کی مہر کو پہلے بعد میں نشان کو جاننا چاہئے۔اب مسلموں کی بات کریں تو اللہ کا نشان پہلے پھر اللہ کی مہر جاننی ہے۔

وہ مسلم جو قرآن کو اپنی گرنتھ کہتے ہیں اس میں سورح ۵ آیت ۲ میں (5-2)اور (22-32)''**اللہ کا نشان**'' نام سے جملے ہیں۔اسی لئے مسلم پہلے اللہ کا نشان معلوم کرنا چاہئے۔اللہ کا نشان سمجھنے کے بعد وہی نقشہ کو اللہ کی مہر کی طرح بھی معلوم کرنی چاہئے۔عیسائیوں کی بات کریں تو وہ

کہتے ہیں کہ ہماری گرنتھ بائبل ہے اس گرنتھ میں 'پرکٹن گرنتھ' سبق میں '**اللہ کی مہر**' کہہ کر کہا گیا ہے اسی لئے عیسائیاں اللہ کی مہر کے بارے میں پہلے جان کر بعد میں اللہ کے نشان کے بارے میں جاننا چاہئے۔ ہندوؤں کی بھگرت گیتا میں کہیں بھی اللہ کا نشان یا اللہ کی مہر نام رکھ کر نہیں لکھا گیا ہے۔لیکن یہی سے ہمیں یہ دوطریقے معلوم ہوئے۔تین مت کے لوگوں کے لئے ،تین گرنتھوں میں برابر علم بتایا گیا ہے۔اتنا ہی نہیں کونسی بھی گرنتھ خاص کر کسی بھی مت کی نہیں ہے۔کہا گیا کہ وہ کوئی بھی گرنتھ ہو سب مت کے لوگوں کے لئے ہے مگر یہ نہیں کہا گیا کہ فلانا مت کے لوگوں کے لئے فلانا گرنتھ ہے۔اسی لئے تین مت کے لوگ ایک ہی اللہ کا علم کو معلوم کر رہے ہیں۔جیسا کہ ایک ہی اللہ کے علم کو تین الٰہی گرنتھوں میں کہا ہے ویسے ہی اگر وہ اللہ کا نشان اور اللہ کی مہر کی علم جو دوقسم کے علامت کی طرح بتائی گئی ،اگر اسے معلوم کیئے تو وہی مکمل عالم ہے۔آسمان میں بھی اور زمین پر پھیلے ہوئے اللہ کے حکام یعنی بھوت اور گرہ دونوں دونشانیوں کو جانتے ہیں اور وہ اللہ کی علامت کو پہن رہے ہیں۔

آغاز میں زمین پر دو ہذار سال جب 'مذہب' نام رکھ لے کر جو پیدا ہوئی وہ عیسائیت ہے۔تب تک وہ ہندوسماج جو ابتداء کائنات سے ہے،عیسائی مت پیدا ہونے کے بعد ہندومت کی طرح بدل گئی۔عیسائی سماج اپنے آپ کو عیسائی مت بول لینے کے بعد باقی متوں (مذاہبوں) کا آغاز ہوا۔آج زمین پر پورے ۱۲ مذاہب ہیں تو اس میں بڑے اور اہم علم رکھنے والے صرف تین ہی ہے۔وہی **اندو،اسلام،عیسائیت** ایسا تین **مذاہبوں** میں ہیں۔تین **مذہب** کے لوگ اللہ نے کہی ہوئی ایک ہی علم کو مذاہب گرنتھوں کی طرح چیر لئے۔چاہے کون کیسے بھی سمجھے،تین گرنتھوں میں بھی **ایک ہی اللہ ،ایک ہی علم** موجود ہے۔تین گرنتھوں میں بھی تین روحوں کے بارے میں جو کہا وہی اہم علم ہے۔تین گرنتھوں میں گرنتھ کی بنیادی (اہم) علم تین روحوں کی علم ہی ہے۔یعنی تین گرنتھ بھی تین

روحوں کی علم کو رکھتی ہے۔ تین گرنتھوں میں بھی گرنتھ کے درمیانی حصے میں تین روحوں کے بارے میں کہا ہیں۔ خوب غور کرے تو تین گرنتھوں میں کسی بھی گرنتھ کا اہم قائدہ (formula)، بنیادی علم تین روحوں کا علم ہی ہے۔ یہ پہچان سکتے ہیں کہ تین روحوں سے تعلق رکھنے والا علم ہی باقی پورا گرنتھ رہتا ہے۔ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ تین روحوں کے بنیاد پر ہی اللہ کا نشان ایسا ہی اللہ کی مہر کو بتائے ہیں۔ تین گرنتھوں میں بھی تخلیق سے پہلے کا اللہ اور تخلیق کے بعد کا اللہ اس طرح دو قسم سے تقسیم ہو کر دکھ رہا ہے۔ یہ جان لیں کہ وہ دو قسم کے اللہ ؤں کے بارے میں لکھ کر جو دکھایا گیا وہی **''اللہ کا نشان''، ''اللہ کی مہر''** ہے۔

انسانوں کو اللہ نے عطا کی ہوئی تین اللہ کے گرنتھوں میں بھی وہ طریقہ ہے جس سے انسان واپس اللہ تک پہنچ سکتا ہے پھر بھی انسان اسے سمجھ نہیں پایا۔ تو تین مذاہب والے اپنے آپ اللہ کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔ اور یہ بال لے رہے ہیں کہ ہم اللہ کے راہ میں سب سے آگے ہیں۔ حقیقت میں تین مذاہب کے لوگ اللہ کے طرف ہی سفر کر رہے ہیں لیکن وہ آگے پیچھے ہیں کہہ سکتے ہیں۔ عیسائی بول لے رہے ہیں کہ ہم ہندوؤں سے آگے ہیں۔ ایسا ہی مسلم کہہ رہے ہیں کہ ہندو اور عیسائیوں سے ہمارا علم ہی اعلی ہے۔ ان سے بھی ہم اصلی علم رکھتے ہیں اور ان کے اللہ ؤں سے ہمارا اللہ ہی اعلی ہے۔ یہ تو عام بات ہے کہ ہر کوئی اپنے آپ کو اعلی کہتا ہے۔ لیکن اصل میں تین مذاہب کے لوگوں میں کون آگے ہیں اس بات پر غور کریں تو ایسا معلوم ہو رہا ہے۔ اللہ کے علم کا بنیاد، دُھرا (axle) سب تین روح ہی ہے۔ اللہ تین روحوں کی صورت میں ہی ہے۔ اسی لئے تین روحوں کے بنا (بنیاد) پر ہی تمام علم رہتا ہے۔ وہ علم جو تین روحوں کو آدھار کر لے کے ہے وہی تین اللہ کے گرنتھوں میں ہے۔

آج تین مت کے لوگ جتنا شردھا اپنے اپنے مت کے customs پر دکھائے اتنا

شر دھا اللہ نے کہی ہوئی علم پر نہیں دکھایا۔اسی لئے مکمل علم تین گرنتھوں میں موجود رہنے پر بھی اسے انسان معلوم نہیں کر سکے۔ ہندومت میں لوگ 'اللہ' لفظ کو بھول کر، 'دیوتائے' لفظ میں پڑ گئے ہیں۔ان کو وہ تین پُرشوں کا علم جو بھگوت گیتا میں کہا ہے معلوم ہی نہیں ہوا۔اللہ پر ایمان رکھنے والوں میں سب سے پہلے مسلم ہی ہے لیکن ان کے پاس بنیادی روحانی علم نہیں ہے۔مسلموں میں دعا، ایمان دو بھی مضبوت ہے۔وہ سفر تو کر رہے ہیں مگر منزل نہیں جانتے اسی طرح اللہ پر ایمان رکھ کے، اللہ ایک ہی ہے کہتے ہوئے دعا کر رہے ہیں لیکن اپنے گرنتھ میں کہی ہوئی علم کو چھوڑ کر کتنے بھی دن ایسے دعا کرنے پر بھی وہ بیکار کی محنت ہی ہوگی (اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا)۔اس کی مثال ایسی ہے کہ گھر کو جانے کے لئے ہی چل رہے ہیں لیکن راستہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے قبرستان پہنچ گئے جیسا رہتا ہے۔قرآن گرنتھ میں **سورح ۵۰، آیت ۲۱ میں جو تین روحو کی بات ہے** وہی اللہ کی علم کا بنیادی جملہ ہے۔یہ بات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ان میں بھی کوئی بھی فائدہ نہیں پا سکے۔ویسے بھی وہ بات کسی کو نہیں معلوم ہے۔بس سمجھ رہے ہیں کہ ہم سب سے بڑے عالم ہے۔وہ بالکل پیچھے مڑ کر نہیں دیکھ لئے۔

تمام علم کی بنیاد تین روحوں کی علم ہے۔بھگوت گیتا میں کہی ہوئی **کشر، اکشر، پُرشوتم** جب معلوم نہیں ہے تو وہ کتنے بھی بڑے گنانی (عالم) ہو کچھ بھی فائدہ نہیں ہے۔ایسا ہی وہ عیسائی جو بائبل گرنتھ میں کہی ہوئی **باپ، بیٹا اور پاک روح** کے بارے میں نہیں جانتے اس کا مطلب یہ ہے کہ راہ سے ہٹ کر (یعنی راستہ بھٹک کر) چل رہے ہیں۔چاہے کتنا بھی دعا کر لیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔تو باقی دو مذاہب والے تین روحوں کے بارے میں زکر نہ کرنے پر بھی صرف ایک عیسائی مذہب کے لوگ تین روحوں کے نام بول لے رہے ہیں۔صرف کہنے کے حد تک ہی یہ تین روحوں کے نام باپ، بیٹا اور پاک روح رہ گئے۔وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تین نام متی خوشخبری کے ۲۸ باب میں ۱۹ جملہ میں

ہے۔ایک دن جب ایک عیسائی استاد سے ملا تو اس کے ساتھ تھوڑی دیر تین روحوں کے بارے میں بات کرنا ہوا۔وہ گفتگو اب دیکھئے۔

میں: آپ تو عیسائی استاد ہے نا! آپ جو علم بتائیں گے باقی عیسائی بھی وہی سنتے ہیں۔آپ عیسیٰ کو ابن آدم کہتے ہیں نا!۔عیسیٰ انسان کا بیٹا ہے کیا؟ کیا وہ اللہ کا بیٹا نہیں ہے!۔

استاد: دیکھنے کے لئے عیسیٰ ابن آدم ہی ہے۔اس کو ہم ابن آدم ہی کہنا ہوگا۔لیکن عیسیٰ چند موقعوں پر اپنے آپ کو اللہ کا بیٹا کہا ہے۔

میں: کیا عیسیٰ اللہ کا بیٹا نہیں ہے؟

استاد: جہاں تک ہم لوگوں کو معلوم ہے اس کے ماں باپ ہے۔اسی لئے اسے ابن آدم کہے ہیں۔

میں: باپ سے کیا مراد ہے؟ اور عیسیٰ کا باپ کون ہے؟

استاد: یہ کہنا پڑے گا کہ عیسیٰ کا باپ اللہ ہی ہے۔اللہ کو ہی باپ کہنا چاہئے۔

میں: پاک روح کون ہے؟

استاد: اللہ ہی کو پاک روح کہنا چاہئے۔

جو بات چیت اس استاد سے ہوئی اس میں اس نے **باپ، بیٹا، پاک روح** لفظوں کا معنی ایسا کہا کہ بالکل نزدیکی ہی نہیں ہے (یعنی ان پوچھا گیا لفظوں کا ،دیا گیا جوابوں کا کچھ بھی match نہیں ہورہا ہے)۔کہا کہ باپ اور بیٹا دونوں ایک ہی ہے۔ہم کیسے بھی بول لے سکتے ہیں، کوئی بات نہیں۔لیکن جنہوں نے کہا وہ لوگ یہ ایک بار دیکھ لیں کہ جو کہا ہے وہ سچ ہے یا نہیں!۔ایسا ہی جنہوں نے سنا وہ بھی ایک بار دیکھ لیں کہ جو سنا ہے وہ سچ ہے یا نہیں(ایسا دیکھ لینا اچھی بات ہے)۔چلئے،استاد تھوڑا اوپر نیچے(کم زیادہ) کہنے پر بھی کم از کم عیسائیوں میں تین روحوں کے بارے

میں بول لینا تو ہے۔ باقی دونوں مذاہبوں میں تین روحوں کے بارے میں بالکل بھی زکر نہیں کر لیتے۔ جب روحانیت کی بنیاد ہی تین روحیں ہیں تو (جو لوگ) ان کے بارے میں نہیں جانتے اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ **روحانیت** بالکل نہیں جانتے۔

عیسیٰ کو صلیب ڈالنے کے بعد ظاہری (باہر کی) نظر رکھنے والے لوگ اس صلیب کو نشانی کے طور پر رکھ لئے جس پر عیسیٰ مر گئے۔ عیسیٰ کی نشانی کے طور پر عیسیٰ کو اس لئے نہیں رکھ لئے کیوں کہ اگر ویسے رکھ لیتے تو ہندوؤں کی طرح عیسی کو بھی دیوتاؤں میں ملائے جیسا ہوگا سمجھ کر نہیں رکھ لئے۔ اسی لئے اس کے نشان کے طور پر صلیب کو رکھ لینا ہوا۔ ایسے بھی لوگ موجود ہیں کہ ہم عیسی کے بھکت ہے کہتے ہوئے صلیب کو پہنے ہوئے بھکت بھی ہے۔ ایسا ہی چرچیوں پر صلیب کا نشان رکھتے ہیں تا کہ اس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ عیسیٰ کا عبادت گاہ ہے۔ ہر جگہ ایسا کر دیا کہ صلیب مطلب عیسائیت ہے اور عیسائیت مطلب صلیب ہے۔ یہ سب ان لوگوں نے کیا جو صرف باہر کی نظر رکھتے ہیں۔ تھوڑا بہت علمِ باطن رکھنے والے گرنتھ میں جو علم ہے اس کو سمجھ کر بائبل گرنتھ کا اصل (essence) علم کو، بنیادی علم کو جان کر، جو علم معلوم کیا اس علم کے نشان کے طور پر اللہ کی مہر کو تیار کر کے چرچیوں کے سامنے، چرچیوں کے اوپر رکھا۔ بعض عیسائیاں عیسیٰ جس صلیب پر مر گیا اس کو نشانی کے طور پر رکھ لیا تو، بعض لوگ اللہ کی مہر کو رکھنا ہوا۔ بہت سے لوگ جو باہر کی نظر رکھتے ہیں ۹۰ فیصد صلیب کو ہی رکھ لیا تو صرف ۱۰ فیصد اللہ کی مہر کو چرچیوں کے پاس رکھنا ہوا۔ وہ صلیب کا روپ یا شکل جو بہت سے لوگوں نے رکھا، اس کو تو سب جانتے ہی ہے۔ لیکن علمِ باطن سے چھپی ہوئی اللہ کی مہر کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ ایک بار وہ صلیب کو، اللہ کی مہر کو آکار (شکل) کو نیچے دیکھتے ہیں۔

صلیب کے روپ کو، اللہ کی مہر کی روپ کو دیکھیں تو صلیب باہر کی معنی سے جڑی ہوئی ہے ۔ کہتے ہیں کہ عیسی کو لکڑی کے ٹکڑے پر رکھ کر پیروں کو، ہاتھوں کو کانٹے ماریں ہیں۔ جس جگہ پر صلیب پر نشان دکھائے وہاں ہاتھوں کو اور پیروں کو کانٹے مارے ہیں کہتے ہیں۔ بعض صلیبوں پر عیسی کے جسم کو لٹکا یا ہوا دکھائے ہوں گے۔ بعض صلیبوں پر عیسی نہیں رہتے لیکن ایسا کہتے ہیں کہ وہ نشان کو دیکھے تو عیسی کو دیکھے جیسا ہی ہے۔ صلیب میں علم کچھ نہیں ہے۔ وہی نیچے والے اللہ کی مہر میں بہت ہی اہم معنی کا علم موجود ہے۔ شروع میں بعض لوگ ظاہری معنی بتانے والے صلیبوں کو چرچیوں کے پاس رکھا تو چند علم والوں نے اس میں علم کچھ بھی نہیں ہے کہہ کر متی خوشخبری ۲۸ باب ۱۹ جملہ میں جو باپ، بیٹا، پاک روح ہے، اس کے مطابق معنی کے ساتھ نشان کو رکھا۔

پہلے جن لوگوں نے علم حاصل کی وہ لوگ اللہ کی مہر میں پہلے پیدا ہوئی قدرت کو داخل کر کے، (اللہ کی مہر کو) ایسا رکھا کہ (اسے دیکھتے ہی) یہ بات تفصیل سے معلوم ہو کہ اللہ چار حصوں میں موجود ہے۔ بعد میں چند لوگ جنہوں نے علم معلوم کی وہ لوگ جملے میں کہی گئی تین روحوں کو ہی پہچان کر رکھا تو روحوں کی بات ہی خاص طور پر معلوم ہوگا، تین روحیں ہی علم میں اہم اور بنیاد ہے سمجھ کر اوپر کی پہلی قدرت کو نکال کر صرف تین روحوں کو ہی رکھے۔ اللہ کی مہر پہلے کا مکمل شکل کو اگلے پیج میں دیکھئے۔

آخر میں صرف چند جگہ تین چکروں کی نشان بچی ہے۔ شاید برازیل (brazil) میں اور چند ملکوں میں بھی چرچیوں کے پاس صلیب کے جگہ تین نشانیوں کے اللہ کی مہر کو رکھنا ہو رہا ہے۔ عیسائیوں میں زیادہ تعداد کے لوگ وہ صلیب کا نشان جس پر خداوند عیسی مر گئے عیسی کی نشان کی طرح رکھ لے رہے ہیں تو بعض ملکوں میں بعض لوگ صرف تین چکلوں کے نشان کو چرچیوں کے پاس رکھنا ہوا۔ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ معانی پوشیدہ ہو کر صرف صورت (آکار) کے لئے بعض جگہ

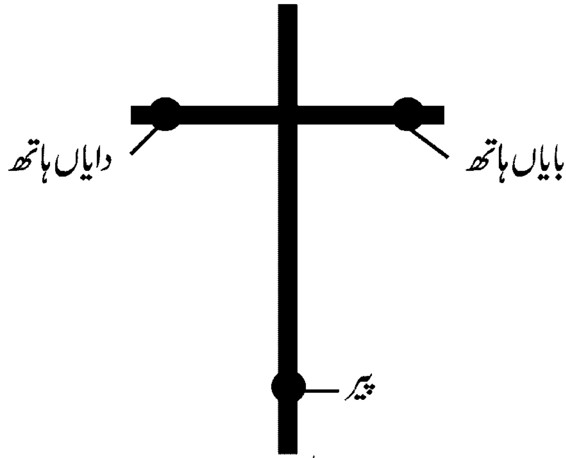

صلیب

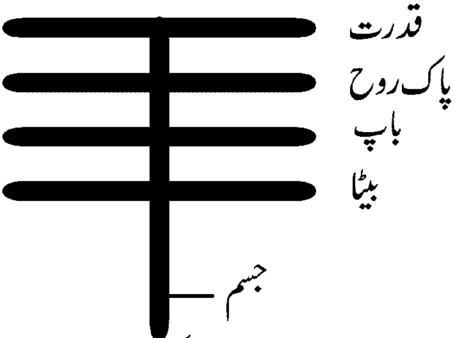

اللہ کی مہر

باقی ہیں۔خاص طور پر بتایں تو آج بھی واٹکن سٹی کا پوپ جو عیسائیوں کا بزرگ ہے وہ بھی تین لکیروں کا نشان کو ہی پکڑ لے کے رہنا میں نے ایک فوٹو میں دیکھا۔خاصیت یہ ہے کہ تین لکیروں کو تین روحوں کے ناموں کو ہی لکھ لینا۔اس کے مطابق تین روحوں کا علم عیسائیوں میں ہی وہ بھی صرف چند جگہ ہی نظر آ رہا ہے۔وہ تین چکروں کے نشان کو دیکھئے جو واٹکن سٹی میں پوپ نے اپنے کندھے پر رکھ لیا۔

یہ وہ نشانیاں ہیں جو آج زمین پر باقی ہے۔کم سے کم ان سے تو گرنتھ میں کا جملہ تھوڑا ظاہری شکل میں آیا ہے۔ان سے مطمئن (تسلی) نہ ہوتے ہوئے مکمل چار چکروں والا اللہ کی مہر کو جس نے پیشانی پر رکھ لیا وہ شخص ہی اللہ کے حساب میں اصلی عیسائی ہے۔اللہ،اللہ کا علم ہمارے جسم میں ہے۔اسی لئے اللہ کی مہر کو جسم پر ہی رکھ لے کر اس کی عزت کرنی چاہئے۔ایسا نہیں سمجھنا چاہئے کہ ''ہم عیسائی ہیں

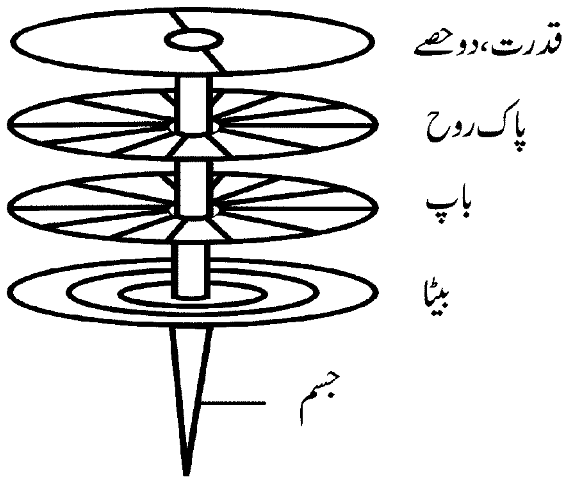

بعد میں اللہ کی مہر کی بدلی ہوئی شکل کو نیچے دیکھ سکتے ہیں

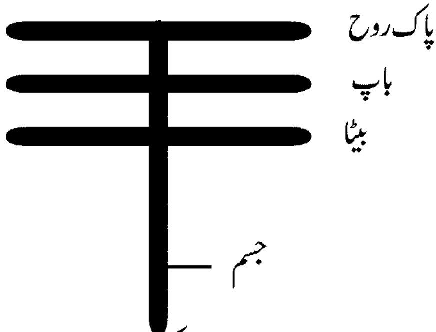

اللہ کی مہر

اگر پیشانی پرنشانیاں لگالیں گے تو ہندوؤں کے مانند دکھیں گے شاید''۔ ہر عیسائی پیشانی پر چار چکروں کی نشانی کو پہننا چاہئے۔ پیشانی پر پہننے کے لئے ہی (پرکٹن گرنتھ) میں اللہ نے ہی کہا ہے۔ وہ اللہ کا نشان جوتم پہننے والے ہو ہرانسان سے متعلق ہے۔اسی لئے اللہ کی علم کے طرف یا اللہ کے علم کولیکر شرمنا نہیں چاہئے۔اب تک کہی ہوئی تین روحوں کی علم کو ڈر رکھ کے اور بھکتی کے ساتھ جاننا چاہئے۔اگر معلوم نہیں ہے تو جاننے کی کوشش کرو۔ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کی مہر کو پہن کر،اللہ کی معافی پا کر،اللہ میں ہی شامل ہونا چاہئے اوراس کے لئے راستہ یا راہ ''**اللہ کی مہر**'' ہے۔

انسان کائنات کے ابتدا سے موجود ہیں۔کئی لاکھوں سال گزرے،تقریباً دوہزار سال سے 'مت یا مذہب' انسانوں میں داخل ہوا۔وہ علم جو پہلے سے موجود ہے اسے چھوڑ کر انسان مت کو مضبوتی سے پکڑ لیا۔ایسا سمجھ رہا ہے کہ 'پہلے مت ہے بعد میں علم' ہے۔مسلم قرآن ہمارا ہے کہہ رہے ہیں مگر وہ قرآن

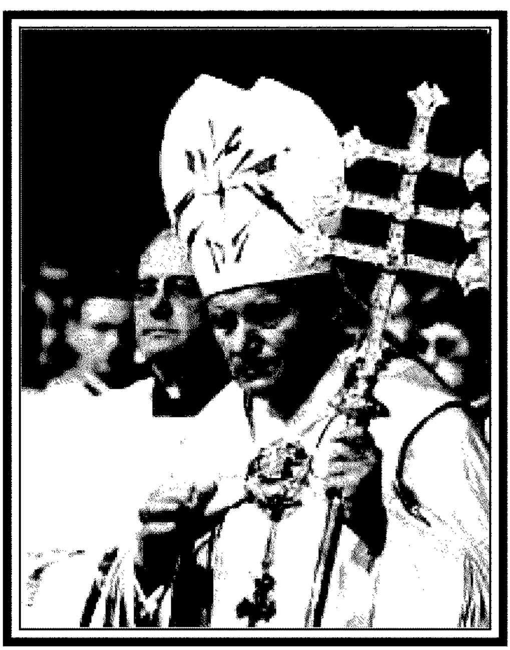

سے بھی حدیثوں کو ہی زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔ ہر مذہب میں بھی مذہب کے رسوم و رواج اللہ کے علم کو پیچھے ڈ کیل دے رہے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس طرح جھگڑتے ہیں کہ نہیں نہیں ہم علم کو ہی زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔ آج ہر ایک مذہب میں بھی مذہب کو اور مذہب کے رسوم و رواج کو ہی زیادہ اہمیت دے رہے ہیں مگر اللہ کی علم کو اہمیت نہیں دیا۔ اوپر سے کہتے ہیں کہ ہم علم والے ہیں مگر ان میں مذہب ۹۰ فیصد اور اللہ کا علم صرف ۱۰ فیصد ہے۔ چند جگہ وہ ۱۰ فیصد بھی نہیں دکھ رہا ہے۔

مثال کے طور پر قرآن گرنتھ میں سورح ۱۵ میں آیت ۲۸ سے ۳۱ تک دیکھتے ہیں۔ یہ جملے دیکھنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ وہ کتنا اہمیت اللہ کے علم کو اور کتنا اہمیت مذہب کو دے رہے ہیں۔

(15-28,29,30,31)'' تیرا رب اپنے فرشتوں سے ایسا کہا '' بے شک میں کھنکھناتی مٹی، شکل بدلا ہوا چپ چپا کیچڑ سے انسان کو تخلیق کرنے والا ہوں۔ (29) تو جب میں اسے بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا۔ (30) تمام فرشتوں نے سب کے سب نے سجدہ کر لیا۔ (31) صرف ایک ابلیس نے سجدہ کرنے والو میں شمولیت کرنے سے

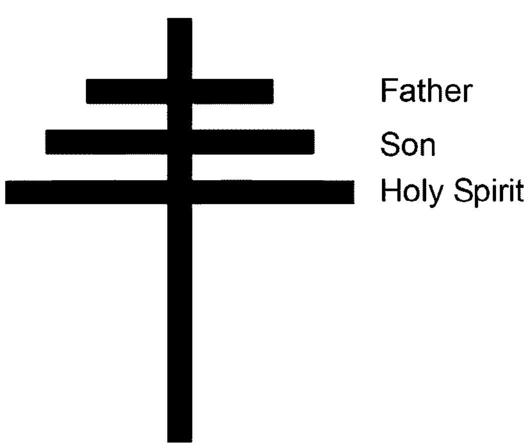

(صاف)انکارکردیا''۔اس طرح آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں کہا گیا ہے۔اللہ نے خود جب یہ کہا کہ 'میں ایک انسان کو تیار کر کے بھیجوں گا۔اوراس انسان میں میرے روح کو ہی بھر کے بھیجوں گا' تو اس کا مطلب یہی ہوا نا کہ آنے والا شخص بہت ہی اعلی انسان ہے۔کیوں کہ اللہ نے اپنی روح ہی پھونک کر بھیج رہا ہے اس لئے اپنے اندر اللہ کی طاقت رکھنے والا ہی آئے گا۔جب اللہ نے خود یہ کہا کہ میرا نمائندہ(representative) آرہا ہے اور جیسے مجھے عزت کرتے ہیں ویسے میرے نمائندہ کو بھی سجدہ کرو تو تمام فرشتے سجدہ کیئے لیکن انسان میں ابلیس(مایا یا شیطان) رہنے کی وجہ سے اس انسان کی سجدہ نہیں کیا جو اللہ کے پاس سے آیا ہے۔وہ شخص جس کے اندر ابلیس(مایا) ہے اللہ کے نمائندہ خدا یا بھگوان کو انسان غرور سے سجدہ نہیں کرسکا۔آج مسلمان سجدہ نہ کرنے کو سمردھن(samardhan) کررہے ہیں۔کہہ رہے ہیں کہ ''وہ اللہ کے سوا کسی اور کی سجدہ نہیں کرتے''۔

اللہ نے عام انسانوں کو سجدہ کرنے کے لئے نہیں کہا۔اس نے کہا کہ 'اپنے نمائندہ کی (سجدہ) کرو جسے میں(اللہ) نے بھیجا ہے'۔قرآن گرنتھ بول کر ۱۴۰۰ سال ہو گئے۔جب 'میں ایک انسان کو تیار کر کے بھیجوں گا' کہا تو وہ قرآن کہنے کے بعد ہی کہہ کر معلوم ہو رہا ہے۔مسلم کہہ رہے ہیں کہ 'اللہ نازل نہیں ہوتا' ہے۔لیکن اس نے (89-21,22) میں کہا کہ 'میں نازل ہوں گا یا میں اترتا ہوں'۔اتنا ہی نہیں ان جملوں سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ براہ راست کہیں پہ بھی نہیں آتا، اپنے نمائندہ کی طرح وہ خود آئے گا۔اپنا نمائندہ مطلب قریب قریب اللہ کی طاقت رکھنے والا ہی ہے نا!(اس کا معنی یہی ہوگا نا)۔اتنا کہنے کے باوجود بھی اگر یہ کہیں گے کہ ہم سجدہ نہیں کریں گے تو اس کا یہی مطلب سمجھنا پڑیگا کہ (وہ) ابلیس کا اثر ہی ہے۔اللہ خود انسان کی طرح آیا ہوا اپنا نمائندہ کی سجدہ کرنے کے لئے کہا ہے۔اور فرشتوں نے بھی سجدہ کیا۔تو انسان 'ہم سجدہ نہیں کریں گے' کہنا جہالت

نہیں ہے کیا! بعض مسلم کہہ رہے ہیں کہ ہمارے شریعت کے مطابق ہم کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔اس کا یہی مطلب ہوا نا کہ اللہ نے اللہ کی گرنتھ میں جو بات کہا، اس بات کو بھی حساب نہیں کیا۔گرنتھ میں کہا کہ میرے نمائندہ کی سجدہ کرو، انسان کے اندر اللہ کی علم کو دیکھ کر اس کو عام نمسکار بھی نہیں کیئے تو (اور اوپر سے) یہ ہمارا شریعت ہے کہنا کیا یہ اللہ کی بات کی انکار کرنا نہیں ہے؟ کیا یہ اللہ کی بے عزتی کیئے جیسا نہیں ہے؟

اس کے مطابق یہ صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ انسان مذہب کو زیادہ عزت دے رہا ہے مگر اللہ کی بات کو عزت نہیں دی۔شریعت مسلم مذہب میں ہی نہیں بلکہ سارے مذاہبوں میں بھی مذہب کا طاقت زیادہ ہے۔اسی لئے ایسا سوچ کر اللہ کی بات کو ہوے میں چھوڑ رہے ہیں کہ مذہب کے رسم ورواج عمل کرنے میں گمراہ نہیں ہونا ہے۔عیسائیوں میں بھی اللہ نے کہا کہ اگر چہرے پر اللہ کی مہر نہیں پہنے تو ضرور سزا ہوگی۔اس نے اللہ کی مہر کہہ کر اپنا نام بتانے پر بھی ''ہم ہمارے مذہب کے پابند ہے۔ہمارے مذہب کے رسم ورواج کے مطابق پیشانی پر کسی بھی طرح کا نشان نہیں پہنتے''، اس طرح کہیں گے تو کیا یہ اللہ کی بات کی انکار نہیں ہے! اور کیا یہ اللہ کی گرنتھ میں اللہ کے جملہ کی بے عزتی نہیں ہے!۔اپنے اپنے مرضی کے مطابق 'مذہب' کہتے ہوئے اللہ کی بات کی عزت نہیں کر رہے ہیں تو اللہ انسانوں کو کچھ نہ کہتے ہوئے خاموشی سے رہنے پر بھی، اللہ کے حکام خاموش نہیں رہتے۔اگر گرہ (سیارے) ہو تو پانچ مہینہ اتنی تکلیف دیں گے جتنا بچھو کاٹنے سے ہوتا ہے۔بھوت (اناصر) ہے تو پورا جان سے مار ڈالے تک نہیں چھوڑتے۔اسی لئے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ انسان مذہب کو چھوڑ کر، اللہ کی بات کے

مطابق عمل کریں۔ جب اللہ نے خود کہا کہ "اگر اللہ کی راہ میں روکاوٹ ہوئے تو (وہ) آنکھ ہی کیوں نہ ہو نکال پھینک دو، اگر ہاتھ ہی کیوں نہ ہو کاٹ پھینک دو" تو کیا تم اپنے مذہب کے رسم ورواجوں کو چھوڑ نہیں سکتے؟ زرا سوچ لو، جملہ کے مطابق اللہ کی مہر پہنو گے یا مذہب کہو گے!! حکام دیکھیں گے۔

فقط

یوگیشور

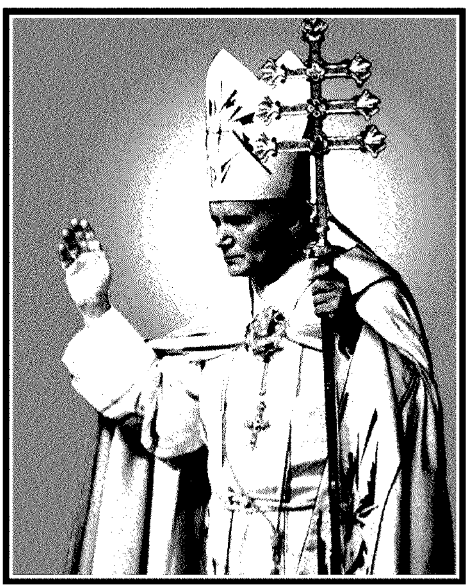

جھوٹ کو ہذار لوگ کہنے پر بھی وہ سچ نہیں ہوتا

اور سچ کو ہذار لوگ انکار کرنے پر بھی وہ جھوٹ نہیں ہوتا

اللہ کی مہر

KHUDA ISLAMIC SPIRITUAL SOCIETY

K.I.S.S

(Regd.No.459/2011)

www.khudaislamicspiritualsociety.org